شَفِیقُ الْمِصْبَاح

فِی حَلِّ

مَرَاحِ الْاَرْوَاح (اردو)

مرتب۔ محمد شفیق عطاری مدنی فتحپوری

علم صرف کی بہترین کتاب جس میں صرف کے قاعدوں کی علتیں بیان کی گئی ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لوليه والصلوة على نبيه ﷺ واله وا صحابه ۔ انتسب سعيى الى شيخى و سيدى شيخ العلماء و المسلمين، محى السنه فى هذا الحين محب رسول رب العالمين ﷺ الشيخ العلامة ابى بلال محمد الياس العطار القادرى الرضوى الضيائى متعنا الله بطول حياته وعلمه وبركاته العاليه

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

(اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا)

۱

قَالَ الْمُفْتَقِرُ اِلیٰ اللّٰہِ الْوَدُوْدِ اَحْمَدُ بْنُ عَلِیٍّ بْنِ مَسْعُوْدٍ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ وَ لِوَالِدَیْہِ وَ اَحْسَنَ اِلَیْہِمَا وَ اِلَیْہِ ۔ اِعْلَمْ اَنَّ عِلْمَ الصَّرْفِ اُمُّ الْعُلُوْمِ وَالنَّحْوِ اَبُوْھَا وَ یَقْوٰی فِی الدِّرَایَاتِ دَارُوْھَا وَ یَطْغٰی فِی الرِّوَایَاتِ عَارُوْھَا۔ وَجَمَعْتُ فِیْہِ کِتَاباً مَوْسُوْماً بِمَرَاحِ الْاَرْوَاحِ۔ وَ ھُوَ لِلصَّبِیِّ جِنَاحُ النَّجَاحِ وَ رَاحُ رَحْرَاحٍ۔ وَ فِی مِعْدَتِہٖ حِیْنَ رَاحَ مِثْلُ تُفَّاحٍ اَوْ رَاحٍ ۔وَ بِاللّٰہِ اَعْتَصِمُ عَمَّا یَصِمُ وَ بِہٖ اَسْتَعِیْنُ وَ ھُوَ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ الْمُعِیْنُ۔

عرض کی محتاج بندے احمد بن علی بن مسعود نے (اللہ اس کی اور اس کے والدین کی بخشش فرمائے) اللہ کی بارگاہ میں جو ودود (بہت محبت رکھنے والا) ہے۔ جان لے کہ یقیناً صرف کا علم علوم کی ماں ہے اور نحو کا علم علوم کا باپ ہے۔ اور ان دونوں علم کو جاننے والے جان پہچان اور سوجھ بوجھ میں قوی استعداد والے بن جاتے ہیں، اور ان دونوں علم سے عار محسوس (محنت نہ) کرنے والے روایات میں غلو کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور میں نے اس کتاب میں جس کا نام مراح الارواح رکھا گیا ہے ان چیزوں کو جمع کر دیا ہے ۔اور وہ چھوٹے بچے کے لیے کامیابی کا بازو ہے اور وسیع وعریض اور آرام کا راستہ ہے (منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لیے)۔ اور اس کے معدے میں اس وقت سیب یا مشروب کی طرح راحت وسکون پہونچانے والی ہے۔ اور میں اللہ ہی کی رسی پکڑتا ہوں اس چیز سے جو عیب دار کرنے والی ہے۔ اور اسی سے ہی مدد مانگتا ہوں اور وہ اچھا دوست اور اچھا مدد گار ہے۔

۲

اِعْلَمْ اَسْعَدَكَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَّ الصَّرَّافَ یَحْتَاجُ فِی مَعْرِفَةِ الْاَوْزَانِ اِلٰی سَبْعَةِ اَبْوَابٍ : الصَحِیْحُ۔ وَ الْمُضَاعَفُ ، وَ الْمَھْمُوْزُ ، وَ الْمِثَالُ ، وَ الْاَجْوَفُ۔ وَ النَّاقِصُ وَ اللَّفِیْفُ وَ اِشْتِقَاقِ تَسْعَةِ اَشْیَاءِ مِنْ کُلِ مَصْدَرٍ۔وَ ھِیَ الْمَاضِی وَ الْمُضَارِعُ وَ الْاَمْرُ وَ النَّھْیُ وَ اِسْمَیِ الْفَاعِلِ وَ الْمَفْعُوْلِ وَ الْمَکَانُ وَالزَّمَان وَ الْآلَةُ ۔ فَکَسَرْتُہٗ عَلٰی سَبْعَةِ اَبْوَابٍ ۔

جان لو کہ (اللہ تجھے خوش بخت کرے) یقیناً صرف کے علم میں مہارت رکھنے والا (صرفی) اوزان کی پہچان کرنے کے معاملہ میں سات ابواب یعنی (۱) صحیح (۲) مضاعف (۳) مہموز (۴) مثال (۵) اجوف (۶) ناقص (۷) لفیف، اور ہر مصدر سے نو چیزوں کے اشتقاق کی طرف محتاج ہوتا ہے۔ اور وہ نو چیزیں یہ ہیں (۱) ماضی (۲) مضارع (۳) امر (۴) نہی (۵) اسمِ فاعل (۶) اسمِ مفعول (۷) اسمِ مکان (۸) اسمِ زمان (۹) اسمِ آلہ۔ پس میں نے اس (صرف کے علم) کو سات ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

[اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِی الصَّحِیْحِ]

پہلا باب صحیح کے بیان میں

۱

الصَّحِیْحُ ھُوَ الَّذِی لَیْسَ فِی مُقَابَلَةِ الْفَاءِ وَ الْعَیْنِ وَ اللَّامِ حَرْفُ عِلَّةٍ وَ تَضْعِیْفٍ وَ ھَمْزَةٍ ۔نَحْوُ الضَّرْبُ۔فَاِنْ قِیْلَ : لِمَ اُخْتُصَّ الْفَاءُ وَ الْعَیْنُ وَ اللَّامُ

لِلْوَزَنِ؟ قُلْنَا : حَتّٰی یَکُوْنَ فِیْهِ مِنْ حُرُوْفِ الشَّفَةِ وَ الْوَسْطِ وَ الْحَلْقِ شَیْءٌ ۔فَقُلْنَا : اَلضَّرْبُ مَصْدَرٌ یَتَوَلَّدُ مِنْهُ الْاَشْیَاءُ التِّسْعَةُ۔وَ هُوَ أَصْلٌ فِی الْاِشْتِقَاقِ عِنْدَ الْبِصْرِیِّیْنَ۔لِأَنَّ مَفْهُوْمَهٗ وَاحِدٌ وَ مَفْهُوْمَ الْفِعْلِ مُتَعَدِّدٌ ۔لِدَلَالَتِهٖ عَلَی الْحَدَثِ وَ الزَّمَانِ ۔وَ الْوَاحِدُ قَبْلَ الْمُتَعَدِّدِ ۔وَ اِذَا کَانَ أَصْلاً لِلْأَفْعَالِ یَکُوْنُ أَصْلاً لِمُتَعَلِّقَاتِهٖ أَیْضاً ۔ وَ لِأَنَّهٗ اِسْمٌ وَالْاِسْمُ مُسْتَغْنٍ عَنِ الْفِعْلِ ۔

صحیح وہ لفظ ہے جس کے فاء، عین اور لام کلمے کے مقابلہ میں کوئی حرفِ علت، تضعیف (دو حرف ہم جنس) اور ہمزہ نہ ہو۔جیسے اَلضَّرْبُ (مارنا)۔(۱) پس اگر کہا جائے کہ فاء، عین اور لام کو وزن کے لئے کیوں خاص کیا گیا ہے؟ تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے تا کہ اس (وزن) میں حروفِ شفوی، وسطی اور حلقی میں سے ہر ایک سے کچھ نہ کچھ شامل ہو جائے۔(۲) پس ہم کہتے ہیں کہ اَلضَّرْبُ ایسا مصدر ہے کہ اس سے نو چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔اور بصریوں کے نزدیک اشتقاق میں مصدر اصل ہے۔اس لئے کہ مصدر کا مفہوم ایک ہوتا ہے اور فعل کا مفہوم اس کے حدوث و زمان پر دلالت کرنے کی وجہ سے متعدد ہوتا ہے۔اور واحد متعدد سے پہلے ہوتا ہے۔اور جب مصدر افعال کے لئے اصل ہوا تو مصدر فعل کے متعلقات کے لئے بھی اصل ہوگا۔اور مصدر اسی وجہ سے اسم ہے۔اور اسم ہمیشہ فعل سے مستغنی ہوتا ہے۔

....۲..

وَ یُقَالُ لَهٗ مَصْدَرٌ ۔ لِاَنَّ هٰذِهِ الْاَشْیَاءَ تَصْدُرُ عَنْهُ ۔ وَ الْاِشْتِقَاقُ هُوَ اَنْ تَجِدَ بَیْنَ اللَّفْظَیْنِ تَنَاسُباً فِی اللَّفْظِ وَ الْمَعْنٰی ۔وَ هُوَ عَلٰی ثَلَاثَةِ اَنْوَاعٍ ۔صَغِیْرٌ :وَهُوَ اَنْ یَکُوْنَ بَیْنَهُمَا تَنَاسُبٌ فِی الْحُرُوْفِ وَ التَّرْتِیْبِ ، نَحْوُ: ضَرَبَ مِنَ الضَّرْبِ۔وَ کَبِیْرٌ : وَ هُوَ اَنْ یَکُوْنَ بَیْنَهُمَا تَنَاسُبٌ فِی اللَّفْظِ دُوْنَ التَّرْتِیْبِ، نَحْوُ: جَبَذَ مِنَ الْجَذْبِ ۔وَ اَکْبَرُ : وَ هُوَ اَنْ یَکُوْنَ بَیْنَهُمَا تَنَاسُبٌ فِی الْمَخْرَجِ دُوْنَ الْحُرُوْفِ وَ التَّرْتِیْبِ ، نَحْوُ نَعَقَ مِنَ النَّهْقِ۔وَ الْمُرَادُ مِنَ الْاِشْتِقَاقِ الْمَذْکُوْرِ هَاهُنَا اِشْتِقَاقٌ صَغِیْرٌ۔

اور مصدر کو مصدر کہا جاتا ہے اس لئے کہ یہ چیزیں (افعال و متعلقاتِ افعال) مصدر سے ہی صادر ہوتی ہیں۔(۳) اور اشتقاق یہ ہے کہ مشتق اور مشتق منہ کے درمیان لفظ اور معنی میں تناسب پایا جائے۔(۴) اور اشتقاق تین قسموں پر ہے۔(۱) اشتقاقِ صغیر: وہ اشتقاق ہے کہ مشتق اور مشتق منہ کے درمیان حروف و ترتیب میں تناسب موجود ہو۔جیسے ضَرَبَ اَلضَّرْبُ سے مشتق ہے۔(۲) اشتقاقِ کبیر: وہ اشتقاق ہے کہ مشتق اور مشتق منہ کے درمیان صرف لفظ (حرف) میں تناسب موجود ہو نہ کہ ترتیب میں۔جیسے جَبَذَ اَلْجَذْبُ سے مشتق ہے۔ (۳) اشتقاقِ اکبر: وہ اشتقاق ہے کہ مشتق اور مشتق منہ کے درمیان صرف مخرج میں تناسب موجود ہو، نہ کہ حروف و ترتیب میں۔جیسے نَعَقَ اَلنَّهْقُ سے مشتق ہے۔یعنی ان دونوں کلموں کے حرفِ عین اور ہاء میں صرف مخرج کے اعتبار سے مناسبت ہے ۔اور حروف و ترتیب میں مناسبت موجود نہیں ہے۔(۵) اور یہاں ذکر کئے ہوئے اشتقاق سے اشتقاقِ صغیر مراد ہے۔

وَ قَالَ الْکُوْفِیُّوْنَ : یَنْبَغِیْ اَنْ یَکُوْنَ الْفِعْلُ اَصْلاً، لِاَنَّ اِعْلَالَهٗ مَدَارٌ لِاِعْلَالِ الْمَصْدَرِ وُجُوْداً وَ عَدَماً۔اَمَّا وُجُوْداً فَفِیْ یَعِدُ عِدَةً وَ قَامَ قِیَاماً وَ اَمَّا عَدَماً فَفِیْ یَوْجَلُ وَجْلاً وَ قَاوَمَ قِوَاماً ۔وَ مَدَارِیَّتُهٗ تَدُلُّ عَلٰی اَصَالَتِهٖ ۔وَ اَیْضاً یُؤَکَّدُ الْفِعْلُ بِهٖ، نَحْوُ ضَرَبْتُ ضَرْباً، وَ هُوَ بِمَنْزِلَةِ ضَرَبْتُ ضَرَبْتُ، وَ الْمُؤَکَّدُ اَصْلٌ مِنَ الْمُؤَکِّدِ۔وَ یُقَالُ لَهٗ مَصْدَرٌ ،لِکَوْنِهٖ مَصْدُوْراً عَنِ الْفِعْلِ کَمَا قَالُوْا: مَشْرَبٌ عَذْبٌ وَ مَرْکَبٌ فَارِهٌ اَیْ مَشْرُوْبٌ وَ مَرْکُوْبٌ۔

اور کوفیوں نے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ فعل اصل ہو۔اس لئے کہ فعل کی تعلیل مصدر کی تعلیل کے لئے وجود و عدم کے اعتبار سے مدار (بنیاد) ہے۔بہر حال اعلال وجوداً کی مثال یَعِدُ عِدَةً اور قَامَ قِیَاماً میں موجود ہے۔اور رہا اعلال عدماً کی مثال یَوْجَلُ وَجْلاً اور قَاوَمَ قِوَاماً میں موجود ہے۔اور اعلال میں فعل کا مدار ہونا فعل کے اصل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔اور نیز مصدر کے ذریعے فعل کی تاکید بھی لائی جاتی ہے۔جیسے ضَرَبْتُ ضَرْباً۔اور یہ ضَرَبْتُ ضَرَبْتُ کی منزل میں ہے۔اور مؤکَّد مؤکِّد سے اصل ہوتا ہے۔یعنی جس کی تاکید لائی جائے وہ اصل ہوتا ہے اور جس کے ذریعہ سے تاکید لائی جائے وہ اصل نہیں ہوتی ہے۔اور مصدر کو مصدر اس لئے کہتے ہیں کہ مصدر فعل سے ہی صادر ہوتا ہے ۔جیسے کہ لوگوں نے کہا مَشْرَبٌ عَذْبٌ اور مَرْکَبٌ فَارِهٌ یعنی مَشْرُوْبٌ عَذْبٌ اور مَرْکُوْبٌ فَارِهٌ ۔(پس مشرب اور مرکب مصدرِ میمی ہیں جو کہ مشروب اور مرکوب (اسمِ مفعول) کے معنی میں ہیں اور اسمِ مفعول فعلِ مضارع سے بنا ہے پس مصدر اسمِ مفعول کا محتاج ہوا اور اسمِ مفعول فعل کا، پس بالواسطہ مصدر فعل کا محتاج ہوا اور جو محتاج ہوتا ہے وہ اصل نہیں ہوتا ہے۔

قُلْنَا فِیْ جَوَابِهِمْ:اِعْلَالُ الْمَصْدَرِ لِلْمُشَاکَلَةِ لَا لِلْمَدَارِیَّةِ کَحَذْفِ الْوَاوِ فِیْ تَعِدُ وَ الْهَمْزَةِ فِیْ تُکْرِمُ۔وَ الْمُؤَکَّدِیَّةُ لَا تَدُلُّ عَلَی الْاَصَالَةِ فِی الْاِشْتِقَاقِ بَلْ فِی الْاِعْرَابِ کَمَا فِیْ جَاءَنِیْ زَیْدٌ زَیْدٌ۔وَ قَوْلُهُمْ:مَشْرَبٌ عَذْبٌ وَ مَرْکَبٌ فَارِهٌ مِنْ بَابِ جَرَی النَّهْرُ وَ سَالَ الْمِیْزَابُ۔

ہم (بصریین) کوفیین کے جواب میں کہتے ہیں کہ مصدر کا اعلال مداریت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ مشاکلت کی وجہ سے ہے۔جیسے کہ تَعِدُ میں واؤ کا حذف ہونا ،اور تُکْرِمُ میں ہمزہ کا حذف ہونا۔اور مؤکدیت اشتقاق میں اصل ہونے پر دلالت نہیں کرتا بلکہ مؤکدیت اعراب میں اصل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔جیسے کہ جَاءَنِیْ زَیْدٌ زَیْدٌ میں (کہ دوسرے زید کا اعراب مؤکدیت کی بناء پر پہلے زید کے اعراب کے مثل ہے)۔اور کوفیین کا قول مَشْرَبٌ عَذْبٌ اور مَرْکَبٌ فَارِهٌ یہ جَرَی النَّهْرُ اور سَالَ الْمِیْزَابُ کے

باب سے ہے۔یعنی مجاز کے قبیل سے ہے۔

وَ مَصۡدَرُ الثُّلَاثِیۡ کَثِیۡرٌ ، وَ هُوَ عِنۡدَ سِیۡبَوَیۡه یَرۡتَقِی اِلیٰ اِثۡنَیۡنِ وَ ثَلَاثِیۡنَ بَاباً۔نَحۡوُ: قَتۡلٌ وَ فِسۡقٌ وَ شُغۡلٌ وَ رَحۡمَةٌ وَ نِشۡدَةٌ وَ کُدۡرَةٌ وَ دَعۡویٰ وَ ذِکۡریٰ وَ بُشۡریٰ وَ لَیَّانٌ وَ حِرۡمَانٌ وَ غُفۡرَانٌ وَ نَزَوَانٌ وَطَلَبٌ وَ خَنِقٌ وَ صِغَرٌ وَ هُدیً وَ غَلَبَةٌ وَ سَرِقَةٌ وَ ذَهَابٌ وَ صِرَافٌ وَ سُؤَالٌ وَ مَدۡخَلٌ وَ مَرۡجِعٌ وَ مِسۡعَاةٌ وَ مَحۡمِدَةٌ وَزَهَادَةٌ وَ دِرَایَةٌ وَ دُخُوۡلٌ وَ قَبُوۡلٌ وَ وَجِیۡفٌ وَ صُهُوۡبَةٌ ۔

اورثلاثی (مجرد) کےاوزان کثیر ہیں۔اور یہ سیبویہ کے نزدیک ۳۲ باب تک جاتے ہیں۔ان تمام مصادر کے معانی الباب الاول فی الصحیح کے سوال نمبر ۶ میں ملاحظہ فرما لیں۔

وَ یَجِیۡءُ عَلیٰ اِسۡمَیِ الۡفَاعِلِ وَ مَفۡعُوۡلِ ،نَحۡوُ : قُمۡتُ قَائِماً وَ نَحۡوُ قَوۡلِهِ تَعَالیٰ: (بِاَیِّکُمُ الۡمَفۡتُوۡنُ)القلم:٦۔وَ یَجِیۡءُ لِلۡمُبَالَغَةِ،نَحۡوُ التَّهۡدَارُ وَ التَّلۡعَابُ وَ الۡحِثِّیۡثیٰ وَ الدِّلِّیۡلیٰ ۔وَ مَصۡدَرُ غَیۡرِ الثُّلَاثِی یَجِیۡءُ عَلیٰ سُنَنٍ وَاحِدٍ اِلَّا فِی کَلَّمَ کِلَّاماً وَ فِی قَاتَلَ قِتَّالاً وَ قِیۡتَالاً وَ فِی تَحَمَّلَ تِحِمَّالاً وَ فِی زَلۡزَلَ زِلۡزَالاً ۔

اورثلاثی (مجرد) کا مصدر اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول کے وزن پر بھی آتا ہے۔جیسے قُمۡتُ قَائِماً میں قَائِماً۔اوراللہ تعالیٰ کے قول بِاَیِّکُمُ الۡمَفۡتُوۡنُ میں الۡمَفۡتُوۡنُ۔اور مصدر مبالاگہ کے لئے بھی آتا ہے۔جیسے التّهۡدَارُ اور التَّلۡعَابُ اور الحِثِّیۡثیٰ اور الدِّلِّیۡلیٰ۔(٦)اور غیرِ ثلاثی (مجرد) کا مصدر ایک ہی طریقہ (وزن) پر آتا ہے۔سوائے کَلَّمَ کِلَّاماً اور قَاتَلَ قِتَّالاً اور قِیۡتَالاً اور تَحَمَّلَ تِحِمَّالاً کے۔(٧)

وَ الۡاَفۡعَالُ الَّتِی تَشۡتَقُّ مِنَ الۡمَصۡدَرِ وَ هِیَ خَمۡسَةٌ وَّ ثَلَاثُوۡنَ بَاباً : سِتَّةٌ لِلثُّلَاثِی الۡمُجَرَّدِ ،نَحۡوُ : ضَرَبَ یَضۡرِبُ ،وَ قَتَلَ یَقۡتُلُ ، وَ عَلِمَ یَعۡلَمُ، وَ فَتَحَ یَفۡتَحُ ، وَ کَرُمَ یَکۡرُمُ ، وَ حَسِبَ یَحۡسِبُ۔وَ یُسَمّی الثَّلَاثَةُ الۡاَوَّلُ دَعَائِمَ الۡاَبۡوَابِ ، لِاِخۡتِلَافِ حَرَکَاتِهِنَّ فِی الۡمَاضِی وَ الۡمُسۡتَقۡبِلِ وَ کَثۡرَتِهِنَّ ۔وَ فَتَحَ یَفۡتَحُ لَا یُدۡخَلُ فِی الدَّعَائِمِ، لِاِنۡعِدَامِ اِخۡتِلَافِ الۡحَرَکَاتِ وَ اِنۡعِدَامِ مَجِیۡئِهِ بِغَیۡرِ حَرۡفِ الۡحَلۡقِ۔وَ اَمَّا رَکَنَ یَرۡکَنُ وَ اَبیٰ یَاۡبیٰ فَمِنَ اللُّغَاتِ الۡمُتَدَاخِلَةِ وَ الشَّوَاذِّ۔

اوروہ افعال (خواہ ثلاثی ہوں یا ان کے علاوہ) جو مصدر سے مشتق ہوتے ہیں وہ کل ۳۵ باب ہیں۔ان میں سے چھ ثلاثی مجرد کے ہیں۔جیسے (١) ضَرَبَ یَضۡرِبُ (٢) قَتَلَ یَقۡتُلُ (٣) عَلِمَ یَعۡلَمُ (٤) فَتَحَ یَفۡتَحُ (٥) کَرُمَ یَکۡرُمُ (٦) حَسِبَ یَحۡسِبُ۔اور پہلے تین ابواب کا نام ماضی اور مضارع میں ان کی حرکات کے مختلف ہونے (بدلنے) اور ان کے کثرتِ استعمال کی وجہ سے ابواب کی اصل (جڑ) رکھا جاتا ہے۔(٨)اور فَتَحَ یَفۡتَحُ دعائم الابواب میں ماضی اور مضارع میں حرکات کے مختلف نہ ہونے ،اور اس کے بغیر حرفِ حلقی کے نہ آنے کی وجہ سے شامل نہیں ہے۔(٩)اور رہا رَکَنَ یَرۡکَنُ اور اَبیٰ یَاۡبیٰ لغاتِ متداخلہ اور شواذ میں سے ہیں۔

وَ اَمَّا بَقیٰ یَبۡقیٰ وَ فَنیٰ یَفۡنیٰ وَ قَلیٰ یَقۡلیٰ فَلُغَاتُ بَنِی طَیٍّ قَدۡ فَرُّوۡا مِنَ الۡکَسۡرَةِ اِلَی الۡفَتۡحَةِ ۔وَ کَرُمَ یَکۡرُمُ لَا یُدۡخَلُ فِی الدَّعَائِمِ ، لِاَنَّهُ لَا یَجِیۡءُ اِلَّا مِنَ الطَّبَائِعِ وَ النُّعُوۡتِ ۔وَ حَسِبَ یَحۡسِبُ لَا یُدۡخَلُ فِی الدَّعَائِمِ،لِقِلَّتِهِ۔وَ قَدۡ جَاءَ فَعُلَ یَفۡعَلُ عَلیٰ لُغَةِ مَنۡ قَالَ : کُدۡتَّ تَکَادُ وَ هِیَ شَاذَّةٌ کَفَضِلَ یَفۡضُلُ وَ دِمۡتَ تَدُوۡمُ۔

اوربَقیٰ یَبۡقیٰ اور فَنیٰ یَفۡنیٰ اور قَلیٰ یَقۡلیٰ پس یہ بنوطی کی لغت میں ہیں اور یہ لوگ کسرہ سے فتحہ کی طرف گئے ہیں۔(١٠)اور کَرُمَ یَکۡرُمُ دعائم الابواب مین داخل نہیں ہے کیونکہ یہ طبائع اور صفات کے علاوہ کسی دوسرے سے نہیں آتا ہے۔(٩)اور حَسِبَ یَحۡسِبُ اپنے قلتِ استعمال کی وجہ سے دعائم الابواب میں داخل نہیں ہے۔(٩)اور فَعُلَ یَفۡعَلُ اس شخص کی لغت پر آیا ہے جس نے کہا کُدۡتَّ تَکَادُ۔اور یہ شاذ ہے۔جیسے فَضِلَ یَفۡضُلُ اور دِمۡتَ تَدُوۡمُ۔

وَ اِثۡنَا عَشَرَ لِمُنۡشَعِبَةِ الثُّلَاثِی ، نَحۡوُ: اَکۡرَمَ اِکۡرَاماً وَ قَطَّعَ وَ قَاتَلَ وَ تَفَضَّلَ وَ تَضَارَبَ وَ اِنۡصَرَفَ وَ اِحۡتَقَرَ وَ اِسۡتَخۡرَجَ وَ اِخۡشَوۡشَنَ وَ اِجۡلَوَّذَ وَ اِحۡمَارَّ وَ اِحۡمَرَّ ، اَصۡلُهُمَا اِحۡمَارَرَ وَ اِحۡمَرَرَ ،فَاُدۡغِمَا لِلۡجِنۡسِیَّةِ۔وَ وَاحِدٌ لِلرُّبَاعِی ، نَحۡوُ: دَحۡرَجَ ، وَ ثَلَاثَةٌ لِمُنۡشَعِبَةِ الرُّبَاعِی ، نَحۡوُ : اِحۡرَنۡجَمَ وَ اِقۡشَعَرَّ وَ تَدَحۡرَجَ۔وَ سِتَّةٌ لِمُلۡحَقِ دَحۡرَجَ،نَحۡوُ: شَمۡلَلَ وَ حَوۡقَلَ وَ بَیۡطَرَ وَ جَهۡوَرَ وَ قَلۡسیٰ وَ قَلۡنَسَ ۔

اورثلاثی مزید فیہ کے بارہ ابواب ہیں۔جیسے (١)اکرم (٢)قطّع (٣)قاتل (٤)تفضّل (٥)تضارب (٦)انصرف (٧)احتقر (٨)استخرج (٩)اخشوشن (١٠)اجلوّذ (١١)احمارّ (١٢)احمرّ۔احمارّ اور احمرّ کی اصل احمارر اور احمرر ہے پس ہم جنس ہونے کی وجہ سے دونوں حروف کا آپس میں ادغام کردیا گیا ہے۔(١٢)اور رباعی (مجرد) کا صرف ایک باب آتا ہے۔جیسے دَحۡرَجَ۔اور رباعی مزید فیہ کے تین باب آتے ہیں۔جیسے (١)اِحۡرَنۡجَمَ (٢)اِقۡشَعَرَّ (٣)تَدَحۡرَجَ۔(١٣)اور چھ ابواب ملحق بر باعی مجرد (دحرج) کے آتے ہیں۔جیسے (١) شَمۡلَلَ (٢)حَوۡقَلَ (٣)بَیۡطَرَ (٤)جَهۡوَرَ (٥)قَلۡسیٰ (٦) قَلۡنَسَ ۔(١٦)

وَ خَمۡسَةٌ لِمُلۡحَقِ تَدَحۡرَجَ،نَحۡوُ:تَجَلۡبَبَ وَ تَجَوۡرَبَ وَ تَشَیۡطَنَ وَ تَرَهۡوَقَ وَ تَمَسۡکَنَ۔ وَ اِثۡنَانِ لِمُلۡحَقِ اِحۡرَنۡجَمَ ،نَحۡوُ: اِقۡعَنۡسَسَ وَ اِسۡلَنۡقیٰ۔وَ

مِصْدَاقُ الْاِلْحَاقِ اِتِّحَادُ الْمَصْدَرَیْنِ۔

اور پانچ ابواب ملحق برباعی مزید فیہ(تدحرج) کے آتے ہیں۔جیسے(۱)تَجَلْبَبَ (۲)تَجَوْرَبَ (۳)تَشَیْطَنَ (۴)تَرَہْوَقَ (۵) تَمَسْکَنَ۔اور دو باب ملحق باحرنجم کے آتے ہیں۔جیسے(۱) اِقْعَنْسَسَ (۲) اِسْلَنْقیٰ۔اور الحاق کا مصداق دو مصدروں کا متحد ہونا ہے۔

فَصْلٌ فِی الْمَاضِی

فصل ماضی کے بیان میں

وَھُوَ یَجِیءُ عَلٰی اَرْبَعَةَ عَشَرَ وَجْھاً،نَحْوُ: ضَرَبَ اِلٰی ضَرَبْنَا۔اِنَّمَا بُنِیَ الْمَاضِی، لِفَوَاتِ مُوْجِبِ الْاِعْرَابِ فِیْهِ ۔وَ عَلَی الْحَرَکَةِ، لِمُشَابَهَتِهٖ الْاِسْمَ وَ فِی وُقُوْعِهٖ صِفَةً لِلنَّکِرَةِ ،نَحْوُ:مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ وَ ضَرَبَ ۔وَ عَلَی الْفَتْحِ ،لِاَنَّهٗ اَخُو السُّکُوْنِ ،لِاَنَّ الْفَتْحَةَ جُزْءُ الْاَلِفِ۔

اور فعلِ ماضی چودہ صورتوں پر آتی ہے۔جیسے ضَرَبَ سے ضَرَبْنَا تک۔(یعنی کل چودہ صیغے آتے ہیں)۔اور فعلِ ماضی کو موجبِ اعراب کے فوت ہونے کی وجہ سے مبنی کیا گیا ہے۔اور فعلِ ماضی کو نکرہ کی صفت واقع ہونے میں اسمِ فاعل سے مشابہت رکھنے کی وجہ سے حرکت پر مبنی کیا گیا ہے۔جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَرَبَ و ضَارِبٍ۔اور فعلِ ماضی کو فتحہ پر مبنی کیا گیا ہے اس لئے کہ فتحہ سکون کا بھائی ہے۔اور اس لئے بھی کہ فتحہ الف کا جزء ہے۔

وَ لَمْ یُعْرَبْ، لِاَنَّ اِسْمَ الْفَاعِلِ لَمْ یَاْخُذْ مِنْهُ الْعَمَلَ بِخِلَافِ الْمُضَارِعِ ، لِاَنَّ اِسْمَ الْفَاعِلِ اَخَذَ مِنْهُ الْعَمَلَ۔فَاُعْطِیَ الْاِعْرَابُ لَهٗ عِوَضاً عَنْهُ اَوْ لِکَثْرَةِ مُشَابَهَتِهٖ یَعْنِیْ یُعْرَبُ الْمُضَارِعُ ،لِکَثْرَةِ مُشَابَهَتِهٖ لَهٗ ۔وَ بُنِیَ الْمَاضِیُ عَلَی الْحَرَکَةِ لِقِلَّةِ مُشَابَهَتِهٖ لَهٗ۔وَ بُنِیَ الْاَمْرُ عَلَی السُّکُوْنِ لِعَدَمِ مُشَابَهَتِهٖ لِلْاِسْمِ۔

اور فعلِ ماضی کو معرب نہیں بنایا گیا ہے اس لئے کہ اسمِ فاعل فعلِ ماضی سے عمل نہیں لیتا برخلاف فعلِ مضارع کے کہ فعلِ مضارع کو معرب بنایا گیا ہے کیونکہ اسمِ فاعل فعلِ مضارع سے عمل لیتا ہے۔ پس فعلِ مضارع کو وہ اعراب دیا گیا جو اسمِ فاعل کا اعراب ہے عمل لینے کے عوض میں۔یا اسمِ فاعل کے ساتھ کثرتِ مشابہت کی وجہ سے فعلِ مضارع کو اسمِ فاعل والا اعراب دیا گیا ہے۔اور فعلِ ماضی کو اسمِ فاعل کے ساتھ قلتِ مشابہت کی وجہ سے حرکت پر مبنی کیا گیا ہے۔اور فعلِ امر کو اسمِ فاعل کے ساتھ مشابہت نہ ہونے کی وجہ سے سکون پر مبنی کیا گیا ہے۔

وَ زِیْدَتِ الْاَلِفُ وَ الْوَاوُ وَالنُّوْنُ فِی آخِرِهٖ حَتّٰی یَدُلُّلْنَ عَلٰی ھُمَا،ھُمُوْا، وَ ھُنَّ۔وَ ضُمَّ الْبَاءُ فِی (ضَرَبُوْا) لِاَجْلِ الْوَاوِ وَ بِخِلَافِ (رَمَوْا) لِاَنَّ الْمِیْمَ لَیْسَتْ بِمَا قَبْلَهَا۔وَ ضُمَّ فِی (رَضُوْا) وَ اِنْ لَمْ یَکُنِ الضَّادُ بِمَا قَبْلَهَا حَتّٰی لَا یَلْزَمُ الْخُرُوْجُ مِنَ الْکَسْرَةِ اِلَی الضَّمَّةِ ۔وَکُتِبَ الْاَلِفُ فِی ضَرَبُوْا لِلْفَرْقِ بَیْنَ وَاوُ الْعَطْفِ وَ وَاوُ الْجَمْعِ فِی مِثْلِ حِضرَ وَ قَتَلَ۔وَ قِیْلَ لِلْفَرْقِ بَیْنَ وَاوُ الْجَمْعِ وَ وَاوُ الْوَاحِدِ فِی مِثْلِ لَنْ یَّدْعُوَ وَ لَنْ یَّدْعُوْا۔

اور الف اور واؤ اور نون کو فعلِ ماضی کے آخر میں زیادہ کیا گیا ہے تا کہ یہ ھُمَا، ھُمُوْا،اور ھُنَّ پر دلالت کریں۔اور ضَرَبُوْا میں باء کو ضمہ واؤ کی وجہ سے دیا گیا ہے۔برخلاف رَمَوْا کے،اس لئے کہ رَمَوْا میں میم واؤ کا ماقبل نہیں ہے۔اور رَضُوْا میں ضاد کو ضمہ دیا گیا ہے اگر چہ ضاد واؤ کا ماقبل نہیں ہے تا کہ کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہ آئے۔اور ضَرَبُوْا میں الف حَضَرَ وَ قَتَلَ کی مثل میں واؤِ عطف اور واؤِ جمع کے درمیان فرق کرنے کے لئے لکھا گیا ہے۔اور کہا گیا ہے کہ لَنْ یَّدْعُوَ اور لَنْ یَّدْعُوْا کے مثل میں واؤِ جمع اور واؤِ واحد کے درمیان فرق کرنے کے لئے الف لکھا گیا ہے۔

وَ جُعِلَتِ التَّاءُ عَلَامَةً لِلْمُؤَنَّثِ فِی ضَرَبَتْ لِاَنَّ التَّاءَ مِنَ الْمَخْرَجِ الثَّانِی وَ الْمُؤَنَّثُ اَیْضاً ثَانٍ فِی التَّخْلِیْقِ ۔ وَ ھٰذِهِ التَّاءُ لَیْسَتْ بِضَمِیْرٍ کَمَا یَجِیْءُ۔وَ اُسْکِنَتِ الْبَاءُ فِی مِثْلِ ضَرَبْنَ وَ ضَرَبْتَ حَتّٰی لَا یَجْتَمِعَ اَرْبَعُ حَرَکَاتٍ مُتَوَالِیَاتٍ فِیْمَا ھُوَ کَالْکَلِمَةِ الْوَاحِدَةِ۔ وَمِنْ ثَمَّ لَا یَجُوْزُ الْعَطْفُ عَلٰی ضَمِیْرِهٖ بِغَیْرِ التَّاکِیْدِ فَلَا یُقَالُ ضَرَبْتَ وَ زَیْدٌ بَلْ یُقَالُ ضَرَبْتَ اَنْتَ وَ زَیْدٌ۔

اور ضَرَبَتْ میں تاء کو مؤنث کی علامت بنائی گئی ہے اس لئے کہ تاء مخرجِ ثانی میں سے ہے اور مؤنث بھی تخلیق میں ثانی ہے۔اور یہ تاء مؤنث کی ضمیر نہیں ہے۔جیسے کہ ان شاءاللہ آگے آئیگا۔اور ضَرَبْنَ اور ضَرَبْتَ کی مثال میں باء کو ساکن کیا گیا ہے تا کہ پے در پے چار حرکات اُس جگہ میں جو ایک ہی کلمہ کے حکم میں ہو جمع نہ ہوں۔اور اِسی وجہ سے اِس کی ضمیر پر بغیر تاکید کے عطف کرنا جائز نہیں ہے۔پس ضَرَبْتَ وَ زَیْدٌ نہیں کہا جائیگا، بلکہ ضَرَبْتَ اَنْتَ وَ زَیْدٌ کہا جائیگا۔

بِخِلَافِ ضَرَبَتَا لِاَنَّ حَرَکَةَ التَّاءِ فِیْهِ فِی حُکْمِ السُّکُوْنِ مِنْ ثَمَّ یَسْقُطُ الْاَلِفُ فِی رَمَتَا لِکَوْنِ التَّحْرِیْكِ عَارِضاً اِلَّا فِی لُغَةٍ رَدِیَّةٍ یَقُوْلُ اَھْلُھَا رَمَاتَا۔ بِخِلَافِ مِثْلِ ضَرَبَكَ لِاَنَّ لَیْسَ کَالْکَلِمَةِ الْوَاحِدَةِ لِاَنَّ ضَمِیْرَهٗ ضَمِیْرٌ مَنْصُوْبٌ ۔ وَ بِخِلَافِ ھُدَبِدٍ لِاَنَّ اَصْلَهٗ ھُدَابِدٌ ثُمَّ قُصِرَ کَمَا فِی مُخَیِّطٍ اَصْلُهٗ مِخْیَاطٌ۔

بخلاف ضَرَبَتَا کے، کیونکہ اِس میں تاء کی حرکت سکون کے حکم میں ہے۔اسی وجہ سے رَمَتَا میں الف حرکت کے عارضی ہونے کی وجہ سے گر جاتی ہے،مگر ضعیف

لغت میں نہیں گرتی، کہ ضعیف لغت والے رَمَاتَا کہتے ہیں۔ بخلاف ضَرَبَکَ کے مثل میں، اس لئے کہ یہ ایک کلمہ کی طرح نہیں ہے۔ اِس لئے کہ اِس کی ضمیر ضمیرِ منصوب ہے۔ اور بخلاف ھُدَبِدٌ کے، کہ اِس کی اصل ھُدَابِدٌ ہے۔ پھر قصر (کمی) کی گئی ہے جیسے کہ مِخْيَط میں کہ اِس کی اصل مِخْيَاطٌ ہے۔

وَ حُذِفَتِ التَّاءُ فِی ضَرَبْنَ حَتّٰی لَا یَجْتَمِعَ عَلَامَتَا التَّانِیْث کَمَا فِی مُسْلِمَاتٍ۔ وَاِنْ لَمْ تَکُوْنَا مِنْ جِنْسٍ وَاحِدٍ لِثِقْلِ الْفِعْلِ بِخِلَافِ حُبْلَیَاتٍ لِعَدَمِ الْجِنْسِیَّةِ۔ وَ سُوِّیَ بَیْنَ تَثْنِیَتَیِ الْمُخَاطَبِ وَ الْمُخَاطَبَةِ وَ بَیْنَ الْاِخْبَارَات لِقِلَّةِ الْاِسْتِعْمَالِ فِی التَّثْنِیَةِ۔ وَ وُضِعَ الضَّمَائِرُ لِلْاِیْجَازِ وَ عَدَمِ الْاِلْتِبَاسِ فِی الْاِخْبَارَاتِ۔ وَ زِیْدَتِ الْمِیْمُ فِی ضَرَبْتُمَا حَتّٰی لَا یَلْتَبِسَ بِاَلِفِ الْاِشْبَاعِ فِی مِثْلِ قَوْلِ الشَّاعِرِ

اَخُوْكَ اَخُوْ مُكَاثَرَةٍ وَ ضِحْكٍ وَ حَیَّاكَ الْاِلٰهُ فَكَیْفَ اَنْتَا
فَاَنَّكَ ضَامِنٌ بِالرِّزْقِ حَتّٰی تُوَفّٰی كُلُّ نَفْسٍ مَا ضَمِنْتَا

وَ خُصَّتِ الْمِیْمُ فِی ضَرَبْتُمَا لِاَنَّ تَحْتَهٗ اَنْتُمَا مُضْمَرٌ وَ اُدْخِلَتْ فِی اَنْتُمَا لِقُرْبِ الْمِیْمِ اِلٰی التَّاءِ فِی الْمَخْرَجِ وَ قِیْلَ تَبْعًا لِهُمَا كَمَا یَجِیْءُ۔

اور ضَرَبْنَ میں تاء کو حذف کیا گیا ہے تاکہ تانیث کی دو علامتیں جمع نہ ہو جائیں جیسے کہ مُسْلِمَاتٌ میں۔ اگرچہ دونوں ایک جنس کے نہیں ہیں۔ پس فعل کے ثقل کی وجہ سے (دو علامت میں سے ایک کو حذف کر دیا گیا ہے)۔ بخلاف حُبْلَیَاتٌ کے کہ جنسیت نہ پائے جانے کی وجہ سے (اِس میں دونوں علامتوں کو جمع کیا گیا ہے)۔ اور مذکر مخاطب اور مؤنث مخاطب اور اخبارات کے تثنیہ کے صیغہ کے درمیان تثنیہ میں قلتِ استعمال کی وجہ سے برابری رکھی گئی ہے۔ اور ایجاز (اختصار) کے لئے ضمیروں کو وضع کیا گیا ہے۔ اور اَخبار میں التباس نہ ہونے کی وجہ سے (مذکر و مؤنث کے صیغے کو برابر کیا گیا ہے)۔ اور ضَرَبْتُمَا میں میم کی زیادتی کی گئی ہے تاکہ الفِ اشباع سے التباس نہ ہو۔ جیسے شاعر کے قول کی مثل میں۔ ع

تیرا بھائی تو ہنس مکھ اور خوش باش تھا، اللہ تجھے زندہ رکھے تو کیسا ہے
کیا تو رزق کا ضامن ہے کہ جس کا تو ضامن نہ ہوگا وہ بھوکا مر جائے گا

اور ضَرَبْتُمَا میں میم ہی کو خاص کیا گیا ہے اِس لئے کہ ضَرَبْتُمَا کے تحت اَنْتُمَا پوشیدہ ہے۔ اور مخرج میں تاء سے میم کے قریب ہونے کی وجہ سے اَنْتُمَا میں میم کو داخل کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ ھُمَا کی اتباع کرتے ہوئے (ضَرَبْتُمَا میں میم کی زیادتی کی گئی ہے) جیسے کہ عنقریب ان شاء اللہ آئیگا۔

وَ ضُمَّتِ التَّاءُ فِی ضَرَبْتُمَا وَ ضَرَبْتُمْ وَ ضَرَبْتُنَّ لِاَنَّهَا ضَمِیْرُ الْفَاعِلِ وَ فُتِحَتْ فِی الْوَاحِدِ خَوْفًا مِنَ الْاِلْتِبَاسِ بِالْمُتَكَلِّمِ وَ لَا اِلْتِبَاسٌ فِی التَّثْنِیَةِ۔ وَ قِیْلَ اِتِّبَاعًا لِلْمِیْمِ لِاَنَّ الْمِیْمَ شَفَوِیَّةٌ فَجَعَلُوْا حَرَكَةَ التَّاءِ مِنْ جِنْسِهَا وَ هُوَ الضَّمُّ الشَّفَوِیُّ۔ وَ زِیْدَتِ الْمِیْمُ فِی ضَرَبْتُمْ حَتّٰی یَطَّرِدَ بِتَثْنِیَتِهٖ وَ ضَمِیْرُ الْجَمْعِ فِیْهِ مَحْذُوْفٌ وَ هُوَ الْوَاوُ لِاَنَّ اَصْلَهٗ ضَرَبْتُمُوْا فَحُذِفَتِ الْوَاوُ لِاَنَّ الْمِیْمَ بِمَنْزِلَةِ الْاِسْمِ وَ لَا یُوْجَدُ فِی آخِرِ الْاِسْمِ وَاوٌ قَبْلَهَا مَضْمُوْمٌ اِلَّا فِی هُوَ وَ مِنْ ثَمَّ یُقَالُ فِی جَمْعِ دَلْوٍ اَدْلٍ اَصْلُهٗ اَدْلُوٌ قُبِلَتِ الْوَاوُ یَاءً بِخِلَافِ ضَرَبُوْا لِاَنَّ بَائَهٗ لَیْسَ بِمَنْزِلَةِ الْاِسْمِ وَ بِخِلَافِ ضَرَبْتُمُوْهُ لِاَنَّ الْوَاوَ قَدْ خَرَجَ مِنَ الطَّرْفِ بِسَبَبِ الضَّمِیْرِ كَمَا فِی عِظَایَةٍ۔

ضَرَبْتُمَا اور ضَرَبْتُم اور ضَرَبْتُنَّ میں تاء کو ضمّہ دیا گیا ہے اِس لئے تاء فاعل کی ضمیر ہے۔ اور واحد مذکر حاضر میں واحد متکلم کے ساتھ التباس ہونے کی وجہ سے تاء کو فتحہ دیا گیا ہے۔ اور تثنیہ کے صیغے میں التباس نہ ہونے کی وجہ (تاء کو ضمّہ دیا گیا ہے)۔ اور کہا گیا ہے کہ تاء کو ضمّہ میم کی اتباع میں دیا گیا ہے کیونکہ میم حروفِ شفویہ میں سے ہے پس تاء کی حرکت کو میم کی جنس سے بنایا گیا ہے اور وہ حرکت ضمّہ شفوی ہے۔ اور ضَرَبْتُم میں میم کی زیادتی کی گئی ہے تاکہ یہ اپنے تثنیہ کے موافق ہو جائے اور جمع کی ضمیر اِس میں محذوف ہے اور وہ واوٌ ہے اِس لئے کہ اس کی اصل ضَرَبْتُمُوْا ہے پس واوٌ کو حذف کر دیا گیا ہے اِس لئے کہ میم اِسم کی منزل میں ہے، اور اسم کے آخر میں کوئی ایسی واوٌ نہیں پائی جاتی جس کا ماقبل مضموم ہو سوائے ھُوَ کے۔ اور اسی وجہ سے دَلْوٍ کی جمع میں اَدْلٍ کہا جاتا ہے۔ اور اَدْلٍ کی اصل اَدْلُوٌ تھا پس واوٌ کو یاء سے بدل دیا گیا ہے۔ بخلاف ضَرَبُوْا کے کہ اِس کی باء اسم کی منزل میں نہیں ہے۔ اور بخلاف ضَرَبْتُمُوْهُ کے کہ اس کی واوٌ ضمیر ہونے کی وجہ سے طرف (آخر) سے نکل گئی ہے۔ جیسے کہ عِظَایَةٌ میں۔

وَ شُدِّدَ النُّوْنُ فِی ضَرَبْتُنَّ دُوْنَ ضَرَبْنَ لِاَنَّ اَصْلَهٗ ضَرَبْتُمَنَ فَاُدْغِمَ الْمِیْمُ فِی النُّوْنِ لِقُرْبِ الْمِیْمِ مِنَ النُّوْنِ فِی الْمَخْرَجِ مِنْ ثَمَّ تُبْدَلُ الْمِیْمُ مِنَ النُّوْنِ كَمَا فِی عَمْبَرٍ اَصْلُهٗ عَنْبَرٌ۔ وَ قِیْلَ اَصْلُهٗ ضَرَبْتُنَ فَاُرِیْدَ اَنْ یَّكُوْنَ مَا قَبْلَ النُّوْنِ سَاكِنًا لِیَطَّرِدَ بِجَمِیْعِ نُوْنَاتِ النِّسَاءِ وَلَا یُمْكِنُ اِسْكَانُ تَاءِ الْخِطَابِ لِاِجْتِمَاعِ السَّاكِنَیْنِ وَ لَا یُمْكِنُ حَذْفُهَا لِاَنَّهَا عَلَامَةٌ وَ الْعَلَامَةُ لَا تُحْذَفُ۔ فَاُدْخِلَ النُّوْنُ لِقُرْبِ النُّوْنِ مِنَ النُّوْنِ ثُمَّ اُدْغِمَ فَصَارَ ضَرَبْتُنَّ۔ فَاِنْ قِیْلَ لِمَ زِیْدَتِ التَّاءُ فِی ضَرَبْتُ؟ قُلْنَا لِاَنَّ تَحْتَهٗ اَنَا مُضْمَرٌ۔ وَلَا یُمْكِنُ الزِّیَادَةُ مِنْ حُرُوْفِهٖ لِلْاِلْتِبَاسِ فَاُخْتِیْرَتِ التَّاءُ لِوُجُوْدِهٖ فِی اَخَوَاتِهٖ۔

اور ضَرَبْتُنَّ میں نون کو مشدد کیا گیا ہے نہ کہ ضَرَبْنَ میں، اس لئے کہ ضَرَبْتُنَّ کی اصل ضَرَبْتُمَنَ ہے، پس مخرج میں میم کے نون سے قریب ہونے کی وجہ سے میم کو نون سے بدل کر نون کا نون میں ادغام کر دیا گیا ہے۔ جیسے کہ عَمْبَرٌ میں، کہ اس کی اصل عَنْبَرٌ ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس کی اصل ضَرَبْتُنَ ہے، پس اس سے ارادہ کیا گیا کہ نون کا ماقبل مؤنث کے تمام نونات کے ساتھ موافقت کی وجہ سے ساکن ہونا چاہئے، اور تائے مخاطبہ کا اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے ساکن کرنا ممکن نہیں، اور نہ ہی اس کا حذف کرنا ممکن ہے، اس لئے کہ تاء علامت ہے اور علامت حذف نہیں کی جاسکتی، پس نون کا نون سے قریب ہونے کی وجہ سے نون کو داخل کیا گیا ہے اور پھر نون کا نون میں ادغام کر دیا گیا ہے تو ضَرَبْتُنَّ ہو گیا۔ پس اگر کہا جائے کہ ضَرَبْتُ میں تاء کو کیوں زیادہ کیا گیا ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ اس کے تحت اَنَا پوشیدہ ہے اور اَنَا کے حروف میں سے التباس کی وجہ سے ضَرَبْتُ میں زیادتی کرنا ممکن نہیں ہے، لھذا تاء کو اس کے اخوات میں پائے جانے کی وجہ سے اختیار کر لیا گیا ہے۔

وَ زِیْدَتِ النُّوْنُ فِی ضَرَبْنَا لِاَنَّ تَحْتَهٗ نَحْنُ مُضْمَرٌ۔ ثُمَّ زِیْدَتِ الْاَلِفُ حَتّٰی لَا یَلْتَبِسَ بِضَرَبْنَ فَصَارَ ضَرَبْنَا۔ وَ تَدْخُلُ الْمُضْمَرَاتُ فِی الْمَاضِی وَ اَخَوَاتُهٗ۔ وَ هِیَ تَرْتَقِی اِلٰی سِتِّیْنَ نَوْعًا لِاَنَّهَا فِی الْاَصْلِ ثَلَاثَةٌ مَرْفُوْعٌ وَ مَنْصُوْبٌ وَ مَجْرُوْرٌ۔ ثُمَّ یَصِیْرُ كُلُّ وَاحِدٍ اِثْنَیْنِ نَظْرًا اِلٰی اِتِّصَالِهٖ۔ فَاضْرِبِ الْاِثْنَیْنِ فِی الثَّلَاثَةِ حَتّٰی یَصِیْرَ سِتَّةٌ۔ ثُمَّ اُخْرِجَ الْمَجْرُوْرُ الْمُنْفَصِلُ حَتّٰی لَا یَلْزَمُ تَقْدِیْمُ الْمَجْرُوْرِ عَلٰی الْجَارِّ فَلَا یُقَالُ مَرَرْتُ زَیْدٌ بِ، بَلْ یُقَالُ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔ فَبَقِیَ لَكَ خَمْسَةٌ مَرْفُوْعٌ

مُتَّصِلٌ وَ مُنْفَصِلٌ، مَنْصُوْبٌ مُتَّصِلٌ وَ مُنْفَصِلٌ ،وَ مَجْرُوْرٌ مُتَّصِلٌ۔

اور ضَرَبْنَا میں نون کی زیادتی کی گئی ہے۔اس لئے کہ ضَرَبْنَا کے تحت نَحْنُ پوشیدہ ہے۔پھر الف کی زیادتی کی گئی ہے تا کہ ضَرَبْنَ (جمع مؤنث غائب) سے ملتبس نہ ہو۔پس ضَرَبْنَا ہوگیا۔اور فعلِ ماضی اور اس کے اخوات (فعلِ مضارع، امر، نہی) میں ضمائر داخل ہوتی ہیں۔اور یہ (ضمائر) ساٹھ قسموں تک پہونچ جاتی ہیں۔اس لئے کہ ضمائر اصلِ وضع کے اعتبار سے تین ہیں۔(۱) مرفوع (۲) منصوب (۳) مجرور۔پھر ان تینوں میں سے ہر ایک اپنے متصل اور منفصل ہونے کی طرف نظر کرتے ہوئے دو قسم پر ہے۔پس آپ دو کو تین میں ضرب دیں تو وہ چھ ہو جاتی ہیں۔پھر آپ ان میں سے مجرور منفصل کو نکال دیں تا کہ حرفِ جار پر مجرور کی تقدیم لازم نہ آئے۔پس مَرَرْتُ زَيْدٌ بِ نہیں کہا جاتا ، بلکہ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ کہا جاتا ہے۔پس آپ کے لئے پانچ قسم باقی رہ گئیں (۱) مرفوع متصل (۲) مرفوع منفصل (۳) منصوب متصل (۴) منصوب منفصل (۵) مجرور متصل۔

ثُمَّ انْظُرْ اِلَى الْمَرْفُوْعِ الْمُتَّصِلِ وَ هُوَ يَحْتَمِلُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ نُوْعاً فِی الْعَقْلِ سِتّاً فِی الْغَيْبَةِ وَ سِتّاً فِی الْمُخَاطَبَةِ وَ سِتّاً فِی الْحِكَايَةِ۔ وَ اُكْتُفِیَ بِخَمْسَةٍ فِی الْغَيْبَةِ بِاشْتِرَاكِ التَّثْنِيَةِ لِقِلَّةِ اسْتِعْمَالِهَا۔ وَ كَذٰلِكَ فِی الْمُخَاطَبِ وَ الْمُخَاطَبَةِ وَ فِی الْحِكَايَةِ بِلَفْظَيْنِ لِاَنَّ الْمُتَكَلِّمَ يُرٰى فِی اَكْثَرِ الْاَحْوَالِ اَوْ يُعْلَمُ بِالصَّوْتِ اَنَّهُ مُذَكَّرٌ اَوْ مُؤَنَّثٌ۔ فَبَقِیَ لَكَ اِثْنَا عَشَرَ نَوْعاً۔ فَاِذَا صَارَ قِسْمٌ وَاحِدٌ مِنْ تِلْكَ الْاِقْسَامِ الْخَمْسَةِ اِثْنَا عَشَرَ نَوْعاً فَيَصِيْرُ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَيَحْصِلُ لَكَ بِضَرْبِ الْخَمْسَةِ فِی اِثْنَي عَشَرَ سِتُّوْنَ نَوْعاً۔ اِثْنَا عَشَرَ لِلْمَرْفُوْعِ الْمُتَّصِلِ نَحْوُ ضَرَبَ اِلٰى ضَرَبْنَا۔ وَاِثْنَا عَشَرَ لِلْمَرْفُوْعِ الْمُنْفَصِلِ نَحْوُ هُوَ ضَرَبَ اِلٰى نَحْنُ ضَرَبْنَا ۔ وَ الْاَصْلُ فِی هُوَ اَنْ يُّقَالَ هُوَ هُوَا هُوُوْا، وَلٰكِنْ جُعِلَ الْوَاوُ الْاُوْلٰى مِيْماً فِی الْجَمْعِ لِاِتِّحَادِ مَخْرَجَيْهِمَا وَ اِجْتِمَاعِ الْوَاوَيْنِ، فَصَارَ هُمُوْا ثُمَّ حُذِفَتِ الْوَاوُ لِمَا مَرَّ فِی ضَرَبْتُمُوْا۔ وَ حُمِلَتِ التَّثْنِيَةُ عَلَيْهِ ۔ وَ قِيْلَ قَدْ فَرُّوْا حَتّٰى يَقَعَ الْفَتْحَةُ عَلَى الْمِيْمِ الْقَوِیِّ۔

پھر آپ مرفوع متصل کی جانب نظر کریں تو یہ عقلاً اٹھارہ قسموں کا احتمال رکھتا ہے۔چھ غائب میں اور چھ مخاطب میں اور چھ حکایت (متکلم) میں۔اور غائب میں تثنیہ کے اشتراک کے ساتھ اس کے قلتِ استعمال کی وجہ سے پانچ صیغوں پر اکتفاء کیا گیا ہے۔اور اسی طرح مخاطب اور مخاطبہ میں اور حکایت (متکلم) میں دو لفظوں کے ساتھ اکتفاء کیا گیا ہے۔اس لئے کہ متکلم اکثر حالتوں میں دیکھ لیا جاتا ہے یا آواز کی وجہ سے جان لیا جاتا ہے کہ وہ مذکر ہے یا مؤنث ہے۔پس آپ کے لئے بارہ قسمیں باقی رہ گئیں۔پس جب ان پانچ قسموں میں سے ایک قسم کی بارہ قسمیں ہو گئیں تو ان پانچ میں سے ہر ایک کی اسی طرح ہوں گی۔پس آپ کو بارہ میں پانچ کو ضرب دینے سے کل ساٹھ قسمیں حاصل ہوں گی۔(۱) بارہ مرفوع متصل جیسے ضَرَبَ سے ضَرَبْنَا تک۔(۲) بارہ مرفوع منفصل جیسے هُوَضَرَبَ سے نَحْنُ ضَرَبْنَا تک۔اور هُوَ میں اصل یہ ہے کہ هُوَ هُوَا هُوُوْا کہا جائے ،لیکن میم اور واؤ کے مخرج کے متحد ہونے اور دو واؤ کے جمع ہونے کی وجہ سے جمع میں پہلی واؤ کو میم بنا دیا گیا ہے۔پس هُمُوْا ہو گیا۔پھر آخری واؤ کو حذف کر دیا گیا ہے اس وجہ سے جو ضَرَبْتُمُوْا میں گزرا۔اور تثنیہ کے صیغے کو اسی پر محمول کیا گیا ہے۔اور کہا گیا ہے کہ صرفی حضرات واؤ سے میم کی طرف گئے ہیں تا کہ فتحہ میمِ قوی پر واقع ہو۔

وَ اُدْخِلَ الْمِيْمُ فِی اَنْتُمَا لِمَا ذُكِرَ فِی ضَرَبْتُمَا ۔ وَ حُمِلَ الْجَمْعُ عَلَيْهِ ۔ وَ قِيْلَ اُدْخِلَ الْمِيْمُ فِی ضَرَبْتُمَا لِاَنَّهُ اُدْخِلَ فِی اَنْتُمَا وَ اُدْخِلَ فِی اَنْتُمَا لِاَنَّهُ اُدْخِلَ فِی هُمَا وَ اُدْخِلَ فِی هُمَا لِاَنَّهُ اُدْخِلَ فِی هُمُوْا وَ اُدْخِلَ فِی هُمُوْا لِاِجْتِمَاعِ الْوَاوَيْنِ هٰهُنَا فِی الطَّرْفِ،وَ لَا يُحْذَفُ وَاوُ هُوَ لِقِلَّةِ حُرُوْفِهِ مِنَ الْقَدْرِ الصَّالِحِ ۔ وَ يُحْذَفُ وَاوُ هُوَ اِذَا تَعَانَقَ وَ اِنْضَمَّ بِشَیْءٍ آخَرَ لِحُصُوْلِ كَثْرَةِ الْحُرُوْفِ بِالْمُعَانَقَةِ مَعَ وُقُوْعِ الْوَاوِ عَلَى الطَّرْفِ فَبَقِیَ الْهَاءُ مَضْمُوْماًعَلٰى حَالِهِ نَحْوُ لَهٗ۔ وَ تُكْسَرُ اِذَا كَانَ مَا قَبْلَهٗ مَكْسُوْراًاَوْ يَاءً سَاكِنَةً حَتّٰى لَا يَلْزَمَ الْخُرُوْجُ مِنَ الْكَسْرَةِ اِلَى الضَّمَّةِ نَحْوُ فِی غُلَامِهٖ وَ فِيْهِ وَ تَجْعَلُ يَاءً هِیَ اَلِفاً كَمَا تَجعَلُ فِی يَا غُلَامِیَ يَا غُلَامَا، وَ فِی يَا بَادِيَةُ يَا بَادَاةُ۔ وَ تُجْعَلُ الْيَاءُ مِيْماً فِی التَّثْنِيَةِ حَتّٰى لَا يَقَعَ الْفَتْحَةُ عَلَى الْيَاءِ الضَّعِيْفِ مَعَ ضُعْفِهَا۔ وَ شُدِّدَ نُوْنُ هُنَّ لِمَا مَرَّ فِی ضَرَبْتُنَّ ۔

اور اَنْتُمَا میں میم کو داخل کیا گیا ہے۔اس وجہ سے جو ضَرَبْتُمَا میں ذکر کیا گیا ہے۔اور جمع کے صیغے کو اسی پر محمول کیا گیا ہے۔اور کہا گیا ہے کہ ضَرَبْتُمَا میں میم کو داخل کیا گیا ہے کیونکہ میم کو اَنْتُمَا میں داخل کیا گیا ہے، کیونکہ میم کو داخل کیا گیا ہے۔اور اَنْتُمَا میں میم کو داخل کیا گیا ہے، کیونکہ میم کو هُمَا میں داخل کیا گیا ہے۔اور هُمَا میں میم کو داخل کیا گیا ہے کیونکہ میم کو هُمُوْا میں داخل کیا گیا ہے۔اور هُمُوْا میں میم کو داخل کیا گیا ہے (اس لئے کہ اس کی اصل هُوُوْا ہے، پس) یہاں طرف میں دو واؤ کے جمع ہو جانے کی وجہ سے (واؤ کو میم سے بدل دیا گیا ہے کیونکہ واؤ اور میم اپنے مخرج کے اعتبار سے متحد ہیں)۔اور هُوَ کی واؤ کو درست مقدار سے اس کے حروف کے کم ہو جانے کی وجہ سے حذف نہیں کیا جائے گا۔اور هُوَ کی واؤ کو حذف کر دیا جاتا ہے جب هُوَ کسی دوسری چیز کے ساتھ مل جائے۔حروف کی کثرت کے حاصل ہو جانے کی وجہ سے مل جانے کے وقت، باوجود اس کے کہ واؤ طرف میں واقع ہے۔پس ھاء اپنے حال پر مضموم باقی رہے گا جیسے لَهٗ ۔اور ہاء کو کسرہ دیا جاتا ہے جب ہاء کا ماقبل مکسور ہو یا ماقبل یائے ساکنہ ہو۔تا کہ کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہ آئے جیسے فِی غُلَامِهٖ اور فِيْهِ میں ہے۔ہِیَ کی یاء کو الف بنا دیا جاتا ہے جیسے يَا غُلَامِیَ میں یاء کو الف بنا کر يَا غُلَامَا کہا جاتا ہے۔اور يَا بَادِيَةُ میں يَا بَادَاةُ۔اور تثنیہ میں یاء میم سے بدل جاتی ہے تا کہ یائے ضعیف پر فتحہ واقع نہ ہو۔اور هُنَّ کے نون کو مشدد کر دیا گیا ہے اس وجہ سے جو ضَرَبْتُنَّ میں گزرا۔

وَ اِثْنَا عَشَرَ لِلْمَنْصُوْبِ الْمُتَّصِلِ نَحْوُ ضَرَبَهٗ اِلٰى ضَرَبَنَا۔ وَ لَا يَجُوْزُ فِيْهِ اِجْتِمَاعُ ضَمِيْرَیِ الْفَاعِلِ وَ الْمَفْعُوْلِ فِی مِثْلِ ضَرَبْتَكَ وَضَرَبْتُنِیْ حَتّٰى لَا يَصِيْرَ الشَّخْصُ فَاعِلاً وَ مَفْعُوْلاً فِی حَالَةٍ وَاحِدٍاِلَّا فِی اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ نَحْوُ عَلِمْتَكَ فَاضِلاً وَ عَلِمْتُنِیْ فَاضِلاً ۔ لِاَنَّ الْمَفْعُوْلَ الْاَوَّلَ لَيْسَ بِمَفْعُوْلٍ فِی الْحَقِيْقَةِ وَ لِهٰذَا قِيْلَ فِی تَقْدِيْرِهٖ عَلِمْتُ فَضْلِیْ وَ عَلِمْتَ فَضْلَكَ ۔ وَ اِثْنَا عَشَرَ لِلْمَنْصُوْبِ الْمُنْفَصِلِ نَحْوُ اِيَّاهُ ضَرَبَ اِلٰى اِيَّانَا ضَرَبْنَا۔ وَ اِثْنَا عَشَرَ لِلْمَجْرُوْرِ الْمُتَّصِلِ نَحْوُ ضَارِبُهٗ اِلٰى ضَارِبُنَا وَ فِی مِثْلِ ضَارِبِیَّ اَصْلُهٗ ضَارِبُوْیَ جُعِلَ الْوَاوُ يَاءً ثُمَّ اُدْغِمَ كَمَا فِی مَهْدِیٍّ اَصْلُهٗ مَهْدُوْیٌ۔

(۳) بارہ منصوب متصل جیسے ضَرَبَهٗ سے ضَرَبَنَا تک۔اور فعل میں فاعل اور مفعول کی دونوں ضمیروں کا جمع ہونا جائز نہیں ہے۔ضَرَبْتُكَ اور ضَرَبْتُنِیْ کے جیسے میں۔تا کہ ایک شخص ایک ہی حالت میں فاعل اور مفعول نہ ہو۔مگر افعالِ قلوب میں (اس میں ہو سکتا ہے) جیسے عَلِمْتَكَ فَاضِلاً اور عَلِمْتُنِیْ فَاضِلاً۔اس لئے کہ مفعولِ اوّل حقیقت میں مفعول نہیں ہے۔اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ عَلِمْتُنِیْ فَاضِلاً کی تقدیر عَلِمْتُ فَضْلِیْ ہے اور عَلِمْتَكَ فَاضِلاً کی تقدیر عَلِمْتَ فَضْلَكَ ہے۔(۴) اور بارہ منصوب منفصل

جیسے اِیَّاہُ ضَرَبَ سے اِیَّانَا ضَرَبْنَا تک۔ اور بارہ مجرور متصل جیسے ضَرْبُہٗ سے ضَارِبُنَا تک۔ اور ضَارِبِیَّ کی مثل میں کہ اس کی اصل ضَارِبُوْیَ ہے واؤ کو یاء بنایا گیا پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا گیا جیسے مَھْدِیٌّ میں کہ اس کی اصل مَہْدُوْیٌ ہے۔

وَ الْمَرْفُوْعُ الْمُتَّصِلُ يَسْتَتِرُ فِى خَمْسَةِ مَوَاضِعَ فِى الْغَائِبِ نَحْوُ ضَرَبَ يَضْرِبُ وَلِيَضْرِبُ وَلَا يَضْرِبُ وَ فِى الْغَائِبَةِ نَحْوُ ضَرَبَتْ وَ تَضْرِبُ وَلِتَضْرِبُ وَلَا تَضْرِبُ۔ وَ فِى الْمُخَاطَبِ الَّذِىْ فِى غَيْرِ الْمَاضِى نَحْوُ تَضْرِبُ وَاضْرِبْ وَلَا تَضْرِبْ ۔ وَ الْيَاءُ فِى تَضْرِبِيْنَ عَلَامَةُ الْخِطَابِ ۔ وَ فَاعِلُهُ مُسْتَتَرٌ عِنْدَ الْاَخْفَشِ وَ عِنْدَ سِيْبَوَيْهِ۔ وَ الْعَامَّةُ هُوَ ضَمِيْرٌ بَارِزٌ لِلْفَاعِلِ كَوَاوِ تَضْرِبُوْنَ ۔ وَ عُيِّنَتِ الْيَاءُ لِمَجِيْئِهِ فِى هٰذِى اَمَةُ اللّٰهِ لِلتَّانِيْثِ وَ لَمْ يَزِدْ فِى تَضْرِبِيْنَ مِنْ حُرُوْفِ اَنْتِ شَىْءٌ۔ لِلْاِلْتِبَاسِ بِالتَّثْنِيَةِ فِى الْهَمْزَةِ وَ اِجْتِمَاعِ النُّوْنَيْنِ فِى النُّوْنِ وَتَكْرَارِ التَّائَيْنِ فِى التَّاءِ وَ اِبْرَازِ الْيَاءِ ۔ لِلْفَرْقِ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ جَمْعِهِ وَ لَمْ يُفَرَّقْ بِحَرَكَةٍ مَا قَبْلَ النُّوْنِ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِالنُّوْنِ الثَّقِيْلَةِ وَ الْخَفِيْفَةِ فِى الصُّوْرَةِ وَ لَا بِحَذْفِ النُّوْنِ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِالْمُذَكَّرِ الْمُخَاطَبِ وَ فِى الْمُضَارِعِ الْمُتَكَلِّمِ نَحْوُ اَضْرِبُ وَ نَضْرِبُ ۔ وَ فِى الصِّفَةِ نَحْوُ ضَارِبٌ ضَارِبَانِ اِلٰى آخِرِهٖ ۔

اور ضمیر مرفوع متصل پانچ مقامات میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ (۱) مذکر غائب کے صیغوں میں جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ لِیَضْرِبْ لَا تَضْرِبْ، (۲) اور مؤنث غائب کے صیغوں میں جیسے ضَرَبَتْ تَضْرِبُ لِتَضْرِبْ لَا تَضْرِبْ۔ (۳) اور مخاطب کے ان صیغوں میں جو فعلِ ماضی کے علاوہ ہیں جیسے تَضْرِبُ اِضْرِبْ لَا تَضْرِبْ۔ اور تَضْرِبِیْنَ میں جو یاء ہے وہ علامتِ خطاب ہے۔ اور اخفش اور سیبویہ کے نزدیک تَضْرِبِیْنَ کا فاعل پوشیدہ ہے۔ اور عام صرفیوں کے نزدیک تَضْرِبِیْنَ کی یاء ضمیرِ بارز فاعل کے لئے ہے جیسے کہ تَضْرِبُوْنَ کی واؤ ضمیرِ بارز فاعل کے لئے ہے۔ اور یاء کو ھٰذِی اَمَۃُ اللّٰہِ میں آنے کی وجہ سے واحد مؤنث حاضر کی ضمیر کے لئے متعین کیا گیا ہے۔ اور اَنْتِ کے حروف میں سے کچھ بھی تَضْرِبِیْنَ میں زائد نہیں کیا گیا ہے۔ کہ ہمزہ کی زیادتی کی صورت میں تثنیہ کے صیغے کے ساتھ التباس ہوتا۔ اور نون کی زیادتی کی صورت میں دونون کا اجتماع لازم آتا۔ اور تاء کی زیادتی کی صورت میں تاء کی تکرار لازم آتی۔ اور اس کے اور اس کے جمع کے درمیان فرق کرنے کے لئے یاء کو ظاہر کیا گیا ہے۔ اور نون کے ماقبل کی حرکت کے ذریعہ فرق نہیں کیا گیا ہے تاکہ صورت کے اعتبار سے نونِ ثقیلہ اور نونِ خفیفہ کے ساتھ التباس نہ ہونے پائے۔ اور نہ نون کو حذف کر کے فرق کیا گیا ہے۔ تاکہ مذکر حاضر کے صیغے کے ساتھ التباس نہ ہونے پائے۔ (۴) مضارع متکلم کے صیغوں میں جیسے اَضْرِبُ نَضْرِبُ۔ (۵) اور صفت کے صیغوں میں جیسے ضَارِبٌ ضَارِبَانِ ضَارِبُوْنَ آخر تک۔

وَ اُسْتُتِرَ فِى الْمَرْفُوْعِ دُوْنَ الْمَنْصُوْبِ وَ الْمَجْرُوْرِ ۔ لِاَنَّهٗ بِمَنْزِلَةِ جُزْءِ الْفِعْلِ وَ اُسْتُتِرَ فِى الْمُفْرَدِ الْغَائِبِ وَ الْغَائِبَةِ دُوْنَ التَّثْنِيَةِ وَ الْجَمْعِ ۔ لِاَنَّ الْاِسْتِتَارَ خَفِيْفٌ وَاِعْطَاءُ الْخَفِيْفِ لِلْمُفْرَدِ السَّابِقِ اَوْلٰى دُوْنَ الْمُتَكَلِّمِ وَ الْمُخَاطَبِ الَّذَيْنِ فِى الْمَاضِى ۔ لِاَنَّ الْاِسْتِتَارَ قَرِيْنَةٌ ضَعِيْفَةٌ وَ الْاِبْرَازُ قَرِيْنَةٌ قَوِيَّةٌ ۔ فَاِعْطَاءُ الْاِبْرَازِ الْقَوِىِّ لِلْمُتَكَلِّمِ الْقَوِىِّ وَ الْمُخَاطَبِ الْقَوِىِّ اَوْلٰى۔ وَ اُسْتُتِرَ فِى مُخَاطَبِ الْمُسْتَقْبِلِ وَمُتَكَلِّمِهٖ لِلْفَرْقِ ۔ وَ قِيْلَ اُسْتُتِرَ فِى هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ دُوْنَ غَيْرِهَا، لِوُجُوْدِ الدَّلِيْلِ وَ هُوَ عَدَمُ الْاِبْرَازِ فِى مِثْلِ ضَرَبَ ۔ وَ التَّاءُ فِى مِثْلِ ضَرَبَتْ وَ الْيَاءُ فِى مِثْلِ يَضْرِبُ وَ التَّاءُ فِى مِثْلِ تَضْرِبُ ۔ وَ الْهَمْزَةُ فِى مِثْلِ اَضْرِبُ وَ النُّوْنُ فِى مِثْلِ نَضْرِبُ وَ هِىَ لَيْسَتْ بِاَسْمَاءٍ وَ الصِّفَةُ فِى مِثْلِ ضَارِبٌ وَ ضَارِبَانِ وَ ضَارِبُوْنَ ۔ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ تَاءُ ضَرَبَتْ ضَمِيْرًا كَتَاءِ ضَرَبْتَ لِوُجُوْدِ عَدَمِ حَذْفِهَا بِالْفَاعِلَةِ الظَّاهِرَةِ نَحْوُ ضَرَبَتْ هِنْدٌ ۔ وَ لَا يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ اَلِفُ ضَارِبَانِ وَ وَاوُ ضَارِبُوْنَ ضَمِيْرًا لِاَنَّهٗ يَتَغَيَّرُ فِى حَالَةِ النَّصْبِ وَالْجَرِّ ۔ وَ الضَّمِيْرُ لَا يَتَغَيَّرُ كَاَلِفِ يَضْرِبَانِ وَ الْاِسْتِتَارُ وَاجِبٌ فِى مِثْلِ اِفْعَلْ وَ تَفْعَلُ وَ اَفْعَلُ وَ نَفْعَلُ لِدَلَالَةِ الصِّيْغَةِ عَلَيْهِ وَ قُبِحَ اِفْعَلْ زَيْدٌ وَ تَفْعَلُ زَيْدٌ وَ اَفْعَلُ زَيْدٌ وَ نَفْعَلُ زَيْدُوْنَ ۔

اور ضمیر صرف مرفوع میں پوشیدہ رکھی گئی ہے نہ کہ منصوب اور مجرور میں۔ کیونکہ ضمیرِ مرفوع فعل کے جز کی منزل میں ہوتا ہے۔ اور ضمیر صرف واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب میں پوشیدہ ہوتی ہے نہ کہ تثنیہ اور جمع میں۔ اس لئے کہ ضمیر کو پوشیدہ رکھنا خفیف ہے اور خفیف مفردِ سابق (یعنی مفرد تثنیہ اور جمع سے پہلے آتا ہے) کو دینا اولیٰ ہے۔ نہ کہ اس متکلم اور مخاطب کو جو فعلِ ماضی میں ہے۔ اس لئے کہ استتار (ضمیر کو پوشیدہ رکھنا) قرینۂ ضعیفہ ہے اور ابراز (ضمیر کو ظاہر کرنا) قرینۂ قویّہ ہے پس متکلمِ قوی اور مخاطبِ قوی کو ابرازِ قوی دینا اولی ہے۔ اور مستقبل کے صیغہ مخاطب اور متکلم میں فرق کرنے کے لئے ضمیر کو پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ ان جگہوں میں دلیل کے پائے جانے کی وجہ ضمیر کو پوشیدہ رکھا گیا ہے نہ کہ ان جگہوں کے علاوہ۔ اور دلیل کا پایا جانا وہ عدمِ ابراز ہے ضَرَبَ کی مثل میں۔ اور ضَرَبَتْ کی مثل میں تاء اور یَضْرِبُ کی مثل میں یاء اور تَضْرِبُ کی مثل میں تاء اور اَضْرِبُ کی مثل میں ہمزہ اور نَضْرِبُ کی مثل میں نون۔ اور یہ حروفِ مضارع اسماء نہیں ہیں۔ اور صفت ضَارِبٌ ضَارِبَانِ ضَارِبُوْنَ کی مثل میں۔ اور ضَرَبَتْ کی تاء کو ضمیر بنانا جائز نہیں ہے ضَرَبْتِ کی تاء کے جیسے فاعلِ ظاہر کے ساتھ اس کے عدمِ حذف کے پائے جانے کی وجہ سے۔ جیسے ضَرَبَتْ ھِنْدٌ۔ اور ضَارِبَانِ کا الف اور ضَارِبُوْنَ کا واؤ ضمیر نہیں ہیں اس لئے کہ یہ حالتِ نصب و جر میں بدل جاتے ہیں اور جو ضمیر ہوتی ہے وہ نہیں بدلتی یَضْرِبَانِ کی الف کے جیسے۔ اور اُفْعُلْ نَفْعَلُ تَفْعَلُ اِفْعَلْ کے مثل میں استتار (ضمیر کو پوشیدہ رکھنا) واجب ہے صیغے کی دلالت فاعلِ معین پر کرنے کی وجہ سے۔ اور اِفْعَلْ زَیْدٌ اور تَفْعَلُ زَیْدٌ اور نَفْعَلُ زَیْدُوْنَ اور اَفْعَلُ زَیْدٌ کہنا قبیح ہے۔

فَصْلٌ فِى الْمُسْتَقْبِلِ

وَ هُوَ يَجِىْءُ اَيْضاً عَلٰى اَرْبَعَةَ عَشَرَ وَجْهاً نَحْوُ يَضْرِبُ اِلٰى نَضْرِبُ۔ وَيُقَالُ لَهٗ مُسْتَقْبِلٌ لِوُجُوْدِ مَعْنَى الْاِسْتِقْبَالِ فِى مَعْنَاهُ، وَ يُقَالُ لَهٗ مُضَارِعٌ لِاَنَّهٗ مُشَابِهٌ بِضَارِبٍ فِى الْحَرَكَاتِ وَ السَّكَنَاتِ وَ عَدَدِ الْحُرُوْفِ وَ فِى وُقُوْعِهٖ صِفَةً لِلنَّكِرَةِ فِى مِثْلِ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ يَضْرِبُ مَقَامُ ضَارِبٍ وَ فِى دُخُوْلِ لَامِ الْاِبْتِدَاءِ نَحْوُ اِنَّ زَيْداً لَقَائِمٌ وَ لَيَقُوْمُ وَ بِاِسْمِ الْجِنْسِ فِى الْعُمُوْمِ وَ الْخُصُوْصِ يَعْنِى كَمَا اَنَّ اِسْمَ الْجِنْسِ يَخْتَصُّ بِلَامِ الْعَهْدِ كَذٰلِكَ يَخْتَصُّ يَضْرِبُ بِسَوْفَ وَالسِّيْنِ ، وَ بِالْعَيْنِ فِى الْاِشْتِرَاكِ بَيْنَ الْحَالِ وَ الْاِسْتِقْبَالِ ۔

اور فعلِ مستقبل بھی چودہ طریقوں پر آتا ہے جیسے یَضْرِبُ سے نَضْرِبُ تک، اور اس کے معنی میں استقبال کا معنی پائے جانے کی وجہ سے اس کو مستقبل بھی کہتے ہیں، اور اس کو مضارع بھی کہتے ہیں، اس لیے کہ یہ حرکات وسکنات میں اور عددِ حروف میں اور نکرہ کی صفت واقع ہونے میں ضَارِبٌ (اسمِ فاعل) کے مشابہ ہوتا ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ کی جگہ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ یَضْرِبُ، اور لامِ ابتداء کے داخل ہونے میں فعلِ مضارع اسمِ فاعل کے مشابہ ہے جیسے اِنَّ زَیْداً لَقَائِمٌ وَ لَیَقُوْمُ ، اور عموم وخصوص میں اسمِ جنس کے ساتھ مشابہ ہوتا ہے یعنی جس طرح اسمِ جنس لامِ عہد کے ساتھ خاص ہوتا ہے اسی طرح فعلِ مضارع (یَضْرِبُ) بھی سَوْفَ اور سِیْن کے ساتھ خاص ہوتا ہے، اور فعلِ مضارع حال واستقبال کے درمیان مشترک ہونے میں لفظِ عَیْن کے ساتھ مشابہ ہوتا ہے

ثُمَّ زِیْدَتْ عَلیٰ الْمَاضِی حُرُوْفُ اَتَیْنَ حَتّٰی مُسْتَقْبِلاً، لِاَنَّ بِتَقْدِیْرِ النُّقْصَانِ مِنْهُ یَصِیْرُ اَقَلُّ مِنَ الْقَدْرِ الصَّالِحِ، وَ زِیْدَتْ فِی الْاَوَّلِ دُوْنَ الْآخِرِ، لِاَنَّ فِی الْآخِرِ یَلْتَبِسُ بِالْمَاضِی وَ اُشْتُقَّ مِنَ الْاَمَاضِی لِاَنَّهُ یَدُلُّ عَلیٰ الثُّبَاتِ وَ زِیْدَتْ فِی الْمُسْتَقْبِلِ دُوْنَ الْمَاضِی لِاَنَّ الْمَزِیْدَ عَلَیْهِ بَعْدَ الْمُجَرَّدِ وَ زَمَانُ الْمُسْتَقْبِلِ بَعْدَ زَمَانِ الْمَاضِی فَاُعْطِیَ السَّابِقُ لِلسَّابِقِ وَ الْلَاحِقُ لِلَّاحِقِ۔

پھر فعلِ ماضی پر حروفِ اتین کو زیادہ کیا گیا تا کہ فعلِ مستقبل بن جائے، اس لیے کہ اس سے کمی کی تقدیر میں کلمہ قدرِ صالح سے کم ہو جاتا ہے، اور فعلِ ماضی کے شروع میں حروفِ اتین کی زیادتی کی گئی ہے نہ کہ فعلِ ماضی کے آخر میں، اس لیے کہ آخر میں زیادتی کرنے سے صیغہ فعلِ ماضی سے ملتبس ہو جاتا ہے، اور فعلِ مضارع کو فعلِ ماضی سے مشتق (بنایا) کیا گیا ہے اس لیے کہ فعلِ ماضی معنیٔ ثبات پر دلالت کرتا ہے، اور مستقبل میں زیادتی کی گئی نہ کہ ماضی میں اس لیے کہ مزید علیہ مجرّد کے بعد آتا ہے اور زمانۂ مستقبل زمانۂ ماضی کے بعد آتا ہے، پس سابق کو سابق اور لاحق کو لاحق دد یا گیا۔

وَ عُیِّنَتِ الْاَلِفُ لِلْمُتَکَلِّمِ الْوَاحِدِ لِاَنَّ الْاَلِفَ مِنْ اَقْصَی الْحَلَقِ وَ هُوَ مَبْدَأُ الْمَخَارِجِ وَ الْمُتَکَلِّمُ هُوَ الَّذِی یُبْتَدَئُ الْکَلَامُ مِنْهُ، وَ قِیْلَ لِلْمُوَافَقَةِ بَیْنَهُ وَ بَیْنَ أَنَا۔ وَ عُیِّنَتِ الْوَاوُ لِلْمُخَاطَبِ لِکَوْنِهَا مُنْتَهَی الْمَخَارِجِ وَ الْمُخَاطَبُ هُوَ الَّذِی یُنْتَهَی الْکَلَامُ بِهِ ثُمَّ قُلِبَتِ الْوَاوُ تَاءً حَتّٰی لَا یَجْتَمِعَ الْوَاوَاتُ فِی مِثْلِ وَوُوْجَلُ فِی الْعَطْفِ وَ مِنْ ثَمَّ قِیْلَ الْاَوَّلُ مِنْ کُلِّ کَلِمَةٍ لَا یَصْلُحُ لِزِیَادَةِ الْوَاوِ وَ حُکِمَ بِاَنَّ وَاوَ وَرَنْتَلٍ اَصْلِیٌّ، وَ عُیِّنَتِ الْیَاءُ لِلْغَائِبِ لِاَنَّ الْیَاءَ مِنْ وَسْطِ الْفَمِ، وَ الْغَائِبُ هُوَ الَّذِی فِی وَسْطِ کَلَامِ الْمُتَکَلِّمِ وَ الْمُخَاطَبِ۔

اور واحد متکلم کے لیے الف کو متعین کیا گیا ہے، اس لیے کہ الف اقصیٰ حلق سے ادا ہوتا ہے اور یہ مخارج کے ابتداء کی جگہ ہے اور متکلم وہ ہوتا ہے جس سے کلام کی ابتداء کی جاتی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ اَفْعَلُ اور اَنَا کے درمیان موافقت کی وجہ سے الف کو متعین کیا گیا ہے، اور مخاطب کے لیے واؤ کو متعین کیا گیا ہے واؤ کے منتھیٰ مخارج ہونے کی وجہ سے، اور مخاطب وہ ہے جس سے کلام کی انتہاء کی جاتی ہے، پھر واؤ کو تاء سے بدل دیا گیا ہے تا کہ عطف کی صورت میں چند واؤ جمع نہ ہوں وَوُوْجَلُ کی مثل میں۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ ہر کلمہ کا شروع واؤ کی زیادتی کی صلاحیت نہیں رکھتا، اور اس بات کا حکم لگایا گیا ہے کہ وَرَنْتَلٌ کی واؤ اصلی ہے، اور یاء کو غائب کے لیے متعین کیا گیا ہے اس لیے کہ یاء منہ کے وسط سے ادا ہوتی ہے اور غائب وہ ہے جو متکلم اور مخاطب کے کلام کے درمیان ہوتا ہے۔

وَ عُیِّنَتِ النُّوْنُ لِلْمُتَکَلِّمِ اِذَا کَانَ مَعَهُ غَیْرُهُ، لِتَعَیُّنِهَا لِذٰلِكَ فِی ضَرَبْنَا، فَاِنْ قِیْلَ لِمَ زِیْدَتِ النُّوْنُ فِی نَضْرِبُ ؟ قُلْنَا لِاَنَّهُ لَمْ یَبْقَ مِنْ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ شَیْءٌ وَ هُوَ قَرِیْبٌ مِّنْ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ فِی خُرُوْجِهَا عَنْ هَوَاءِ الْخَیْشُوْمِ، وَ فُتِحَتْ هٰذِهِ الْحُرُوْفُ لِلْخِفَّةِ اِلَّا فِی الرُّبَاعِی وَ هُوَ فَعْلَلَ وَ اَفْعَلَ وَ فَعَّلَ وَ فَاعَلَ لِاَنَّ هٰذِهِ الْاَرْبَعَةَ رُبَاعِیَّةٌ، وَ الرُّبَاعِیُّ فَرْعٌ لِلثُّلَاثِی، وَ الضَّمَّةُ اَیْضاً فَرْعٌ لِلْفَتْحِ، وَ قِیْلَ لِقِلَّةِ اِسْتِعْمَالِهِنَّ۔

اور جمع متکلم کے لیے نون کو متعین کیا گیا ہے، جبکہ اس کے ساتھ اس کا غیر بھی ہو، ضَرَبْنَا میں نون کے آنے کی وجہ سے مضارع کے صیغے جمع متکلم میں بھی نون کو متعین کیا گیا ہے، پس اگر کہا جائے کہ نَضْرِبُ میں نون کی زیادتی کیوں کی گئی ہے، تو ہم کہیں گے اس لیے کہ حروفِ علت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا، اور نون ناک کے بانسہ کی ہوا سے ادا ہونے میں حروفِ علت سے قریب ہے (لہذا اس مناسبت کی وجہ سے نون کو متعین کیا گیا ہے)۔ اور حروفِ مضارع کو خفت کی وجہ سے فتحہ دیا گیا ہے سوائے رباعی کے اور وہ فَعْلَلَ وَ اَفْعَلَ وَ فَعَّلَ وَ فَاعَلَ ہیں، اس لیے کہ یہ چاروں رباعی ہیں اور رباعی ثلاثی کی فرع ہے اور ضمہ فتحہ کی فرع ہے، اور کہا گیا ہے کہ (رباعی میں علامتِ مضارع کو ضمہ) ان کے قلتِ استعمال کی وجہ سے دیا گیا ہے۔

وَ یُفْتَحُ مَا وَرَاءَ هُنَّ ، لِکَثْرَةِ حُرُوْفِهِنَّ اَمَّا یُهْرِیْقُ اَصْلُهُ یُرِیْقُ وَ هُوَ مِنَ الرُّبَاعِیِّ، فَزِیْدَتِ الْهَاءُ عَلیٰ خِلَافِ الْقِیَاسِ وَ تُکْسَرُ حُرُوْفُ الْمُضَارِعَةِ فِی بَعْضِ اللُّغَاتِ اِذَا کَانَ مَاضِیهِ مَکْسُوْرَ الْعَیْنِ اَوْ مَکْسُوْرَ الْهَمْزَةِ حَتّٰی تَدُلَّ عَلیٰ کَسْرَةِ الْمَاضِی نَحْوُ یِعْلَمُ وَ تِعْلَمُ وَ اِعْلَمُ وَ نِعْلَمُ وَ یِسْتَنْصِرُ وَ تِسْتَنْصِرُ وَ اِسْتَنْصِرُ وَ نِسْتَنْصِرُ، وَ فِی بَعْضِ اللُّغَاتِ لَا تُکْسَرُ الْیَاءُ لِثِقْلِ الْکَسْرَةِ عَلیٰ الْیَاءِ الضَّعِیْفِ۔

اور ان کے علاوہ (فَعْلَلَ وَ اَفْعَلَ وَ فَعَّلَ وَ فَاعَلَ) کو ان کے حروف کی کثرت کی وجہ فتحہ دیا جاتا ہے، اور رہا یُهْرِیْقُ تو اس کی اصل یُرِیْقُ ہے اور یہ رباعی میں سے ہے پس ہاء کو خلافِ قیاس زیادہ کیا گیا ہے، اور بعض لغات میں حروفِ مضارع کو کسرہ دیا جاتا ہے جب کہ اس کی ماضی مکسور العین ہو یا مکسور الهمزہ ہو، تا کہ وہ ماضی کے کسرہ پر دلالت کرے جیسے یِعْلَمُ وَ تِعْلَمُ وَ اِعْلَمُ وَ نِعْلَمُ وَ یِسْتَنْصِرُ وَ تِسْتَنْصِرُ وَ اِسْتَنْصِرُ وَ نِسْتَنْصِر۔ اور بعض لغات میں یائے ضعیف پر کسرہ کے ثقل کی وجہ سے یاء کو کسرہ نہیں دیا جاتا (اور باقی حروفِ مضارع کو کسرہ دیتے ہیں ان میں ثقل نہ ہونے کی وجہ سے)

وَ عُیِّنَتْ حُرُوْفُ الْمُضَارِعَةِ لِلدَّلَالَةِ عَلیٰ کَسْرَةِ الْعَیْنِ وَ الْهَمْزَةِ فِی الْمَاضِی، لِاَنَّهَا زَائِدَةٌ، فَاِعْطَاءُ الزَّائِدَةِ لِلزَّائِدَةِ اَوْلیٰ۔ وَ قِیْلَ لِاَنَّهُ یَلْزَمُ بِکَسْرَةِ الْفَاءِ تَوَالِی اَرْبَعَ حَرَکَاتٍ وَ بِکَسْرَةِ الْعَیْنِ یَلْزَمُ الْاِلْتِبَاسُ بَیْنَ یَفْعِلُ وَ یَفْعَلُ وَ بِکَسْرِ اللَّامِ یَلْزَمُ اِبْطَالُ الْاِعْرَابِ، وَ تُحْذَفُ التَّاءُ الثَّانِیَةُ فِی مِثْلِ تَتَقَلَّدُ وَ تَتَبَاعَدُ وَ تَتَبَخْتَرُ لِاَجْتِمَاعِ الْحَرْفَیْنِ مِنْ جِنْسٍ وَاحِدٍ وَ عَدَمِ اِمْکَانِ الْاِدْغَامِ ، وَ عُیِّنَتِ الثَّانِیَةُ لِاَنَّ الْاُوْلیٰ عَلَامَةٌ وَ الْعَلَامَةُ لَا تُحْذَفُ۔

اور ماضی میں عین اور ہمزہ کے کسرہ پر دلالت کرنے کی وجہ سے حروفِ مضارع کو (کسرہ دینے کے لیے) متعین کیا گیا ہے، اس لیے کہ حروفِ مضارع زائدہ ہیں اور زائد (حرکت) زائد (حروف) کو دینا اولی ہے، اور کہا گیا ہے کہ فاء کو کسرہ دینے سے توالیٔ حرکاتِ اربعہ لازم آتا ہے، اور عین کو کسرہ دینے سے یَفْعِلُ اور یَفْعَلُ کے درمیان التباس لازم آتا ہے، اور لام کو کسرہ دینے سے اعراب کا باطل ہونا لازم آتا ہے، اور تَتَقَلَّدُ و تَتَبَاعَدُ و تَتَبَخْتَرُ کی مثل میں دوسری تاء کو ایک جنس کے دو حرف کے جمع ہونے اور ادغام کے ممکن نہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے۔ اور (حذف کے لیے) دوسری تاء کو ہی متعین کیا گیا ہے اس لیے کہ پہلی تاء علامت ہے اور علامت حذف نہیں کی جاتی۔

وَ اُسْكِنَتِ الضَّادُ فِي يَضْرِبُ فِرَاراً عَنْ تَوَالِي الْحَرَكَاتِ الْاَرْبَعِ وَ عُيِّنَتِ الضَّادُ لِلْاِسْكَانِ ،لِاَنَّ تَوَالِي الْحَرَكَاتِ يَلْزَمُ مِنَ الْيَاءِ ، فَاِسْكَانُ الضَّادِّ الَّتِي تَكُوْنُ قَرِيْباً مِنْهُ اَوْلَى،وَ مِنْ ثَمَّ عُيِّنَتِ الْبَاءُ فِي ضَرَبْنَ لِلْاِسْكَانِ ، لِاَنَّهُ قَرِيْبٌ مِنَ النُّوْنِ الَّذِي يَلْزَمُ مِنْهُ تَوَالِي اَرْبَعِ الْحَرَكَاتِ ـ وَ سُوِّيَ بَيْنَ الْمُخَاطَبِ وَ الْغَائِبَةِ فِي مِثْلِ تَضْرِبُ اَنْتَ وَ تَضْرِبُ هِيَ ،لِاسْتِوَائِهِمَا فِي الْمَاضِي مِثْلُ نَصَرَتْ وَ نَصَرْتَ ، وَ لٰكِنْ لَا تُسْكَنُ فِي غَائِبَةِ الْمُسْتَقْبِلِ لِضَرُوْرَةِ الْاِبْتِدَاءِ ، وَلَا تُضَمُّ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِالْمَجْهُوْلِ فِي مِثْلِ تُمْدَحُ وَ لَا تُكْسَرُ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِلُغَةِ تِعْلَمُ ـ

اور یَضْرِبُ میں ضاد کو توالیٔ حرکاتِ اربعہ سے بچنے کے لیے ساکن کیا گیا ہے اور ساکن کرنے کے لیے ضاد ہی کو متعین کیا گیا ہے، اس لیے کہ یاء علامتِ مضارع کے آنے کی وجہ سے توالیٔ حرکات لازم آتا تھا لہٰذا اس ضاد کو ساکن کرنا جو یاء سے قریب ہے اولیٰ ہے۔ اور اسی وجہ سے ضَرَبْنَ میں باء کو ساکن کرنے کے لیے متعین کیا گیا ہے اس لیے کہ باء اس نون کے قریب ہے جس کی وجہ سے چار حرکات کا پے در پے آنا لازم آتا ہے۔ اور تَضْرِبُ اَنْتَ وَ تَضْرِبُ هِيَ کے مثل میں مخاطب اور غائبہ کے درمیان برابری رکھی گئی ہے، نَصَرَتْ وَ نَصَرْتَ کے مثل ماضی میں ان دونوں کے برابر ہونے کی وجہ سے۔ اور لیکن مستقبل کے مؤنث غائب میں تاء کو ابتداء کی ضرورت کی وجہ سے ساکن نہیں کیا جا سکتا، اور اس تاء کو ضمہ بھی نہیں دیا جا سکتا تاکہ تُمْدَحُ کی مثل میں مجہول سے التباس نہ ہو سکے، اور تاء کو کسرہ بھی نہیں دیا جا سکتا تاکہ تِعْلَمُ کی لغت سے التباس نہ ہو سکے۔

فَاِنْ قِيلَ يَلْزَمُ الْاِلْتِبَاسُ اَيْضاً بِالْفَتْحَةِ بَيْنَ الْمُخَاطَبِ و الْغَائِبَةِ ؟ قُلْنَا فِي الْفَتْحِ مُوَافَقَةٌ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ اَخَوَاتِهَا مَعَ خِفَّةِ الْفَتْحَةِ ـ فَاِنْ قِيلَ لِمَ اُدْخِلَ فِي آخِرِ الْمُسْتَقْبِلِ نُوْنٌ؟ قُلْنَا عَلَامَةٌ لِلرَّفْعِ ، لِاَنَّ آخِرَ الْفِعْلِ صَارَ بِاتِّصَالِ ضَمِيرِ الْفَاعِلِ بِمَنْزِلَةِ وَسْطِ الْكَلِمَةِ اِلَّا نُوْنُ يَضْرِبْنَ وَ هُوَ عَلَامَةُ التَّانِيثِ كَمَا فِي فَعَلْنَ ، وَ مِنْ ثَمَّ لَا يُقَالُ بِالتَّاءِ حَتّٰى لَا يَجْتَمِعَ عَلَامَتَا التَّانِيثِ ـ وَ الْيَاءُ فِي تَضْرِبِيْنَ ضَمِيْرُ الْفَاعِلِ كَمَا مَرَّ وَ اِذَا دَخَلَ لَمْ يَنْتَقِلُ مَعْنَاهُ اِلَى الْمَاضِي ، لِاَنَّهَا مُشَابَهَةٌ بِكَلِمَةِ الشَّرْطِ ـ

پس اگر کہا جائے کہ مخاطب اور غائبہ کے درمیان فتحہ دینے کی صورت میں بھی التباس لازم آتا ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ فتحہ کی صورت میں فتحہ کے خفیف ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے اور اس کے اخوات کے درمیان موافقت ہے، پس اگر کہا جائے کہ مستقبل کے آخر میں نون کو کیوں داخل کیا گیا ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ نون رفع کی علامت ہے، اس لیے کہ فعل کا آخر ضمیرِ فاعل کے متصل ہونے کی وجہ سے وسطِ کلمہ کی منزل میں ہے مگر یَضْرِبْنَ کا نون کہ یہ تانیث کی علامت ہے جیسے فَعَلْنَ میں، اور اسی وجہ سے فَعَلْنَ کو تاء کے ساتھ نہیں بولا جاتا تاکہ تانیث کی دو علامت جمع نہ ہوں، اور تَضْرِبِیْنَ کی یاء فاعل کی ضمیر ہے جیسے کہ گزرا اور جب مضارع میں لَمْ داخل ہو جائے تو مضارع کے معنی کو ماضی کی جانب منتقل کر دیگا اس لیے کہ لَمْ کلمۂ شرط کے مشابہ ہے۔

فَصْلٌ فِي الْاَمْرِ وَ النَّهْيِ

اَلْاَمْرُ صِيْغَةٌ يُطْلَبُ بِهَا الْفِعْلُ عَنِ الْفَاعِلِ مِثْلُ اِضْرِبْ وَ لِيَضْرِبْ اِلٰى آخِرِهِ،وَهُوَ مَا اُشْتُقَّ مِنَ الْمُضَارِعِ ،لِمُشَابَهَةٍ بَيْنَهُمَا فِي الْاِسْتِقْبَالِيَّةِ ،وَ زِيْدَتِ اللَّامِ فِي الْغَائِبِ ،لِاَنَّهَا مِنْ وَسْطِ الْمَخَارِجِ وَ الْغَائِبُ اَيْضاً وَسْطٌ بَيْنَ الْمُتَكَلِّمِ وَ الْمُخَاطَبِ وَ اَيْضاً هِيَ مِنَ الْحُرُوْفِ الزَّوَائِدِ ،وَ الْحُرُوْفُ الزَّوَائِدُ هِيَ الَّتِي يَشْتَمِلُهَا قَوْلُ الشَّاعِرِ

هَوِيْتُ السَّمَانَ فَشَيَّبْنِي　　　　وَ قَدْ كُنْتُ قِدماً هَوِيْتُ السَّمَانَ

اَيْ حُرُوْفُ هَوِيْتُ السَّمَانَ ـ

امر ایسا صیغہ ہے جس کے ذریعہ فاعل سے فعل طلب کیا جاتا ہے مثال کے طور پر اِضْرِبْ سے لِيَضْرِبْ آخر تک۔ اور فعلِ امر فعلِ مضارع سے مشتق کیا گیا ہے استقبالیت میں دونوں کے درمیان مشابہت ہونے کی وجہ سے، اور امر غائب میں لام کی زیادتی کی گئی ہے، اس لیے کہ لام وسطِ مخارج میں سے ہے اور غائب بھی وہ ہے جو متکلم اور مخاطب کے وسط میں ہوتا ہے، نیز لام حروفِ زوائد میں سے ہے، اور حروفِ زوائد وہ ہیں جس پر شاعر کا قول مشتمل ہے۔

ع...... میں نے موٹی عورتوں کو پسند کیا تو انہوں نے مجھے جوان ہونے سے پہلے ہی جوان کر دیا۔ یعنی هَوِيْتُ السَّمَانَ کے حروف حروفِ زوائد ہیں۔

وَ لَمْ يَزِدْ مِنْ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ حَتّٰى لَا يَجْتَمِعَ حَرْفَا عِلَّةٍ وَ كُسِرَتِ اللَّامُ فِي الْاَمْرِ الْغَائِبِ ،لِاَنَّهَا مُشَابَهَةٌ بِاللَّامِ الْجَارَّةِ ، لِاَنَّ الْجَزْمَ فِي الْاَفْعَالِ كَالْجَرِّ فِي الْاَسْمَاءِ ، وَ اُسْكِنَتْ اِذَا اتَّصَلَتْ بِالْوَاوِ وَ الْفَاءِ وَ ثُمَّ مِثْلُ وَلْيَضْرِبْ ـ فَلْيَضْرِبْ ـ ثُمَّ لْيَضْرِبْ كَمَا اُسْكِنَتِ الْخَاءُ فِي فَخْذٌ ،وَ نَظِيْرُهُ وَهْيَ وَ فَهْيَ بِالْوَاوِ وَ الْفَاءِ بِسُكُوْنِ الْهَاءِ ،وَ حُذِفَ حَرْفُ الْاِسْتِقْبَالِ فِي الْمُخَاطَبِ لِلْفَرْقِ بَيْنَ الْمُخَاطَبِ وَ الْغَائِبِ ،وَ عُيِّنَ الْحَذْفُ فِي الْمُخَاطَبِ لِكَثْرَتِهِ ،وَ مِنْ ثَمَّ لَا يُحْذَفُ اللَّامُ فِي مَجْهُوْلِهِ أَعْنِي يُقَالُ لِيُضْرَبْ لِقِلَّةِ اسْتِعْمَالِهِ ـ

اور امر (غائب) میں حروفِ علت کو زائد نہیں کیا گیا تاکہ دو حرفِ علت جمع نہ ہو جائیں، اور امر میں لام کو کسرہ دیا گیا ہے اس لیے کہ یہ لام لامِ جارہ سے مشابہت رکھنے والا ہے، اس لیے کہ افعال میں جزم اسماء میں جر کی طرح ہے، اور لامِ امر کو ساکن کیا گیا ہے جب یہ متصل ہو واؤ اور فاء اور ثُمَّ سے وَلْيَضْرِبْ فَلْيَضْرِبْ ـ ثُمَّ لْيَضْرِبْ کی مثل

میں، جیسے کہ فَخْذٌ میں خاء کو ساکن کیا گیا ہے، اور اس کی نظیر وَہْیَ اور فَہْیَ ہے واؤ اور فاء کی وجہ سے ہاء کے سکون کے ساتھ، اور امر مخاطب میں حرفِ مضارع کو حذف کیا گیا ہے، مخاطب اور غائب کے درمیان فرق کرنے کے لیے، اور مخاطب میں (حرفِ مضارع کو) حذف کو متعین کیا گیا ہے اس کے کثرتِ استعمال کی وجہ سے، اور اسی وجہ سے امر مجہول میں لام کو حذف نہیں کیا گیا ہے یعنی اس کے قلتِ استعمال کی وجہ سے لِیُضْرَبْ کہا گیا ہے۔

وَ اُجْتُلِبَتِ الْھَمْزَۃُ بَعْدَ حَذْفِ حَرْفِ الْمُضَارِعَۃِ اِذَا کَانَ مَا بَعْدَہُ سَاکِنَۃً لِلْاِفْتِتَاحِ، وَ کُسِرَتِ الْھَمْزَۃُ فِی اِضْرِبْ، لِاَنَّ الْکَسْرَۃَ اَصْلٌ فِی ھَمْزَاتِ الْوَصْلِ وَ لَمْ تُکْسَرُ فِی مِثْلِ اُکْتُبْ لِاَنَّ بِتَقْدِیْرِ الْکَسْرَۃِ یَلْزَمُ الْخُرُوْجُ مِنَ الْکَسْرَۃِ اِلیٰ الضَّمَّۃِ وَلَا اِعْتِبَارَ لِلْکَافِ السَّاکِنِ، لِاَنَّ الْحَرْفَ السَّاکِنَ لَا یَکُوْنُ حَاجِزاً حَصِیْناً عِنْدَھُمْ، وَ مِنْ ثَمَّ جُعِلَ وَاوُ قِنْوَۃٍ یَاءً وَ یُقَالُ قِنْیَۃٌ، وَ قِیْلَ تُضَمُّ لِلْاِتِّبَاعِ وَ تُکْسَرُ لِلْاِتِّبَاعِ بِخِلَافِ اِعْلَمْ وَ اِمْنَعْ بِکَسْرَۃِ الْھَمْزَۃِ وَ فَتْحِ الْعَیْنِ، لِاَنَّہٗ یَلْتَبِسُ بِقَوْلِ الشَّاعِرِ:

اَلْیَوْمَ اَشْرَبْ مِنْ غَیْرِ مُسْتَحْقِبٍ اِثْماً مِنَ اللّٰہِ وَلَا اَغَلُّ

بِسُکُوْنِ الْبَاءِ وَ بِجَزَاءِ الشَّرْطِ فِی مِثْلِ اِنْ تَمْنَعْ اَمْنَعْ۔

اور فعلِ امر میں حرفِ مضارع کو حذف کرنے کے بعد ہمزہ کو داخل کیا جاتا ہے جب ہو (علامتِ مضارع کا) مابعد ساکن افتتاح کے لیے، اور اِضْرِبْ میں ہمزہ کو کسرہ دیا گیا ہے اس لیے کہ کسرہ ہمزاتِ وصلی میں اصل ہے، اور اُکْتُبْ کی مثل میں ہمزہ کو کسرہ نہیں دیا گیا ہے اس لیے کہ کسرہ کی تقدیر میں کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم آتا ہے، اور کاف جو ساکن ہے اس کا اعتبار نہیں ہے اس لیے کہ حرفِ ساکن بصریوں کے نزدیک قوی مانع نہیں ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے قِنْوَۃٌ کی واؤ کو یاء بنایا گیا ہے اور قِنْیَۃٌ کہا جاتا ہے، اور کہا گیا ہے کہ ہمزہ کو ضمہ عین کلمہ کی اتباع میں اور ہمزہ کو کسرہ بھی عین کی اتباع میں دیا جاتا ہے بخلاف اِعْلَمْ کے اور اِمْنَعْ کے ہمزہ کے کسرہ اور عین کے فتحہ کے ساتھ اس لیے کہ یہ شاعر کے قول سے التباس رکھتا ہے۔ ع...... آج کے دن میں شراب پیتا ہوں بغیر کسی گناہ کے اللہ کے یہاں اور بغیر کسی قوم کے بلانے والے کی طرح۔ باء کے سکون کے ساتھ، اور شرط کی جزاء بننے کی وجہ سے بھی آخر کو ساکن کر دیا جاتا ہے جیسے اِنْ تَمْنَعْ اَمْنَعْ کی مثل میں۔

وَ فُتِحَتْ اَلِفُ اَیْمُنٍ مَعَ کَوْنِہٖ لِلْوَصْلِ، لِاَنَّہٗ جَمْعُ یَمِیْنٍ وَ اَلِفُہٗ لِلْقَطْعِ ثُمَّ جُعِلَ لِلْوَصْلِ فِی اللَّفْظِ، لِکَثْرَتِہٖ وَ فُتِحَ اَلِفُ التَّعْرِیْفِ، لِکَثْرَتِہٖ اَیْضاً وَ فُتِحَ اَلِفُ اَکْرِمْ، لِاَنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَلِفِ الْاَمْرِ بَلْ اَلِفُ قَطْعٍ مَحْذُوْفٌ مِنْ تُأَکْرِمُ، وَ حُذِفَتْ لِاِجْتِمَاعِ الْھَمْزَتَیْنِ فِی اُکْرِمُ، لِاَنَّ اَصْلَہٗ أُأَکْرِمُ، وَلَا تُحْذَفُ ھَمْزَۃُ اِعْلَمْ فِی الْوَصْلِ فِی الْخَطِّ حَتّٰی لَا یَلْتَبِسَ الْاَمْرُ مِنْ عَلِمَ بِاَمْرِ عَلَّمَ۔ فَاِنْ قِیْلَ یُعْلَمُ بِالْاِعْجَامِ؟ قُلْنَا اَلْاِعْجَامُ یُتْرَکُ کَثِیْراً وَ مِنْ ثَمَّ فَرَقُوْا بَیْنَ عُمَرَ وَ عَمْرٍو بِالْوَاوِ۔

اور اَیْمُنٌ کے الف کو فتحہ دیا گیا ہے اس کے وصلی ہونے کے باوجود، اس لیے کہ یہ یَمِیْنٌ کی جمع ہے اور اس کی الف قطعی ہے پھر لفظ میں اس کو کثرتِ استعمال کی وجہ سے وصلی بنایا گیا ہے، اور الفِ تعریف کو اس کے کثرتِ استعمال کی وجہ سے فتحہ دیا گیا ہے، اور اَکْرِمْ کے الف کو فتحہ دیا گیا ہے اس لیے کہ یہ الفِ امر میں سے نہیں ہے، بلکہ الفِ قطعی ہے جو تُأَکْرِمُ سے حذف کیا گیا تھا، اور اُکْرِمُ میں دو ہمزہ کے جمع ہونے کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے اس لیے کہ اس کی اصل أُأَکْرِمُ ہے، اور وصل کی صورت میں اِعْلَمْ کے ہمزہ کو خط میں حذف نہیں کیا جاتا ہے تاکہ عَلِمَ کا فعلِ امر عَلَّمَ کے فعلِ امر سے ملتبس نہ ہو، پس اگر کہا جائے کہ ان دونوں کے درمیان فرق اعراب سے جان لیا جاتا ہے؟ تو ہم نے کہا اعراب کو اکثر مقامات پر ترک کر دیا جاتا ہے، اور اسی وجہ سے عُمَرْ اور عَمْرو کے درمیان واؤ کے ذریعہ فرق کیا ہے۔

وَ حُذِفَتْ فِی بِسْمِ اللّٰہِ لِکَثْرَۃِ الْاِسْتِعْمَالِ وَ لَمْ تُحْذَفْ فِی اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی (العلق ١) لِقِلَّۃِ الْاِسْتِعْمَالِ وَ جُزِمَ آخِرُہٗ فِی الْغَائِبِ بِاللَّامِ اِجْمَاعاً، لِاَنَّ اللَّامَ مُشَابِھَۃٌ لِکَلِمَۃِ الشَّرْطِ فِی النَّقْلِ، وَ کَذٰلِکَ الْمُخَاطَبُ عِنْدَ الْکُوْفِیِّیْنَ، لِاَنَّ اَصْلَ اِضْرِبْ لِتَضْرِبْ عِنْدَھُمْ، وَ مِنْ ثَمَّ قَرَأَ النَّبِیُّ ﷺ (فَبِذٰلِکَ فَلْتَفْرَحُوْا) فَحُذِفَتِ اللَّامُ لِکَثْرَۃِ الْاِسْتِعْمَالِ ثُمَّ حُذِفَ عَلَامَۃُ الْاِسْتِقْبَالِ لِلْفَرْقِ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ الْمُضَارِعِ فَبَقِیَ الضَّادُ سَاکِناً فَاُجْتُلِبَتْ ھَمْزَۃُ الْوَصْلِ وَ وُضِعَتْ مَوْضِعَ عَلَامَۃِ الْاِسْتِقْبَالِ وَاُعْطِیَ لَہٗ اَثَرُ عَلَامَۃِ الْاِسْتِقْبَالِ کَمَا اُعْطِیَ لِفَاءِ رُبَّ عَمَلُ رُبَّ فِی قَوْلِ الشَّاعِرِ:

فَمِثْلِکَ حُبْلٰی قَدْ طَرَقْتُ وَ مُرْضِعٍ فَأَلْھَیْتُھَا عَنْ ذِیْ تَمَائِمَ مُحْوِلٍ

اور کثرتِ استعمال کی وجہ سے بسم اللہ میں ہمزہ کو حذف کیا گیا ہے، اور اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی میں قلتِ استعمال کی وجہ سے ہمزہ کو حذف نہیں کیا جاتا ہے، اور امر غائب میں امر کے آخر کو لام کی وجہ سے جزم دیا گیا ہے اجماعاً، اس لیے کہ لام نقل میں کلمۂ شرط کے مشابہ ہے، اور کوفیوں کے نزدیک ایسے ہی مخاطب (یعنی اس کا آخر بھی لام کی وجہ سے مجزوم ہے) اس لیے کہ اِضْرِبْ کی اصل لِتَضْرِبْ ہے کوفیوں کے نزدیک، اور اسی وجہ سے نبی ﷺ نے فَبِذٰلِکَ فَلْتَفْرَحُوْا قرائت فرمایا ہے، پس لام کو کثرتِ استعمال کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے پھر امر اور مضارع کے درمیان فرق کرنے کے لیے علامتِ استقبال کو حذف کر دیا گیا تو ضاد ساکن کی حالت میں بچا تو ہمزۂ وصل لے آئے اور اس کو علامتِ استقبال کی جگہ رکھ دیا گیا اور اس کو علامتِ استقبال کا اثر دے دیا گیا جیسے کہ رُبَّ کا عمل رُبّ۔ کے فاء کو دیا گیا ہے شاعر کے قول میں۔ ع...... پس تیری مثل حاملہ عورت میں ان کے پاس رات کے وقت آیا اس حال میں کہ وہ دودھ پلا رہی تھی پس میں نے اس کو ایسا مشغول کیا کہ وہ ایک سال کے بچے کے تعویذ کو بھی بھول گئی۔

وَ عِنْدَ الْبَصْرِیِّیْنَ مُبْنِیٌّ لِاَنَّ الْاَصْلَ فِی الْاَفْعَالِ الْبِنَاءُ وَ اِنَّمَا اُعْرِبَ الْمُضَارِعُ لِمُشَابِھَۃٍ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ الْاِسْمِ وَ لَمْ تَبْقَ الْمُشَابِھَۃُ بَیْنَ الْاَمْرِ وَ الْاِسْمِ بِحَذْفِ حَرْفِ الْمُضَارِعَۃِ، وَ مِنْ ثَمَّ قِیْلَ قَوْلُہٗ ﷺ (فَلْیَفْرَحُوْا) مُعْرَبٌ بِالْاِجْمَاعِ، لِوُجُوْدِ عِلَّۃِ الْاِعْرَابِ وَ ھِیَ حَرْفُ الْمُضَارِعَۃِ وَ زِیْدَتْ فِی آخِرِ الْاَمْرِ نُوْنَا التَّاکِیْدِ لِتَاکِیْدِ الطَّلَبِ نَحْوُ لِیَضْرِبَنَّ لِیَضْرِبَانِّ لِیَضْرِبُنَّ لِتَضْرِبَنَّ لِتَضْرِبَانِّ لِیَضْرِبْنَانِّ، وَ فُتِحَ الْبَاءُ فِی لِیَضْرِبَنَّ فِرَاراً عَنْ اجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ وَ فُتِحَ النُّوْنُ لِلْخِفَّۃِ وَ حُذِفَتْ وَاوُ لِیَضْرِبُوْا اِکْتِفَاءً بِالضَّمَّۃِ وَ یَاءُ اِضْرِبِیْ اِکْتِفَاءً بِالْکَسْرَۃِ وَ لَمْ تُحْذَفُ اَلِفُ التَّثْنِیَۃِ حَتّٰی لَا یَلْتَبِسَ بِالْوَاحِدِ۔

اور بصریوں کے نزدیک فعلِ امر مبنی ہے اس لیے کہ افعال میں اصل مبنی ہونا ہے، اور فعلِ مضارع کو معرب بنایا گیا ہے اس کے اور اسمِ فاعل کے درمیان مشابہت کی وجہ سے، اور فعلِ امر اور اسمِ فاعل کے درمیان مشابہت باقی نہیں رہی حرفِ مضارع کے حذف ہو جانے کی وجہ سے، اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ نبی ﷺ کا فرمان فَلْیَفْرَحُوْا بالاجماع

معرب ہے اعراب کی علت پائے جانے کی وجہ سے اور وہ حرفِ مضارع ہے، اور فعلِ امر کے آخر میں تاکید کے دونوں نونوں کی زیادتی کی گئی ہے تاکید کو طلب کرنے کی وجہ سے جیسے لِيَضْرِبَنَّ لِيَضْرِبَانِّ لِيَضْرِبُنَّ لِتَضْرِبَنَّ لِتَضْرِبَانِّ لِيَضْرِبْنَانِّ اور لِيَضْرِبَنَّ میں باء کو فتحہ دیا گیا ہے اجتماعِ ساکنین سے بچتے ہوئے، اور خفت کی وجہ سے نون کو فتحہ دیا گیا ہے، اور لِيَضْرِبُوْا کی واؤ کو حذف کر دیا گیا ہے اس کے ضمہ پر اکتفاء کرتے ہوئے، اور اِضْرِبِیْ سے یاء کی یاء کو حذف کر دیا گیا ہے اس کے کسرہ پر اکتفاء کرتے ہوئے، اور تثنیہ کے الف کو حذف نہیں کیا گیا تاکہ واحد سے ملتبس نہ ہو۔

وَ كُسِرَتِ النُّوْنُ الثَّقِيْلَةُ بَعْدَ اَلِفِ التَّثْنِيَةِ لِمُشَابَهَتِهَا بِنُوْنِ التَّثْنِيَةِ ، وَ حُذِفَتِ النُّوْنُ الَّتِى هِىَ تَدُلُّ عَلىٰ الرَّفْعِ فِى مِثْلِ هَلْ يَضْرِبَانِّ، لِاَنَّ مَا قَبْلَ النُّوْنِ الثَّقِيْلَةِ تَصِيْرُ مَبْنِيّاً ـ فَاِنْ قِيْلَ لِمَ اُدْخِلَ الْاَلِفُ الْفَاصِلَةُ فِى مِثْلِ لِيَضْرِبْنَانِّ ؟ قُلْنَا فِرَاراً عَنْ اِجْتِمَاعِ النُّوْنَاتِ ، وَ حُكْمُ الْخَفِيْفَةِ مِثْلُ حُكْمِ الثَّقِيْلَةِ اِلَّا اَنَّهُ لَا يَدْخُلُ بَعْدَ الْاَلِفَيْنِ، لِاِجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ فِى غَيْرِ حَدِّهِ وَ عِنْدَ يُوْنُسَ يُدْخَلُ قِيَاساً عَلىٰ الثَّقِيْلَةِ وَ كِلْتَاهُمَا تَدْخُلَانِ فِى سَبْعَةِ مَوَاضِعَ، لِوُجُوْدِ مَعْنىٰ الطَّلَبِ فِيْهَا، فِىْ الْاَمْرِ كَمَا مَرَّ۔

اور الفِ تثنیہ کے بعد نونِ ثقیلہ کو کسرہ دیا گیا ہے اس کے نونِ تثنیہ سے مشابہت رکھنے کی وجہ سے، اور اس نون کو حذف کر دیا گیا ہے جو رفع پر دلالت کرتا ہے هَلْ يَضْرِبَانِّ کی مثل میں، اس لیے کہ نونِ ثقیلہ کا ماقبل مبنی ہو گیا ہے، پس اگر کہا جائے کہ لِيَضْرِبْنَانِّ کی مثل میں الفِ فاصل کو کیوں داخل کیا گیا ہے؟ تو ہم کہیں گے اجتماعِ نونات سے بچنے کے لیے، اور نونِ خفیفہ کا حکم نونِ ثقیلہ کے حکم کی طرح ہے مگر یہ کہ نونِ خفیفہ دو الفوں کے بعد داخل نہیں ہوتا اجتماعِ ساکنین فی غیر حدّہ کی وجہ سے، اور یونس کے نزدیک نونِ ثقیلہ پر قیاس کرتے ہوئے داخل کیا جاتا ہے، اور یہ دونوں سات جگہوں میں داخل ہوتے ہیں ان میں معنیٰ طلب پائے جانے کی وجہ سے جیسا کہ امر میں گزرا۔

وَ النَّهْىُ نَحْوُ لَا تَضْرِبَنَّ، وَ الْاِسْتِفْهَامُ نَحْوُ هَلْ تَضْرِبَنَّ؟ وَ التَّمَنِّىْ نَحْوُ لَيْتَكَ تَضْرِبَنَّ، وَ الْعَرْضُ نَحْوُ اَلَا تَضْرِبَنَّ وَ الْقَسَمُ نَحْوُ وَاللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ، وَ النَّفْىُ قَلِيْلاً مُشَابَهَةٌ بِالنَّهْىِ نَحْوُ لَا تَضْرِبَنَّ ـ وَالنَّهْىُ مِثْلُ الْاَمْرِ فِى جَمِيْعِ الْوُجُوْهِ اِلَّا اَنَّهُ مُعْرَبٌ بِالْاِجْمَاعِ ـ وَ يَجِىْءُ الْمَجْهُوْلُ مِثْلُ الْاَشْيَاءِ الْمَذْكُوْرَةِ فَمِنَ الْمَاضِى نَحْوُ ضُرِبَ اِلىٰ آخِرِهِ، وَ مِنَ الْمُسْتَقْبِلِ نَحْوُ يُضْرَبُ اِلىٰ آخِرِهِ، وَالْغَرْضُ مِنْ وَضْعِهِ خَسَاسَةُ الْفَاعِلِ اَوْ عَظْمَتِهِ اَوْ شُهْرَتِهِ، وَ اُخْتُصَّ بِصِيْغَةِ فُعِلَ فِى الْمَاضِى، لِاَنَّ مَعْنَاهُ غَيْرُ مَعْقُوْلٍ وَ هُوَ اِسْنَادُ الْفِعْلِ اِلىٰ الْمَفْعُوْلِ فَجُعِلَ صِيْغَتُهُ اَيْضاً غَيْرَ مَعْقُوْلَةٍ وَ هِىَ فُعِلَ۔

(١) اور نہی جیسے لَا تَضْرِبَنَّ (٢) اور استفہام جیسے هَلْ تَضْرِبَنَّ؟ (٣) اور تمنی جیسے لَيْتَكَ تَضْرِبَن (٤) اور عرض جیسے اَلَا تَضْرِبَنَّ (٥) اور قسم جیسے وَاللّٰهِ لَاَضْرِبَن (٦) اور نفی نہی کے ساتھ تھوڑی مشابہت کی وجہ سے جیسے ۔ اور فعلِ نہی فعلِ امر کی طرح ہے تمام صورتوں میں مگر یہ کہ فعلِ نہی بالاجماع معرب ہے، اور مجہول مذکورہ چیزوں کی طرح آتا ہے، پس فعلِ ماضی سے جیسے ضُرِبَ آخر تک اور مستقبل سے جیسے يُضْرَبُ آخر تک، اور اس کے وضع کرنے کی غرض فاعل کی حقارت یا اسکی عظمت یا شہرت ہوتی ہے اور فعلِ ماضی میں فُعِلَ کے صیغے کے ساتھ خاص کیا گیا ہے اس لیے کہ اس کا معنیٰ غیر معقول ہے، اور وہ فعل کی اسناد مفعول کی طرف ہونا ہے، پس اس کے صیغے کو بھی غیر معقول بنایا گیا ہے اور وہ فُعِلَ ہے۔

وَ مِنْ ثَمَّ لَا يَجِىْءُ عَلىٰ هٰذِهِ الصِّيْغَةِ كَلِمَةٌ اِلَّا وُعِلٌ وَ دُئِلٌ، وَ فِى الْمُسْتَقْبِلِ عَلىٰ يُفْعَلُ، لِاَنَّ هٰذِهِ الصِّيْغَةَ مِثْلُ فُعْلَلٍ فِى الْحَرَكَاتِ وَ السَّكَنَاتِ وَ لَا يَجِىْءُ عَلَيْهِ كَلِمَةٌ اَيْضاً وَ يَجِىْءُ فِى الزَّوَائِدِ مِنَ الثُّلَاثِى الْمُجَرَّدِ بِضَمِّ الْاَوَّلِ وَ كَسْرِ مَا قَبْلَ الْآخِرِ فِى الْمَاضِى نَحْوُ اُكْرِمَ وَ بِضَمِّ الْاَوَّلِ وَ فَتْحِ مَا قَبْلَ الْآخِرِ فِى الْمُسْتَقْبِلِ تَبَعاً لِلثُّلَاثِى اِلَّا فِى سَبْعَةِ اَبْوَابٍ بِضَمِّ اَوَّلٍ مُتَحَرِّكٍ مَعَ ضَمِّ الْاَوَّلِ وَ كَسْرِ مَا قَبْلَ الْآخِرِ وَ هُوَ تُفُعِّلَ وَ تُفُوْعِلَ وَ اُفْتُعِلَ وَ اُنْفُعِلَ وَ اُسْتُفْعِلَ وَ اُفْعُنْلِلَ وَ اُفْعُوْعِلَ وَ ضُمَّ الْفَاءُ فِى الْاَوَّلَيْنِ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَا بِمُضَارِعَىْ فَعَّلَ وَ فَاعَلَ وَ ضُمَّ فِى الْخَمْسَةِ الْبَاقِيَةِ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِالْاَمْرِ فِى الْوَقْفِ يَعْنِى اِذَا قُلْتَ وَافْتُعِلَ فِى الْمَجْهُوْلِ فِى الْوَقْفِ بِوَصْلِ الْهَمْزَةِ وَافْتَعِلْ فِى الْاَمْرِ يَلْزَمُ اللَّبْسُ فَضُمَّ التَّاءُ لِاِزَالَتِهِ فَقِسِ الْبَاقِىَ عَلَيْهِ۔

اور اسی وجہ سے اس صیغے پر کوئی کلمہ نہیں آتا ہے مگر وُعِلَ اور دُئِلَ، اور مستقبل میں يُفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے اس لیے کہ یہ صیغہ حرکات و سکنات میں فُعْلَلُ کے مثل ہے اور اس وزن پر بھی کوئی کلمہ نہیں آتا ہے، اور ثلاثی مزید فیہ میں فعلِ ماضی میں حرفِ اول کو ضمہ اور آخر کے ماقبل کو کسرہ کے ساتھ آتا ہے جیسے اُكْرِمَ، اور مستقبل میں حرفِ اول کو ضمہ اور آخر کے ماقبل کو فتحہ کے ساتھ آتا ہے، ثلاثی مجرد کی اتباع کرتے ہوئے مگر سات ابواب میں کہ پہلے متحرک حرف کے ضمہ پہلے حرف کے ضمہ کے ساتھ اور آخر کے ماقبل کے کسرہ کے ساتھ، اور وہ یہ ہیں تُفُعِّلَ وَ تُفُوْعِلَ وَ اُفْتُعِلَ وَ اُنْفُعِلَ وَ اُسْتُفْعِلَ وَ اُفْعُنْلِلَ وَ اُفْعُوْعِلَ ۔ اور شروع کے دو میں فاء کلمہ کو ضمہ دیا گیا ہے یہ دونوں فَعَّلَ اور فَاعَلَ کے مضارع سے ملتبس نہ ہوں، اور باقی پانچ میں (پہلے اور تیسرے حرف کو) ضمہ اس لیے دیا گیا ہے تاکہ وقف کی صورت میں فعلِ امر سے ملتبس نہ ہو جائے یعنی جب تو نے کہا اُفْتُعِلَ کو حالتِ وقف میں وَافْتَعِلْ امر میں تو دونوں کے درمیان التباس لازم آیا پس اس التباس کو زائل کرنے کے لیے تاء کو ضمہ دے دیا گیا، پس باقی کو بھی اسی پر قیاس کر لیجئے۔

فَصْلٌ فِى اِسْمِ الْفَاعِلِ

فصل اسمِ فاعل کے بیان میں

وَ هُوَ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنَ الْمُضَارِعِ لِمَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلُ بِمَعْنىٰ الْحُدُوْثِ وَ اُشْتُقَّ مِنْهُ لِمُنَاسَبَتِهِمَا فِى الْوُقُوْعِ صِفَةً لِلنَّكِرَةِ وَ غَيْرِهِ ، وَ صِيْغَتُهُ مِنَ الثُّلَاثِى الْمُجَرَّدِ عَلىٰ وَزْنِ فَاعِلٍ، وَ حُذِفَ عَلَامَةُ الْاِسْتِقْبَالِ مِنْ يَضْرِبُ فَاُدْخِلَ الْاَلِفُ لِخِفَّتِهَا بَيْنَ الْفَاءِ وَ الْعَيْنِ، لِاَنَّ فِى الْاَوَّلِ يَصِيْرُ مُشَابِهاً بِالْمُتَكَلِّمِ وَ بِالتَّفْضِيْلِ وَ كُسِرَ عَيْنُهُ لِاَنَّ بِتَقْدِيْرِ الْفَتْحِ يَصِيْرُ مُشَابِهاً بِمَاضِى الْمُفَاعَلَةِ، وَ بِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ يَثْقُلُ، وَ بِتَقْدِيْرِ الْكَسْرَةِ اَيْضاً يَلْزَمُ الْاِلْتِبَاسُ بِاَمْرِ الْمُفَاعَلَةِ وَ لٰكِنْ اَبْقىٰ مَعَ

ذٰلِكَ لِلضَّرُوْرَةِ، وَ قِيْلَ اِخْتِيَارُ الْاِلْتِبَاسِ بِالْاَمْرِ اَوْلٰى، لِاَنَّ الْاَمْرَ مُشْتَقٌّ مِنَ الْمُسْتَقْبِلِ وَ اِسْمُ الْفَاعِلِ اَيْضاً مُشْتَقٌّ مِنَ الْمُسْتَقْبِلِ۔

اور اسمِ فاعل وہ اسم ہے جو فعلِ مضارع سے بنایا جاتا ہے اس شخص کے لیے جس کے ساتھ فعل بمعنی حدوث قائم ہوتا ہے، اور اسمِ فاعل کو فعلِ مضارع سے بنایا گیا ہے نکرہ اور اس کے علاوہ کی صفت واقع ہونے میں ان دونوں کے درمیان مناسبت پائے جانے کی وجہ سے، اور ثلاثی مجرد سے اسمِ فاعل کا صیغہ فاعل کے وزن پر آتا ہے، اور یَضْرِبُ سے علامتِ مضارع کو حذف کیا گیا ہے اور الف کے خفیف ہونے کی وجہ سے فاء اور عین کے درمیان الف کو داخل کیا گیا ہے، اس لیے کہ الف کو شروع میں داخل کرنے سے اسمِ فاعل مضارع کے صیغے واحد متکلم اور اسمِ تفضیل کے مشابہ ہو جاتا، اور اس کے عین کلمہ کو کسرہ دیا گیا ہے اس لیے کہ فتحہ دینے کی تقدیر میں اسمِ فاعل بابِ مفاعلۃ کے فعلِ ماضی کے مشابہ ہو جاتا، اور ضمہ کی تقدیر میں اسمِ فاعل ثقیل ہو جاتا، اور عین کلمہ کو کسرہ دینے کی صورت میں بھی بابِ مفاعلۃ کے فعلِ امر سے التباس لازم آ رہا ہے لیکن اس کے باوجود اس کو ضرورت کی بناء پر باقی رکھا گیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ امر کے ساتھ التباس کو اختیار کرنا اولیٰ ہے اس لیے کہ فعلِ امر فعلِ مستقبل سے مشتق ہوتا ہے اور اسمِ فاعل بھی فعلِ مستقبل سے مشتق ہوتا ہے۔

وَ تَجِيْءُ الصِّفَةُ الْمُشَبَّهَةُ عَلٰى وَزْنِ فَعِلٌ وَ فَعْلٌ وَ فُعْلٌ وَ فِعْلٌ وَ فُعُلٌ وَ فَعَلٌ وَ فَعَالٌ وَ فُعَالٌ وَ فَعْلَانٌ وَ اَفْعَلُ نَحْوُ فَرِقٌ وَ شَكْسٌ وَ صُلْبٌ وَ مِلْحٌ وَ جُنُبٌ وَ حَسَنٌ وَ جَبَانٌ وَ شُجَاعٌ وَ عَطْشَانٌ وَ اَحْوَلُ، وَ هُوَ يُخْتَصُّ بِبَابِ فَعِلَ اِلَّا سِتَّةٌ تَجِيْءُ مِنْ بَابِ فَعُلَ نَحْوُ اَحْمَقُ وَ اَخْرَقُ وَ آدَمُ وَ اَرْعَنُ وَ اَسْمَرُ وَ اَعْجَفُ، وَ زَادَ الْاَصْمَعِيُّ الْاَعْجَمَ وَ قَالَ الْفَرَّاءُ يَجِيْءُ اَحْمَقُ مِنْ حَمِقَ وَ هُوَ لُغَةٌ فِي حَمُقَ وَ كَذٰلِكَ يَجِيْءُ خَرُقَ وَ سَمُرَ وَ عَجُفَ اَعْنِي فَعِلَ لُغَةٌ فِيْهِنَّ۔

اور صفتِ مشبہ فَعِلٌ وَ فَعْلٌ وَ فُعْلٌ وَ فِعْلٌ وَ فُعُلٌ وَ فَعَلٌ وَ فَعَالٌ وَ فُعَالٌ وَ فَعْلَانٌ وَ اَفْعَل کے اوزان پر آتا ہے جیسے فَرِقٌ وَ شَكْسٌ وَ صُلْبٌ وَ مِلْحٌ وَ جُنُبٌ وَ حَسَنٌ وَ جَبَانٌ وَ شُجَاعٌ وَ عَطْشَانٌ وَ اَحْوَلُ۔ اور یہ خاص کیا گیا ہے بابِ فَعِلَ کے ساتھ مگر چھ اسماء ایسے ہیں جو بابِ فَعُلَ سے آتے ہیں جیسے اَحْمَقُ وَ اَخْرَقُ وَ آدَمُ وَ اَرْعَنُ وَ اَسْمَرُ وَ اَعْجَفُ، اور اصمعی نے اَعْجَمُ کو زیادہ کیا ہے، اور فراء نے کہا ہے کہ اَحْمَقُ حَمِقَ سے ہے اور ایک لغت حَمُقَ میں ہے اور ایسے ہی خَرُقَ وَ سَمُرَ وَ عَجُف آتے ہیں یعنی ان میں ایک لغت فَعِلَ کی ہے۔

وَ يَجِيْءُ اَفْعَلُ لِتَفْضِيْلِ الْفَاعِلِ مِنَ الثُّلَاثِي غَيْرِ مَزِيْدٍ فِيْهِ مِمَّا لَيْسَ بِلَوْنٍ وَلَا عَيْبٍ وَ لَا يَجِيْءُ مِنَ الْمَزِيْدِ فِيْهِ لِعَدَمِ اِمْكَانِ مُحَافَظَةِ جَمِيْعِ حُرُوْفِهِ فِي اَفْعَلَ وَ لَا يَجِيْءُ مِنْ لَوْنٍ وَ لَا عَيْبٍ، لِاَنَّ فِيْهِمَا يَجِيْءُ اَفْعَلَ لِلصِّفَةِ فَيَلْزَمُ الْاِلْتِبَاسُ، وَ لَا يَجِيْءُ لِتَفْضِيْلِ الْمَفْعُوْلِ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِتَفْضِيْلِ الْفَاعِلِ، فَاِنْ قِيْلَ لِمَ لَمْ يُجْعَلْ عَلَى الْعَكْسِ حَتّٰى لَا يَلْزَمَ الْاِلْتِبَاسُ؟ قُلْنَا جَعْلُهُ لِلْفَاعِلِ اَوْلٰى، لِاَنَّ الْفَاعِلَ مَقْصُوْدٌ وَ الْمَفْعُوْلُ فُضْلَةٌ وَ اَيْضاً يُمْكِنُ التَّعْمِيْمُ فِي الْفَاعِلِ دُوْنَ الْمَفْعُوْلِ، وَ نَحْوُ اَشْغَلُ مِنْ ذَاتِ النِّحْيَيْنِ لِتَفْضِيْلِ الْمَفْعُوْلِ وَ نَحْوُ اَعْطَاهُمْ وَ اَوْلَاهُمْ مِنَ الزَّوَائِدِ وَ اَحْمَقُ مِنْ هَبَنَّقَةَ مِنَ الْعُيُوْبِ شَاذٌّ۔

اور اس ثلاثی مجرد سے جس میں لون وعیب کا معنی نہ ہو فاعل کی تفضیل کے لیے (اسمِ تفضیل) اَفْعَلُ کا وزن آتا ہے، اور ثلاثی مزید فیہ سے اسمِ تفضیل متام حروف کی حفاظت کے ممکن نہ ہونے کی وجہ سے اَفْعَلُ کے وزن پر نہیں آتا، اور نہ لون وعیب سے آتا ہے اس لیے کہ ان دونوں میں اَفْعَلُ کا وزن صفت کے لیے آتا ہے، پس التباس لازم آ جائیگا، اور مفعول کی تفضیل کے لیے بھی نہیں آتا تا کہ فاعل کی تفضیل سے التباس نہ ہونے پائے، پا اگر کہا جائے کہ اس کے برعکس کیوں نہ کیا گیا تا کہ التباس لازم نہ آتا؟ ہم کہیں گے کہ فاعل کے لیے اسمِ تفضیل بنانا اولیٰ ہے اس لیے کہ فاعل مقصود ہوتا ہے اور مفعول فضلہ ہوتا ہے، نیز فاعل میں تعمیم ممکن ہے نہ کہ مفعول میں، اور مفعول کی تفضیل میں اَشْغَلُ مِنْ ذَاتِ النِّحْيَيْن کے جیسے، اور زوائد سے اَعْطَاهُمْ وَ اَوْلَاهُمْ کے جیسے، اور عیوب سے اَحْمَقُ مِنْ هَبَنَّقَةَ کے جیسے شاذ میں سے ہیں۔

وَ يَجِيْءُ الْفَاعِلُ عَلٰى الْفَعِيْلِ نَحْوُ نَصِيْرٌ، وَقَدْ يَسْتَوِي فِيْهِ الْمُذَكَّرُ وَ الْمُؤَنَّثُ اِذَا كَانَ بِمَعْنٰى مَفْعُوْلٍ نَحْوُ قَتِيْلٌ وَ جَرِيْحٌ، فَرْقاً بَيْنَ الْفَاعِلِ وَ الْمَفْعُوْلِ اِلَّا اِذَا جُعِلَتِ الْكَلِمَةُ مِنْ عَدَادِ الْاَسْمَاءِ نَحْوُ ذَبِيْحَةٌ وَ لَقِيْطَةٌ، وَ قَدْ يُشَبَّهُ بِهِ مَا هُوَ بِمَعْنٰى فَاعِلٍ نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالٰى(اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ)الاعراف ٧:٥٦۔ وَ يَجِيْءُ عَلٰى فَعُوْلٍ لِلْمُبَالَغَةِ نَحْوُ مَنُوْعٍ وَ يَسْتَوِي فِيْهِ الْمُذَكَّرُ وَ الْمُؤَنَّثُ اِذَا كَانَ بِمَعْنٰى فَاعِلٍ نَحْوُ اِمْرَاَةٌ صَبُوْرٌ وَ رَجُلٌ صَبُوْرٌ، وَ يُقَالُ فِي الْمَفْعُوْلِ نَاقَةٌ حَلُوْبَةٌ۔

اسمِ فاعل فَعِيْلٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے نَصِيْرٌ، اور کبھی اس میں مذکر و مؤنث دونوں برابر ہوتے ہیں جبکہ یہ اسمِ مفعول کے معنی میں ہو جیسے قَتِيْلٌ اور جَرِيْحٌ، فاعل اور مفعول کے درمیان فرق کرتے ہوئے مگر یہ کہ جب کلمہ اسمائے عدد میں سے ہو جیسے ذَبِيْحَةٌ اور لَقِيْطَةٌ، اور کبھی اس چیز کے مشابہ ہوتا ہے جو فاعل کے ہم معنی ہو جیسے فرمانِ باری تعالیٰ(اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ)الاعراف ٧:٥٦۔ اور اسمِ فاعل کبھی مبالغہ کے لیے فَعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے مَنُوْعٌ، اور اس میں مذکر و مؤنث برابر ہوتے ہیں جبکہ یہ اسمِ فاعل کے معنیٰ میں ہو جیسے اِمْرَاَةٌ صَبُوْرٌ وَ رَجُلٌ صَبُوْرٌ، اور مفعول کے معنی میں بولا جاتا ہے نَاقَةٌ حَلُوْبَةٌ۔

فَاُعْطِيَ الْاِسْتِوَاءُ فِي فَعِيْلٍ لِلْمَفْعُوْلِ وَ فِي فَعُوْلٍ لِلْفَاعِلِ طَلَباً لِلْعَدْلِ، وَ يَجِيْءُ لِلْمُبَالَغَةِ نَحْوُ صَبَّارٌ وَ سَيْفٌ مِجْذَمٌ وَ هُوَ مُشْتَرَكٌ بَيْنَ الْآلَةِ وَ بَيْنَ مُبَالَغَةِ الْفَاعِلِ، وَ فِسِّيْقٌ وَ كُبَّارٌ وَ طُوَّالٌ وَ عَلَّامَةٌ وَ نَسَّابَةٌ وَ رَوَّايَةٌ وَ فَرُوْقَةٌ وَ ضُحَكَةٌ وَ ضُحْكَةٌ وَ مِجْزَامَةٌ وَ مِسْقَامٌ وَ مِعْطِيْرٌ، وَ يَسْتَوِي الْمُذَكَّرُ وَ الْمُؤَنَّثُ فِي التِّسْعَةِ الْاَخِيْرَةِ، لِقِلَّتِهِنَّ، اَمَّا قَوْلُهُمْ مِسْكِيْنَةٌ فَمَحْمُوْلَةٌ عَلٰى فَقِيْرَةٍ كَمَا قَالُوْا هِيَ عَدُوَّةُ اللّٰهِ، وَ اِنْ لَمْ يُدْخِلِ التَّاءُ فِي فَعُوْلٍ الَّذِي لِلْفَاعِلِ حَمْلاً عَلٰى مَعْنٰى صَدِيْقَةٍ، لِاَنَّهُ نَقِيْضُهُ،

پس جو فَعِيْلٌ بمعنی مفعول ہو اور جو فَعُوْلٌ بمعنی فاعل ہو تو اس میں مذکر و مؤنث کو برابر رکھا جاتا ہے عدل کو طلب کرنے کی غرض سے، اور اسمِ فاعل مبالغہ کے لیے بھی آتا ہے جیسے صَبَّارٌ اور سَيْفٌ مِجْذَمٌ، اور یہ اسمِ آلہ اور اسمِ فاعل کے مبالغہ کے درمیان مشترک ہوتا ہے، اور فِسِّيْقٌ وَ كُبَّارٌ وَ طُوَّالٌ وَ عَلَّامَةٌ وَ نَسَّابَةٌ وَ رَوَّايَةٌ وَ فَرُوْقَةٌ وَ ضُحَكَةٌ وَ ضُحْكَةٌ وَ مِجْزَامَةٌ وَ مِسْقَامٌ وَ مِعْطِيْرٌ ان مذکورہ اسماء میں سے آخری آٹھ میں ان کے قلتِ استعمال کی وجہ سے مذکر و مؤنث برابر ہوتا ہے، رہا اہلِ صرف کا قول مِسْكِيْنَةٌ پس یہ فَقِيْرَةٌ پر محمول ہے جیسے کہ انہوں نے کہا هِيَ عَدُوَّةُ اللّٰهِ (حالانکہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ عَدُوُّ اللّٰه ہوتا)، اور اگرچہ اس فَعُوْلٌ میں جو اسمِ فاعل کے معنی میں ہے تاء کو داخل نہیں کیا

گیا صَدِیْقَۃٌ کے معنی پر محمول کرتے ہوئے اس لیے کہ یہ اس کی نقیض ہے۔

وَ صِیغَتُہٗ مِنْ غَیرِ الثُّلاثِی عَلیٰ صِیغَۃِ الْمُسْتَقْبِلِ بِمِیمٍ مَضْمُومَۃٍ وَکَسْرِ مَا قَبْلَ الْآخِرِ نَحْوُ مُکْرِمٌ ،وَ اُخْتِیرَ الْمِیمُ لِتَعَذُّرِ حُرُوفِ الْعِلَّۃِ وَ قُرْبِ الْمِیمِ مِنَ الْوَاؤِ فِی کَوْنِہِمَا شَفَوِیَّۃً وَ ضُمَّ الْمِیمُ لِلْفَرْقِ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ الْمَوْضِعِ ، وَ نَحْوُ مُسْھِبٍ لِلْفَاعِلِ عَلیٰ صِیغَۃِ الْمَفْعُولِ مِنْ اَسْھَبَ وَ یَافِعٌ مِنْ اَیْفَعَ شَاذٌّ، وَ یُبْنیٰ مَا قَبْلَ تَاءِ التَّانِیثِ عَلیٰ الْفَتْحِ فِی ضَارِبَۃٍ، لِاَنَّہٗ صَارَ بِمَنْزِلَۃِ وَسْطِ الْکَلِمَۃِ کَمَا فِی نُوْنِ التَّاکِیدِ وَ یَاءِ النِّسْبَۃِ وَ عَلیٰ الْفَتْحِ لِلْخِفَّۃِ۔

اوراسمِ فاعل کا صیغہ ثلاثی مزید فیہ سے میم مضموم اور آخر کے ماقبل کے کسرہ کے ساتھ مستقبل کے صیغے پر آتا ہے جیسے مُکْرِمٌ ،اورمیم کو حرفِ علت کے متعذر ہونے اورمیم کا واو سے دونوں کے شفویہ ہونے میں قریب ہونے کی وجہ سے اختیار کیا گیا ہے،اورمیم کو ضمہ دیا گیا ہے اسمِ فاعل اوراسمِ ظرف کے درمیان فرق کرنے کی وجہ سے،اور مُسْھَبٌ جو اَسْھَبَ سے اسمِ مفعول کے صیغے پر ہے یہ اسمِ فاعل کے لیے استعال ہوتا ہے اور یَافِعٌ جو اَیْفَعَ سے اسمِ فاعل کے لیے استعال ہوتا ہے یہ دونوں شاذ ہیں،اور ضَارِبَۃٌ میں تائے تانیث کے ماقبل کو مبنی برفتحہ کیا گیا ہے اس لیے کہ یاءِ وسطِ کلمہ کی منزل میں ہو گیا ہے جیسے کہ نونِ تاکید اور یائے نسبتی میں ،نیز اس کو خفت کی وجہ سے فتحہ پر مبنی کیا گیا ہے۔

فَصْلٌ فِی اِسْمِ الْمَفْعُوْلِ

فصل اسمِ مفعول کے بیان میں

وَ ھُوَ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ یُفْعَلُ لِمَنْ وَقَعَ عَلَیْہِ الْفِعْلُ وَ صِیغَتُہٗ مِنَ الثُّلَاثِی یَجِیءُ عَلیٰ وَزْنِ مَفْعُوْلٍ نَحْوُ مَضْرُوْبٌ وَ ھُوَ مُشْتَقٌّ مِّنْ یُضْرَبُ لِمُنَسَبَۃِ بَیْنَھُمَا، فَاِنْ قِیلَ لِمَ اُدْخِلَ الْمِیمُ مَقَامَ الزَّوَائِدِ؟ قُلْنَا لِتَعَذُّرِ حُرُوفِ الْعِلَّۃِ فَصَارَ مُضْرَبٌ ثُمَّ فُتِحَ الْمِیمُ حَتّٰی لَا یَلْتَبِسَ بِمَفْعُوْلِ الْاِفْعَالِ فَصَارَ مَضْرَبٌ ثُمَّ ضُمَّ الرَّاءُ حَتّٰی لَا یَلْتَبِسَ بِالْمَوْضِعِ فَصَارَ مَضْرُبٌ، ثُمَّ اُشْبِعَتِ الضَّمَّۃُ لِاِنْعِدَامِ مَفْعُلٍ فِی کَلَامِھِمْ بِغَیْرِ التَّاءِ فَصَارَ مَضْرُوْبٌ۔

اوراسمِ مفعول وہ اسم ہے جو یُفْعَلُ (فعلِ مضارع مجہول) سے بنایا جاتا ہے اس شخص کے لیے جس پر فعل واقع ہوا ہو،اوراس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے مَضْرُوْبٌ،اور یہ یُضْرَبُ سے بنایا گیا ہے،ان دونوں (اسمِ مفعول اور فعلِ مضارع مجہول) کے درمیان مناسبت پائے جانے کی وجہ سے،پس اگر کہا جائے کہ حروفِ زوائد کی جگہ میم کو کیوں زائد کیا گیا ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ حروفِ علت کے متعذر ہونے کی وجہ سے،پس یہ یُضْرَبُ سے مُضْرَبٌ ہو گیا پھر میم کو فتحہ اس لیے دیا گیا کہ بابِ افعال کے اسمِ مفعول کے ساتھ التباس نہ ہو جائے پس یہ مَضْرَبٌ ہو گیا پھر راء کو ضمہ دیا گیا تاکہ اسمِ ظرف کے ساتھ کے ساتھ التباس نہ ہو تو یوں مَضْرُبٌ ہو گیا پھر اہلِ صرف کے کلام میں مَفْعُلٌ کا کلمہ بغیر تاء کے نہ پائے جانے کی وجہ سے راء کے ضمہ کا اشباع کیا گیا تو اس سے واو پیدا ہو گیا تو مَضْرُوْبٌ ہو گیا۔

وَ غُیِّرَ مَفْعُوْلٌ مِنَ الثُّلَاثِی دُوْنَ مَفْعُوْلِ سَائِرِ الْاَفْعَالِ وَ الْمَوْضِعِ حَتّٰی یَصِیرَ مُشَابِھاً فِی التَّغَیُّرِ بِاِسْمِ الْفَاعِلِ اَعْنِی غُیِّرَ الْفَاعِلُ مِنْ یَفْعَلُ وَ یَفْعُلُ اِلیٰ فَاعِلٍ ، وَ الْقِیَاسُ فَاعَلٌ وَ فَاعُلٌ فَغُیِّرَ الْمَفْعُوْلُ اَیْضاً لِلْمُؤَاخَاۃِ بَیْنَھُمَا، وَ صِیغَتُہٗ مِنْ غَیْرِ الثُّلَاثِی عَلیٰ صِیغَۃِ الْفَاعِلِ بِفَتْحِ مَا قَبْلَ الْآخِرِ مِثْلُ مُسْتَخْرَجٌ۔

اور صرف ثلاثی مجرد کے اسمِ مفعول میں تبدیلی کی گئی ہے نہ کہ تمام افعال کے اسمِ مفعول اور اسمِ ظرف میں تاکہ یہ تبدیلی میں اسمِ فاعل کے مشابہ ہو جائیں،یعنی اسمِ فاعل میں یَفْعَلُ اور یَفْعُلُ سے فَاعِلٌ کی طرف تبدیلی کی گئی ہے،حالانکہ قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ یَفْعَلُ سے اسمِ فاعل فَاعَلٌ اور یَفْعُلُ سے فَاعُلٌ آتا،پس اسمِ مفعول میں بھی ان دونوں کے درمیان بھائی چارے (تعلق) کی وجہ سے تبدیلی کی گئی ہے،اوراسمِ مفعول کا صیغہ غیر ثلاثی مجرد سے اسمِ فاعل کے وزن پر آخر کے ماقبل فتحہ کے ساتھ مُسْتَخْرَجٌ کے مثل آتا ہے۔

فَصْلٌ فِی اِسْمَیِ الزَّمَانِ وَ الْمَکَانِ

فصل اسمِ زمان اور مکان کے بیان میں

اِسْمُ الْمَکَانِ ھُوَ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ یَفْعَلُ لِمَکَانٍ وَقَعَ فِیْہِ الْفِعْلُ فَزِیْدَتِ الْمِیمُ کَمَا فِی الْمَفْعُوْلِ لِمُنَاسَبَۃٍ بَیْنَھُمَا ، وَ لَمْ یَزِدِ الْوَاوُ حَتّٰی لَا یَلْتَبِسَ بِہٖ ، وَ صِیغَتُہٗ مِنْ بَابِ یَفْعُلُ مَفْعَلٌ کَالْمَذْھَبِ اِلَّا فِی الْمِثَالِ فَاِنَّہٗ مِنْہُ بِکَسْرِ الْعَیْنِ نَحْوُ الْمَوْجِلِ حَتّٰی لَا یُظَنَّ اِنَّ وَزْنَہٗ کَانَ فَوْعَلاً مِثْلُ جَوْرَبٍ وَ لَا یُظَنُّ فِی الْکَسْرِ لِاَنَّ فَوْعِلاً لَا یُوْجَدُ فِی کَلَامِھِمْ، وَ صِیغَتُہٗ مِنْ بَابِ یَفْعِلُ مَفْعِلٌ اِلَّا فِی النَّاقِصِ فَاِنَّہٗ مِنْہُ یَجِیءُ بِفَتْحِ الْعَیْنِ نَحْوُ مَرْمیً فِرَاراً عَنْ تَوَالِی الْکَسْرَاتِ۔

اسمِ مکان وہ اسم ہے جو فعلِ مضارع یَفْعَلُ سے مشتق ہوتا ہے اس مکان کے لیے جس میں وہ فعل واقع ہوا ہو،پس اس میں میم کی زیادتی کی گئی جیسے کہ اسمِ مفعول میں ان دونوں کے درمیان مناسبت پائے جانے کی وجہ سے،اور واو کو زیادہ نہیں کیا جاتا تاکہ اسمِ ظرف اسمِ مفعول سے ملتبس نہ ہو جائے،اوراسمِ ظرف کا صیغہ بابِ یَفْعَلُ سے مَفْعَلٌ آتا ہے جیسے مَذْھَبٌ مگر مثال سے کہ مثال سے اسمِ ظرف عین کلمہ کے کسرہ کے ساتھ (مَفْعِلٌ) مَوْجِلٌ کے وزن پر آتا ہے تاکہ یہ گمان نہ کیا جائے کہ اس کا وزن فَوْعَلٌ تھا جَوْرَبٌ کے مثل،اور نہ کسرہ کی صورت میں گمان کیا جائے،اس لیے کہ فَوْعِلٌ کا وزن اہلِ صرف کے کلام میں نہیں پایا جاتا،اوراس کا صیغہ بابِ یَفْعِلُ سے مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے مگر ناقص سے کہ ناقص سے اسمِ ظرف عین کے فتحہ کے ساتھ (مَفْعَلٌ) مَرْمیً کے وزن پر آتا ہے توالیٔ کسرات سے بچتے ہوئے۔

وَ لَا یُبْنیٰ مِنْ یَفْعُلُ مَفْعُلٌ لِثِقْلِ الضَّمَّۃِ، فَقُسِّمَ مَوْضِعُہٗ بَیْنَ مَفْعِلٍ وَ مَفْعَلٍ وَ اُعْطِیَ لِلْمَفْعِلِ اَحَدَ عَشَرَ اِسْماً نَحْوُ الْمَنْسِکُ وَ الْمَجْزِرُ وَ الْمَنْبِتُ وَ الْمَطْلِعُ وَ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ وَ الْمَفْرِقُ وَ الْمَسْقِطُ وَ الْمَسْکِنُ وَ الْمَرْفِقُ وَ الْمَسْجِدُ، وَ الْبَاقِی لِلْمَفْعَلِ لِخِفَّۃِ الْفَتْحَۃِ، وَ اِسْمُ الزَّمَانِ مِثْلُ الْمَکَانِ نَحْوُ مَقْتَلُ

الْحُسَیْنِ۔

اور باب یَفْعُلُ سے اسمِ ظرف کا صیغہ مَفْعُلٌ کے وزن پر نہیں بنایا گیا ضمہ کے ثقیل ہونے کی وجہ سے، پس باب یَفْعُلُ کے اسمِ ظرف کو مَفْعِلٌ اور مَفْعَلٌ کے درمیان تقسیم کیا گیا ہے، اور مَفْعِلٌ کا وزن گیارہ اسماء کو عطا کیا گیا ہے جیسے (۱) اَلْمَنسِكُ (۲) وَ الْمَجْزِرُ (۳) وَ الْمَنبِتُ (٤) وَ الْمَطْلِعُ (٥) وَ الْمَشْرِقُ (٦) وَ الْمَغْرِبُ (٧) وَ الْمَفْرِقُ (٨) وَ الْمَسْقِطُ (٩) وَ الْمَسْكِنُ (١٠) وَ الْمَرْفِقُ (١١) وَ الْمَسْجِدُ، اور باقی مَفْعَلٌ کے وزن پر آتے ہیں فتحہ کے خفیف ہونے کی وجہ سے، اور اسمِ زمان اسمِ مکان کے مثل ہے جیسے مَقْتَلُ الْحُسَیْنِ۔

فَصْلٌ فِی اِسْمِ الْآلَةِ

فصل اسمِ آلہ کے بیان میں

وَ هُوَ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ یَفْعَلُ لِلْآلَةِ وَ صِیغَتُهُ مِفْعَلٌ وَ مِنْ ثَمَّ قَالَ الشَّاعِرُ:

اَلْمَفْعَلُ لِلْمَوْضِعِ وَ الْمِفْعَلُ لِلْآلَةِ وَ الْفَعْلَةُ لِلْمَرَّةِ وَ الْفِعْلَةُ لِلْحَالَةِ

وَ كُسِرَتِ الْمِیمُ لِلْفَرْقِ بَیْنَهُ وَ بَیْنَ الْمَوْضِعِ وَ یَجِیءُ عَلٰی وَزْنِ مِفْعَالٍ نَحْوُ مِقْرَاضٍ وَ مِفْتَاحٍ، وَ یَجِیءُ مَضْمُومَ الْعَیْنِ وَ الْمِیمِ نَحْوُ الْمُسْعُطِ وَ الْمُنْخُلِ وَ نَحْوِهِمَا، قَالَ سِیبَوَیْهِ هٰذَانِ مِنْ عَدَادِ الْاَسْمَاءِ یَعْنِی الْمُسْعُطُ اِسْمٌ لِهٰذَا الْوِعَاءِ وَ لَیْسَ بِالْآلَةِ وَ كَذٰلِكَ اَخَوَاتُهُ۔

اور اسمِ آلہ وہ اسم ہے جو فعلِ مضارع یَفْعَلُ سے مشتق ہوتا ہے آلہ کے لیے، اور اس کا صیغہ مِفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے، اور اسی وجہ سے شاعر نے کہا ہے: ع...... مَفْعَلٌ ظرف کے لیے اور مِفْعَلٌ آلہ کے لیے۔ اور فَعْلَةٌ مرّۃ (مرتبہ) کے لیے اور فِعْلَةٌ حالت کے لیے۔

اور میم کو کسرہ دیا گیا ہے اسمِ آلہ اور اسمِ ظرف کے درمیان فرق کرنے کے لیے، اسمِ آلہ مِفْعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے مِقْرَاضٌ اور مِفْتَاحٌ، اور اسمِ آلہ عین اور میم کے ضمہ کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے الْمُسْعُطُ اور الْمُنْخُلُ اور ان دونوں کے مثل، اور سیبویہ نے کہا کہ یہ دونوں اسماء میں ہی شمار ہوتے ہیں یعنی الْمُسْعُطُ اسم ہے اس وجہ سے کہ یہ ایک برتن کا نام ہے اور یہ اسمِ آلہ نہیں ہے اور ایسے ہی اس کے اخوات۔

اَلْبَابُ الثَّانِی فِی الْمُضَاعَفِ

دوسرا باب مضاعف کے بیان میں

وَ یُقَالُ لَهُ اَصَمُّ لِشِدَّتِهِ وَ لَا یُقَالُ لَهُ صَحِیحٌ لِصَیْرُوْرَةِ اَحَدِ طَرَفَیْهِ حَرْفَ عِلَّةٍ فِی نَحْوِ تَقَضِّی الْبَازِیْ، وَ هُوَ یَجِیءُ مِنْ ثَلَاثَةِ اَبْوَابٍ نَحْوُ سَرَّ یَسُرُّ وَ فَرَّ یَفِرُّ وَ عَضَّ یَعَضُّ، وَ لَا یَجِیءُ مِنْ فَعَلَ یَفْعُلَ اِلَّا قَلِیْلًا نَحْوُ حَبَّ یَحُبُّ فَهُوَ حَبِیْبٌ وَ لَبَّ یَلُبُّ فَهُوَ لَبِیْبٌ، فَاِذَا اجْتَمَعَ فِیْهِ حَرْفَانِ مِنْ جِنْسٍ وَاحِدٍ اَوْ مُتَقَارِبَیْنِ فِی الْمَخْرَجِ یُدْغَمُ الْاَوَّلُ فِی الثَّانِی لِثِقْلِ الْمُکَرَّرِ نَحْوُ مَدَّ مَدًّا مَدُّوْا اِلٰی آخِرِهٖ، وَ نَحْوُ اَخْرَجَ شَّطْاَهُ، وَ قَالَتْ طَّائِفَةٌ۔

اور مضاعف کو اس کے شدّت (سختی سے ادا ہونے) کی وجہ سے اصم (مضبوط یا سخت) کہا جاتا ہے، اور اس کے دو حرفوں میں سے ایک حرف کے حرفِ علت سے بدل جانے کی وجہ سے اس کو صحیح نہیں کہا جاتا جیسے تَقَضِّیَ الْبَازِیْ (کہ اس میں آخری ضاد کو یاء سے بدل دیا گیا ہے)، اور مضاعف تین ابواب سے آتا ہے (۱) نَصَرَ یَنْصُرُ سے جیسے سَرَّ یَسُرُّ، (۲) ضَرَبَ یَضْرِبُ جیسے فَرَّ یَفِرُّ، (۳) سَمِعَ یَسْمَعُ جیسے عَضَّ یَعَضُّ، اور مضاعف باب فَعَلَ یَفْعُلُ سے نہیں آتا مگر بہت کم جیسے حَبَّ یَحُبُّ فَهُوَ حَبِیْبٌ اور لَبَّ یَلُبَّ فَهُوَ لَبِیْبٌ، پس جب اس میں دو حرف ایک جنس کے یا دو حرف قریب المخرج جمع ہو جائیں تو مکرر کی ثقل کی وجہ سے اوّل کو دوسرے میں ادغام کر دیا جاتا ہے جیسے مَدَّ مَدًّا مَدُّوْا آخر تک، اور جیسے اَخْرَجَ شَّطْاَهُ اور قَالَتْ طَّائِفَةٌ۔

وَ الْاِدْغَامُ اِلْبَاسُ الْحَرْفِ فِی مَخْرَجِهٖ، مِقْدَارُ اِلْبَاسِ الْحَرْفَیْنِ كَذَا نُقِلَ عَنْ جَارِ اللّٰهِ، وَ قِیْلَ اِسْكَانُ الْاَوَّلِ وَ اِدْرَاجُهُ فِی الثَّانِی، اَلْمُدْغَمُ وَ الْمُدْغَمُ فِیْهِ حَرْفَانِ فِی اللَّفْظِ وَ حَرْفٌ وَاحِدٌ فِی الْكِتَابَةِ، وَ هٰذَا فِی الْمُتَجَانِسَیْنِ، وَ اَمَّا فِی الْمُتَقَارِبَیْنِ فَحَرْفَانِ فِی اللَّفْظِ وَ الْكِتَابَةِ جَمِیْعًا كَالرَّحْمٰنِ، وَ اِجْتِمَاعُ الْحَرْفَیْنِ عَلٰی ثَلَاثَةِ اَضْرُبٍ۔

اور ادغام حرف کو اس کے مخرج میں دو حرفوں کے ٹھہرانے کی مقدار ٹھہرانا ہے جیسے کہ جار اللہ سے نقل کیا گیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ ادغام پہلے حرف کو ساکن کرنا اور اس کو دوسرے حرف میں داخل کرنا ہے، مدغم (ادغام کیا ہوا) اور مدغم فیہ (جس میں ادغام کیا گیا) لفظ میں دو حرف ہوتے ہیں اور لکھنے میں ایک حرف ہوتا ہے، اور یہ قاعدہ حروفِ متجانسین میں ہے، اور رہا حروفِ متقاربین میں تو مدغم اور مدغم فیہ لفظ اور لکھنے میں دو حرف اکٹھے ہوتے ہیں جیسے اَلرَّحْمٰنُ، اور دو حرفوں کا جمع ہونا تین قسموں پر ہے۔

اَلْاَوَّلُ اَنْ یَّكُوْنَا مُتَحَرِّكَیْنِ یَجُوْزُ فِیْهِ الْاِدْغَامُ اِذَا كَانَا فِی كَلِمَتَیْنِ نَحْوُ مَنَاسِكَكُمْ، وَ اَمَّا اِذَا كَانَا فِی كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ یَجِبُ فِیْهِ الْاِدْغَامُ اِلَّا فِی الْاِلْحَاقِیَاتِ نَحْوُ قَرْدَدٍ وَ جَلْبَبَ حَتّٰی لَا یَبْطُلَ الْاِلْحَاقُ وَ الْاَوْزَانُ الَّتِی یَلْزَمُ فِیْهَا الْاِلْتِبَاسُ نَحْوُ صَكَكٌ وَ سُرُرٌ وَ جُدَدٌ وَ طَلَلٌ حَتّٰی لَا یَلْتَبِسَ بِصَكٍّ وَ سُرٍّ وَ جَدٍّ وَ طَلٍّ، وَ لَا یَلْتَبِسُ فِی مِثْلِ رَدَّ وَ فَرَّ وَ عَضَّ، لِاَنَّ رَدَّ یُعْلَمُ مِنْ یَرُدُّ اَنَّ اَصْلَهُ رَدَدَ، لِاَنَّ الْمُضَاعَفَ لَا یَجِیءُ مِنْ بَابِ فَعُلَ یَفْعُلُ۔

(۱) پہلی قسم: دونوں حرفوں کا متحرک ہونا، پس اس میں ادغام کرنا جائز ہوتا ہے جب کہ یہ دونوں حرف دو کلموں میں ہوں جیسے مَنَاسِکُکُمْ، اور رہا جب دونوں حرف ایک کلمہ میں ہوں تو اس میں ادغام کرنا واجب ہوتا ہے سوائے الحاقیات کے جیسے قَرْدَدٌ اور جَلْبَبَ، تاکہ الحاق اور وہ اوزان جن میں التباس لازم آتا ہے باطل نہ ہو جائیں جیسے صَكَكٌ وَ سُرُرٌ وَ جُدَدٌ وَ طَلَلٌ تاکہ یہ صَكٌّ وَ سُرٌّ وَ جَدٌّ وَ طَلٌّ سے ملتبس نہ ہو جائیں، اور رَدَّ وَ فَرَّ وَ عَضَّ کے مثل میں التباس نہیں ہوتا ہے، اس لئے کہ رَدَّ یَرُدُّ سے جانا جاتا ہے کہ اس کی اصل رَدَدَ ہے اس لئے کہ مضاعف بابِ فَعُلَ یَفْعُلُ سے نہیں آتا ہے۔

وَ فَرَّ اَیضاً یَعْلَمُ مِنْ یَفِرُّ لِاَنَّ الْمُضَاعَفَ لَا یَجِیءُ مِنْ فَعِلَ یَفْعِلُ، وَعَضَّ اَیضاً یُعْلَمُ مِنْ یَعَضُّ لِاَنَّ الْمُضَاعَفَ لَا یَجِیءُ مِنْ فَعَلَ یَفْعَلُ، وَ لَا یُدْغَمُ فِی حَیِیَ فِی بَعْضِ اللُّغَاتِ حَتّٰی لَا یَقَعَ الضَّمَّةُ عَلَی الْیَاءِ الضَّعِیفِ فِی یَحَیُّ وَ قِیلَ اَلْیَاءُ الْاٰخِیرَةُ غَیرُ لَازِمَةٍ، لِاَنَّهُ تُسْقَطُ تَارَةً نَحْوُ حَیُوْا وَ تُقْلَبُ اُخْرٰی نَحْوُ یَحْیَا، وَ الثَّانِی اَنْ یَّکُونَ الْاَوَّلُ سَاکِناً یَجِبُ فِیهِ الْاِدْغَامُ ضَرُورَةً نَحْوُ مَدٍّ وَ هُوَ عَلٰی فَعْلٍ۔

اور فَرَّ بھی یَفِرُّ سے جانا جاتا ہے، اس لئے کہ مضاعف بابِ فَعِلَ یَفْعِلُ سے نہیں آتا ہے، اور عَضَّ بھی یَعَضُّ سے جانا جاتا ہے، اس لئے کہ مضاعف فَعَلَ یَفْعَلُ سے نہیں آتا ہے، اور بعض لغات میں حَیِیَ میں ادغام نہیں کیا جاتا ہے تاکہ ضمہ یاءِ ضعیف پر واقع نہ ہو یَحَیُّ میں، اور کہا گیا ہے کہ آخری یاء غیر لازمی ہے اس لئے کہ یہ کبھی ساقط کر دی جاتی ہے جیسے حَیُوْا، اور کبھی دوسری یاء کو الف سے بدل دیا جاتا ہے جیسے یَحْیَا، (۲) دوسری قسم: پہلے حرف کا ساکن ہونا اور دوسرے حرف کا متحرک ہونا، پس اس میں ضرورت کی بناء پر ادغام کرنا واجب ہے جیسے مَدٌّ، اور یہ فَعْلٌ کے وزن پر ہے۔

وَ الثَّالِثُ اَنْ یَّکُونَ الثَّانِی سَاکِناً فَالْاِدْغَامُ فِیهِ مُمْتَنِعٌ لِعَدَمِ شَرْطِ صِحَّةِ الْاِدْغَامِ وَ هُوَ تَحَرُّكُ الثَّانِی، وَ قِیلَ لَا بُدَّ مِنْ تَسْکِینِ الْاَوَّلِ فَیَجْتَمِعُ سَاکِنَانِ فَتَفِرُّ مِنْ وَرْطَةٍ وَ تَقَعُ فِی اُخْرٰی وَ قِیلَ لِوُجُودِ الْخِفَّةِ بِالسَّاکِنِ وَ عَدَمِ شَرْطِ الْاِدْغَامِ وَ لٰکِنْ جَوَّزُوْا الْحَذْفَ فِی بَعْضِ الْمَوَاضِعِ نَظْراً اِلَی اِجْتِمَاعِ الْمُتَجَانِسَیْنِ نَحْوُ ظَلْتُ کَمَا جَوَّزُوْا الْقَلْبَ فِی نَحْوِ تَقَضِّیَ الْبَازِی وَ عَلَیْهِ قِرَائَةُ مَنْ قَرَءَ (وَ قِرْنَ فِی بُیُوْتِکُنَّ) الاحزاب:۳۳-۳۳۔مِنَ الْقَرَارِ اَصْلُهُ اِقْرِرْنَ، فَحُذِفَتِ الرَّاءُ الْاُوْلٰی فَنُقِلَ حَرَکَتُهَا اِلَی الْقَافِ ثُمَّ حُذِفَتِ الْهَمْزَةُ لِاِنْعِدَامِ الْاِحْتِیَاجِ اِلَیْهَا فَصَارَ قِرْنَ۔

(۳) اور تیسری قسم: دوسرے حرف کا ساکن ہونا، پس اس میں ادغام کے صحیح ہونے کی شرط کے معدوم ہونے کی وجہ سے ادغام کرنا ممتنع ہے، اور ادغام کے صحیح ہونے کی شرط دوسرے حرف کا متحرک ہونا ہے، اور کہا گیا ہے کہ (ادغام میں) پہلے حرف کا ساکن ہونا ضروری ہے (اور اگر اس صورت میں پہلے حرف کو ساکن کر دیں گے تو) دو حرفِ ساکن جمع ہو جائیں گے، تو یہ ایسے ہی ہو جائے گا کہ ایک کیچڑ سے فرار ہوئے تو دوسرے کیچڑ میں جا پڑے، اور کہا گیا ہے کہ (دوسرے حرف کے ساکن ہونے کی بناء پر) خفت کے پائے جانے کی وجہ سے اور ادغام کی شرط نہ پائے جانے کی وجہ سے ادغام نہیں کیا جائے گا، لیکن اہلِ عرب نے بعض جگہوں میں اجتماعِ متجانسین کی جانب نظر کرتے ہوئے دوسرے ساکن حرف کو حذف کرنا جائز قرار دیا ہے جیسے ظَلْتُ (جو اصل میں ظَلَلْتُ تھا) جیسے کہ اہلِ عرب نے تَقَضِّیَ الْبَازِی میں آخری ضاد کو یاء سے بدلنے کو جائز قرار دیا ہے، اور اسی پر اس کی قرائت ہے جس نے قَرَارٌ سے پڑھا ہے، کہ قِرْنَ کی اصل اِقْرِرْنَ ہے پس پہلی راء کو حذف کیا گیا ہے، اور اس پہلی راء کی حرکت قاف کی جانب نقل کر دی گئی ہے پھر ہمزہ کو اس کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے تو قِرْنَ ہو گیا۔

وَ قِیلَ مِنْ وَقَرَ یَقِرُ وَقَاراً وَ اِذَا قُرِءَ قَرْنَ یَکُوْنُ مِنْ اَقَرُّ بِالْمَکَانِ بِفَتْحِ الْقَافِ وَهُوَ لُغَةٌ فِی اَقِرُّ فَیَکُوْنُ اَصْلُهُ اِقْرَرْنَ عَلٰی وَزْنِ اِعْلَمْنَ فَنُقِلَ حَرَکَةُ الرَّاءِ اِلَی الْقَافِ فَصَارَ قَرْنَ وَ هٰذَا اِذَا کَانَ سُکُوْنُهُ لَازِماً وَ اَمَّا اِذَا کَانَ عَارِضاً یَجُوْزُ الْاِدْغَامُ وَ عَدَمُهُ نَحْوُ اُمْدُدْ وَ مُدَّ بِفَتْحِ الدَّالِ لِلْخِفَّةِ وَ مُدِّ بِالْکَسْرِ لِاَنَّهُ اَصْلٌ فِی تَحْرِیْكِ السَّاکِنِ وَ مُدُّ بِالضَّمِّ لِلْاِتِّبَاعِ وَ مِنْ ثَمَّ لَا یَجُوْزُ فِرُّ لِعَدَمِ الْاِتِّبَاعِ، وَ لَا یَجُوْزُ الْاِدْغَامُ فِی اُمْدُدْنَ، لِاَنَّ سُکُوْنَ الثَّانِی لَازِمٌ، وَ تَقُوْلُ بِالنُّوْنِ الثَّقِیلَةِ مُدَّنَّ مُدَّانِّ مُدُّنَّ مُدِّنَّ مُدَّانِّ اُمْدُدْنَانِّ، وَ بِالنُّوْنِ الْخَفِیفَةِ مُدَّنْ مُدُّنْ مُدِّنْ۔

اور کہا گیا ہے کہ (قِرْنَ) وَقَرَ یَقِرُ وَقَاراً سے ماخوذ ہے، اور جب قَرْنَ پڑھا جائے تو یہ اَقَرُّ بِالْمَکَانِ (قاف کے فتحہ کے ساتھ) سے ماخوذ ہوگا، اور ایک لغت اَقِرُّ میں بھی ہے، پس اس کی اصل اِقْرَرْنَ اِعْلَمْنَ کے وزن پر ہے، پس پہلے راء کو حذف کرنے کے بعد اس کی حرکت قاف کی جانب نقل کر دی گئی تو قَرْنَ ہو گیا، اور یہ قاعدہ اس وقت ہے جب دوسرے حرف کا سکون لازم ہو، اور رہا اس وقت جب دوسرے حرف کا سکون عارضی ہو تو ادغام کرنا اور ادغام نہ کرنا دونوں جائز ہے، جیسے اُمْدُدْ، اور مُدَ خفت کی وجہ سے دال کے فتحہ کے ساتھ، اور مُدِّ کسرہ کے ساتھ، اس لئے کہ کسرہ ساکن حرف کو حرکت دینے میں اصل ہے، اور مُدُّ عین کلمہ کی اتباع کرتے ہوئے ضمہ کے ساتھ، اور اسی وجہ سے عین کلمہ کی عدمِ اتباع کی وجہ سے فِرُ جائز نہیں ہے، اور اُمْدُدْنَ میں ادغام کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ دوسرے حرف کا سکون لازم ہے، اور تو نونِ ثقیلہ کے ساتھ کہے مُدَّنَّ مُدَّانِّ مُدُّنَّ مُدِّنَّ مُدَّانِّ اُمْدُدْنَانِّ اور نونِ خفیفہ کے ساتھ کہے مُدَّنْ مُدُّنْ مُدِّنْ۔

اِسْمُ الْفَاعِلِ مَادٌّ، وَ اِسْمُ الْمَفْعُوْلِ مَمْدُوْدٌ، اِسْمُ الزَّمَانِ وَ الْمَکَانِ مَمَدٌّ، اِسْمُ الْاٰلَةِ مِمَدٌّ، وَ الْمَجْهُوْلُ مُدَّ یُمَدُّ مَدّاً، وَ یَجُوْزُ الْاِدْغَامُ اِذَا وَقَعَ قَبْلَ تَاءِ الْاِفْتِعَالِ مِنْ حُرُوْفِ اتثدذز سشص ضطظوی، نَحْوُ اِتَّخَذَ وَ هُوَ شَاذٌّ، وَ نَحْوُ اِتَّجَرَ، وَ نَحْوُ اِثَّارَ بِالثَّاءِ، یَجُوْزُ فِیهِ اِتَّارَ بِالتَّاءِ لِاَنَّ التَّاءَ وَ الثَّاءَ مِنَ الْمَهْمُوْسَةِ، وَ حُرُوْفُهَا ستشحثك خصفه، فَتَکُوْنَانِ مِنْ جِنْسٍ وَاحِدٍ نَظْراً اِلَی الْمَهْمُوْسِیَّةِ، فَیَجُوْزُ لَكَ الْاِدْغَامُ بِجَعْلِ التَّاءِ ثَاءً وَ الثَّاءِ تَاءً۔

اسمِ فاعل مَاد، اور اسمِ مفعول مَمْدُوْدٌ، اسمِ زمان اور مکان مَمَدٌّ، اسمِ آلہ مِمَدٌّ، اور مجہول مُدَّ یُمَدُّ مَدّاً، ادغام کرنا جائز ہے جب افتعال کی تاء سے پہلے اتثدذز سشص ضطظوی کے حروف میں سے واقع ہو جیسے اِتَّخَذَ۔ اور یہ شاذ ہے، اور جیسے اِتَّجَرَ، اور جیسے اِثَّارَ ثاء کے ساتھ، اور اس میں تاء کے ساتھ اِتَّارَ بھی جائز ہے اس لئے کہ تاء اور ثاء مہموسہ میں سے ہے، اور مہموسہ کے حروف ستشحثك خصفه ہیں، پس تاء اور ثاء مہموسہ کی جانب نظر کرتے ہوئے ایک جنس کے ہو گئے، پس تیرے لئے جائز ہے تاء کو ثاء کر کے اور ثاء کو تاء کر کے ادغام کرنا۔

وَ نَحْوُ اِدَّانَ لَا یَجُوْزُ فِیهِ غَیْرُ اِدْغَامِ التَّاءِ فِی الدَّالِ، لِاَنَّهُ اِذَا جُعِلَتِ التَّاءُ دَالاً لِبُعْدِهَا مِنَ الدَّالِ فِی الْمَهْمُوْسِیَّةِ وَ لِقُرْبِ الدَّالِ مِنَ التَّاءِ فِی الْمَخْرَجِ

فَيَلْزَمُ حِيْنَئِذٍ حَرْفَانِ مِنْ جِنْسٍ وَاحِدٍ فَيُدْغَمُ، وَ نَحْوُ اِذَّكَرَ يَجُوْزُ فِيْهِ اِدَّكَرَ وَ اِذْدَكَرَ، لِاَنَّ الدَّالَ وَ الذَّالَ مِنَ الْمَجْهُوْرَةِ فَجُعِلَ التَّاءُ دَالًا كَمَا فِى اِدَّانَ لِقُرْبِ الْمَخْرَجِ بَيْنَهُمَا فَيَجُوْزُ لَكَ الْاِدْغَامُ نَظْرًا اِلٰى اِتِّحَادِهِمَا فِى الْمَجْهُوْرِيَّةِ يُجْعَلُ الدَّالُ ذَالًا وَ الذَّالُ دَالًا، وَ الْبَيَانُ نَظْرًا اِلٰى عَدَمِ اِتِّحَادِهِمَا فِى الذَّاتِ۔

اورجیسے اِدَّانَ اس میں دال میں تاءکوادغام کے بغیر پڑھنا جائز نہیں ہے،اس لئے کہ جب تاءکودال بنایا گیا تاءکا دال سے مہموسہ میں دور ہونے کی وجہ سے،اوردال کا تاء سے مخرج میں قریب ہونے کی وجہ سے،پس اس وقت دوحرفوں کا ایک جنس سے ہونا لازم آئے گا،توادغام کردیا گیا،اورجیسے اِذَّكَرَ اس میں اِدَّكَرَ اور اِذْدَكَرَ دونوں جائز ہے،اس لئے کہ دال اورذال مجہورہ میں سے ہیں پس تاءکودال بنایا جیسے کہ اِدَّانَ میں ان دونوں کے درمیان مخرج میں قرب کی وجہ سے،پس تیرے لئے جائز ہے ادغام کرنا مجہورہ میں ان دونوں کے متحد ہونے کی وجہ سے،پس دال کوذال اورذال کودال بنایا گیا،اورذات میں ان دونوں کے عدمِ اتحاد کی جانب نظر کرتے ہوئے بیان (بغیرادغام کے) بھی جائز ہے۔

وَ نَحْوُ اِزَّانَ مِثْلُ اِذَّكَرَ وَلٰكِنْ لَا يَجُوْزُ الْاِدْغَامُ بِجَعْلِ الزَّاءِ دَالًا لِاَنَّ الزَّاءَ اَعْظَمُ مِنَ الدَّالِ فِى اِمْتِدَادِ الصَّوْتِ فَيَصِيْرُ حِيْنَئِذٍ كَوَضْعِ الْقَصْعَةِ الْكَبِيْرَةِ فِى الصَّغِيْرَةِ اَوْ لِاَنَّهُ يُوَازِىْ بِاِدَّانَ ، وَ نَحْوُ اِسَّمَعَ يَجُوْزُ فِيْهِ الْاِدْغَامُ بِجَعْلِ التَّاءِ سِيْنًا، لِاَنَّ السِّيْنَ وَالتَّاءَ مِنَ الْمَهْمُوْسِيَّةِ ، وَ لَا يَجُوْزُ فِيْهِ الْاِدْغَامُ بِجَعْلِ السِّيْنَ تَاءً لِعَظْمِ السِّيْنِ فِى اِمْتِدَادِ الصَّوْتِ، وَ يَجُوْزُ الْبَيَانُ لِعَدَمِ الْجِنْسِيَةِ فِى الذَّاتِ۔

اورجیسے اِزَّانَ یہ اِذَّكَرَ کے مثل ہے،لیکن زاءکودال بنا کرادغام کرنا جائز نہیں ہے،اس لئے کہ زاءدال سے آواز کولمبا کرنے میں اعظم ہے،پس اس وقت ایسے ہی ہو گیا جیسے بڑے پیالے کوچھوٹے پیالے میں رکھنا،یااس لئے کہ یہ اِدَّانَ کے مقابل ہے،اورجیسے اِسَّمَعَ اس میں تاءکوسین بنا کرادغام کرنا جائز ہے اس لئے کہ سین اورتاء مہموسہ میں سے ہیں،اوراس میں سین کوتاءبنا کرادغام کرنا جائز نہیں ہے سین کا آواز کولمبا کرنے میں بڑا ہونے کی وجہ سے،اوراس میں بیان (بغیرادغام کئے) بھی جائز ہے ذات میں عدمِ جنسیت کی وجہ سے۔

وَ نَحْوُ اِشَّبَهَ مِثْلُ اِسَّمَعَ، وَ نَحْوُ اِصَّبَرَ يَجُوْزُ فِيْهِ اِصْطَبَرَ، لِاَنَّ الصَّادَ وَ الطَّاءَ مِنَ الْمُسْتَعْلِيَةِ الْمُطْبِقَةِ، وَ حُرُوْفُهَا صضطظ خغق، اَلْاَرْبَعَةُ الْاُوْلٰى مُسْتَعْلِيَةٌ مُطْبِقَةٌ، وَ الثَّلَاثَةُ الْاَخِيْرَةُ مُسْتَعْلِيَةٌ فَقَطْ، وَ التَّاءُ مِنَ الْمُنْخَفِضَةِ فَجُعِلَ التَّاءُ طَاءً لِمُبَاعَدَةِ بَيْنَهُمَا وَ قُرْبِ التَّاءِ مِنَ الطَّاءِ فِى الْمَخْرَجِ فَصَارَ اِصْطَبَرَ كَمَا فِى سِتٌّ اَصْلُهُ سِدْسٌ فَجُعِلَ السِّيْنُ وَ الدَّالُ تَاءً لِقُرْبِ السِّيْنِ مِنَ التَّاءِ فِى الْمَهْمُوْسِيَّةِ وَ التَّاءُ مِنَ الدَّالِ فِى الْمَخْرَجِ ثُمَّ اُدْغِمَ فَصَارَ سِتٌّ۔

اورجیسے اِشَّبَهَ اِسَّمَعَ کے مثل ہے،اورجیسے اِصَّبَرَ اس میں اِصْطَبَرَ بھی جائز ہے،اس لئے کہ صاداورطاءمستعلیہ مطبقہ میں سے ہے،اورمستعلیہ کے حروف صضطظ خغق ہیں،شروع کے چارحرف مستعلیہ مطبقہ ہیں اورآخر کے تین حرف صرف مستعلیہ ہیں،اورتاء منخفضہ میں سے ہے،پس تاءکوطاءبنایا گیا ان دونوں کے درمیان باہم دوری کی وجہ سے اورتاءکا طاءسے مخرج میں قرب کی وجہ سے تو اِصْطَبَرَ ہوگیا،جیسے کہ سِتٌّ میں کہ اس کی اصل سِدْسٌ ہے،پس سین اوردال کوتاءبنایا گیا سین کا تاء سے مہموسہ میں قریب ہونے کی وجہ سے،اورتاءکا دال سے مخرج میں قریب ہونے کی وجہ سے،پھرادغام کردیا گیا تو سِتٌّ ہوگیا۔

ثُمَّ يَجُوْزُ لَكَ الْاِدْغَامُ بِجَعْلِ الطَّاءِ صَادًا نَظْرًا اِلٰى اِتِّحَادِهِمَا فِى الْاِسْتِعْلَائِيَّةِ نَحْوُ اِصَّبَرَ ، وَلَا يَجُوْزُ لَكَ الْاِدْغَامُ بِجَعْلِ الصَّادِ طَاءً لِعَظْمِ الصَّادِ اَعْنِى لَا يُقَالُ اِطَّبَرَ، وَ يَجُوْزُ الْبَيَانُ لِعَدَمِ الْجِنْسِيَّةِ فِى الذَّاتِ، وَ نَحْوُ اِضَّرَبَ مِثْلُ اِصَّبَرَ اَعْنِى يَجُوْزُ فِيْهِ اِضَّرَبَ وَ اِضْطَرَبَ ، وَلَا يَجُوْزُ اِطَّرَبَ ، وَ نَحْوُ اِطَّلَبَ يَجِبُ فِيْهِ الْاِدْغَامُ لِقُرْبِ التَّاءِ مِنَ الطَّاءِ فِى الْمَخْرَجِ ، وَ نَحْوُ اِظَّلَمَ يَجُوْزُ فِيْهِ الْاِدْغَامُ بِجَعْلِ الطَّاءِ ظَاءً وَ الظَّاءِ طَاءً لِمُسَاوَاتِ بَيْنَهُمَا فِى الْعَظْمِ، وَ يَجُوْزُ فِيْهِ الْبَيَانُ لِعَدَمِ الْجِنْسِيَّةِ فِى الذَّاتِ مِثْلُ اِظَّلَمَ وَ اِطَّلَمَ وَ اِظْطَلَمَ۔

پھرتیرے لئے طاء کوصاد بنا کرادغام کرنا جائز ہے استعلائیہ میں ان دونوں کے اتحاد کی جانب نظر کرتے ہوئے،جیسے اِصَّبَرَ،اورتیرے لئے جائز نہیں ہے صاد کو طاءبنا کرادغام کرنا صاد کے بڑا ہونے کی وجہ سے،یعنی اِطَّبَرَ نہیں کہیں گے،اورذات میں عدمِ جنسیت کی بناءپر بیان (ادغام نہ کرنا) بھی جائز ہے،اورجیسے اِضَّرَبَ اِصَّبَرَ کے مثل ہے،یعنی اس میں اِضَّرَبَ اور اِضْطَرَبَ جائز ہے اور اِطَّرَبَ جائز نہیں ہے،اورجیسے اِطَّلَبَ اس میں مخرج میں تاءکا طاءسے قریب ہونے کی وجہ سے ادغام واجب ہے،اورجیسے اِظَّلَمَ جائز ہے اس میں طاءکوظاءکرکے اورظاءکوطاءکرکے ادغام کرنا بڑا ہونے میں ان دونوں کے درمیان برابری ہونے کی وجہ سے،اوراس میں ذات میں عدمِ جنسیت کی وجہ سے بیان (بغیرادغام) بھی جائز ہے اِظَّلَمَ اِطَّلَمَ اِظْطَلَمَ کے مثل۔

وَ نَحْوُ اِتَّقَدَ اَصْلُهُ اِوْتَقَدَ فَجُعِلَ الْوَاوُ تَاءً، لِاَنَّهُ اِنْ لَمْ تُجْعَلْ تَاءً يَصِيْرُ يَاءً لِكَسْرَةِ مَا قَبْلَهَا فَيَلْزَمُ حِيْنَئِذٍ كَوْنُ الْفِعْلِ مَرَّةً يَائِيًّا نَحْوُ اِيْتَقَدَ وَ مَرَّةً وَاوِيًّا نَحْوُ اُوْتُقِدَ، اَوْ يَلْزَمُ تَوَالِى الْكَسْرَاتِ، وَ نَحْوُ اِتَّسَرَ اَصْلُهُ اِيْتَسَرَ فَجُعِلَ الْيَاءُ تَاءً فِرَارًا عَنْ تَوَالِى الْكَسْرَاتِ، وَ لَمْ يُدْغَمْ فِى مِثْلِ اِيْتَكَلَ، لِاَنَّ الْيَاءَ لَيْسَتْ بِلَازِمَةٍ يَعْنِى تَصِيْرُ الْيَاءُ هَمْزَةً اِذَا جُعِلَتْهُ ثُلَاثِيًّا وَ مِنْ ثَمَّ لَا يُدْغَمُ فِى حَيِىَ فِى بَعْضِ اللُّغَاتِ وَ اِدْغَامُ اِتَّخَذَ شَاذٌّ۔

اورجیسے اِتَّقَدَ اس کی اصل اِوْتَقَدَ ہے پس واوکوتاءبنایا گیا،اس لئے کہ اگرواوکوتاءنہ بنایا جاتا تو یہ واو ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے یاءہوجاتی تو اس وقت فعل کا کبھی یائی ہونا لازم آتا جیسے اِيْتَقَدَ اورکبھی واوی ہونا لازم آتا جیسے اُوْتُقِدَ، یا توالئ کسرات لازم آتا،اورجیسے اِتَّسَرَ کہ اس کی اصل اِيْتَسَرَ ہے پس یاءکوتاءبنایا گیا توالئ کسرات سے بچتے ہوئے،اور اِيْتَكَلَ کی مثل میں ادغام نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ یاءلازمہ نہیں ہے یعنی یاءہمزہ ہوجاتی ہے جب اس کوثلاثی بنایا جائے،اوراسی وجہ سے بعض لغات میں حَيِىَ میں ادغام نہیں کیا جاتا،اور اِتَّخَذَ کا ادغام شاذ ہے۔

وَ يَجُوْزُ الْاِدْغَامُ اِذَا وَقَعَ بَعْدَ تَاءِ الْاِفْتِعَالِ مِنْ حُرُوْفِ تدذز سصضطظ، نَحْوُ يَقَتِّلُ وَ يَبَدِّلُ وَ يَعَذِّرُ وَ يَنَزِّعُ وَ يَبَسِّمُ وَ يَخَصِّمُ وَ يَنَضِّلُ وَ يَبَطِّرُ وَ يَنَظِّمُ وَ لٰكِنْ لَا يَجُوْزُ فِى اِدْغَامِهِنَّ اِلَّا الْاِدْغَامُ بِجَعْلِ التَّاءِ مِثْلَ الْعَيْنِ لِضُعْفِ اِسْتِدْعَاءِ الْمُؤَخِّرِ وَ عِنْدَ بَعْضِ الصَّرْفِيِّيْنَ لَا يَجِئُ هٰذَا الْاِدْغَامُ فِى الْمَاضِى، حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِمَاضِى التَّفْعِيْلِ، لِاَنَّ عِنْدَهُمْ تُنْقَلُ حَرْكَةُ التَّاءِ اِلٰى مَا قَبْلَهَا وَ تُحْذَفُ الْمُجْتَلِبَةُ وَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ يَجِئُ بِكَسْرِ الْفَاءِ نَحْوُ خِصَّمَ، لِاَنَّ عِنْدَهُمْ كَسْرَ الْفَاءُ

لِاِلْتِقَاءِ السَّاكِنَيْنِ، وَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ يَجِيْءُ الْمُجْتَلِبَةُ نَحْوُ اِخِصَّمَ نَظْراً اِلٰى سُكُوْنِ اَصْلِهَا۔

اور جب بابِ اِفتعال کی تاء کے بعد تدذز سصضطظ کے حروف میں سے کوئی واقع ہو تو ادغام کرنا جائز ہے جیسے یُقَتِّلُ وَ یَبَدِّلُ وَ یَعَذِّرُ وَ یَنَزِّعُ وَ یَبَسِّمُ وَ یَخَصِّمُ وَ یَنَضِّلُ وَ یَبَطِّرُ وَ یَنَظِّمُ ، لیکن ان کے ادغام کرنے میں جائز نہیں ہے مگر تاء کو عین کلمہ کے مثل بنا کر ادغام کرنا، مؤخر کی استدعاء کے ضعف کی وجہ سے، اور بعض اہلِ صرف کے نزدیک یہ ادغام فعلِ ماضی میں نہیں آئے گا تا کہ تفعیل کے ماضی کے ساتھ التباس نہ ہو جائے، اس لئے کہ اہلِ صرف کے نزدیک تاء کی حرکت اس کے ماقبل کی طرف منتقل ہو جائے گی اور ہمزہ کو حذف کر دیا جائے گا، اور بعض اہلِ صرف کے نزدیک فعلِ ماضی فاء کے کسرہ کے ساتھ آتا ہے جیسے خِصَّمَ اس لئے کہ ان کے نزدیک فاء کو کسرہ دیا گیا ہے التقائے ساکنین کی وجہ سے، اور بعض اہلِ صرف کے نزدیک فعلِ ماضی ہمزہ کے ساتھ آتا ہے جیسے اِخِصَّمَ ، اس کے اصل کے ساکن ہونے کی جانب نظر کرتے ہوئے۔

وَ يَجِيْءُ فِي مُسْتَقْبِلِهٖ كَسْرُ الْفَاءِ وَ فَتْحُهَا كَمَا فِي الْمَاضِي نَحْوُ يَخَصَّمُ وَ يَخِصِّمُ، وَ فِي فَاعِلِهٖ ضَمُّ الْفَاءِ لِلْاِتِّبَاعِ مَعَ فَتْحِهَا وَ كَسْرِهَا نَحْوُ مُخَصِّمُوْنَ، وَ يَجِيْءُ مَصْدَرُهٗ خِصَّاماً بِكَسْرِ الْخَاءِ لَا غَيْرَ لِاِلْتِقَاءِ السَّاكِنَيْنِ اَوْ لِنَقْلِ كَسْرَةِ التَّاءِ اِلَى الْخَاءِ ، وَ يَجِيْءُ خَصَّاماً اِنْ اُعْتُبِرَتْ حَرَكَةُ الصَّادِ الْمُدْغَمِ فِيْهَا ، وَ يَجِيْءُ اِخِصَّاماً اِعْتِبَاراً لِسُكُوْنِ الْاَصْلِ ، وَ يُدْغَمُ تَاءُ تَفَعُّلٍ وَ تَفَاعُلٍ فِيْمَا بَعْدَهَا بِاِجْتِلَابِ الْهَمْزَةِ كَمَا مَرَّ فِي بَابِ الْاِفْتِعَالِ ، نَحْوُ اِطَّهَّرَ اَصْلُهٗ تَطَهَّرَ، وَ اِثَّاقَلَ اَصْلُهٗ تَثَاقَلَ ۔

اور اس کے مستقبل میں فاء کا کسرہ اور فاء کا فتحہ آتا ہے جیسے کہ فعلِ ماضی میں جیسے یُخَصَّمُ وَ یَخِصِّمُ، اور اس کے اسمِ فاعل میں فاء کو ضمہ دیا گیا میمِ فاعل کی اتباع کرتے ہوئے، فاء کے فتحہ اور فاء کے کسرہ کے ساتھ (یعنی خاء میں تینوں حرکت جائز ہیں) جیسے مُخَصِّمُوْنَ، اور اس کا مصدر خِصَّاماً آتا ہے خاء کے کسرہ کے ساتھ، نہ کہ التقائے ساکنین کے علاوہ کی وجہ سے، یا تاء کے کسرہ کو خاء کی جانب نقل کرنے کی وجہ سے، اور مصدر خَصَّاماً بھی آتا ہے اگر مدغم فیہ صاد کی حرکت کا اعتبار کیا جائے، اور مصدر اِخِصَّاماً بھی آتا ہے اصل کے ساکن ہونے کے اعتبار سے، اور بابِ تَفَعُّلٌ وَ تَفَاعُلٌ کی تاء کا ادغام کیا جائے گا اس میں جو اس کے بعد ہوگا ہمزہ کو داخل کرنے کے ساتھ جیسا کہ بابِ افتعال میں گزرا، جیسے اِطَّهَّرَ اس کی اصل تَطَهَّرَ ہے اور اِثَّاقَلَ کہ اس کی اصل تَثَاقَلَ ہے۔

وَلَا يُدْغَمُ فِي نَحْوِ اِسْتَطْعَمَ بِسُكُوْنِ الطَّاءِ تَحْقِيْقاً وَ فِي اِسْتَدَانَ تَقْدِيْراً وَلٰكِنْ يَجُوْزُ حَذْفُ تَائِهٖ فِي بَعْضِ الْمَوَاضِعِ نَحْوُ اِسْطَاعَ يَسْطِيْعُ كَمَا مَرَّ فِي ظَلْتُ، وَ اِذَا قُلْتَ اَسْطَاعَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ يَكُوْنُ السِّيْنُ زَائِداً كَالْهَاءِ فِي اَهْرَاقَ اَصْلُهٗ اَرَاقَ لِاَنَّهٗ مِنَ الْاِرَاقَةِ ثُمَّ زِيْدَتْ عَلَيْهَا الْهَاءُ عَلٰى خِلَافِ الْقِيَاسِ۔

اور اِسْتَطْعَمَ کے جیسے میں ادغام نہیں کیا جائے گا طاء کے سکونِ تحقیقی ہونے کی وجہ سے، اور اِسْتَدَانَ میں بھی ادغام نہیں کیا جائے گا دال کے سکونِ تقدیری ہونے کی وجہ سے، اور لیکن بعض جگہوں میں اس کے تاء کو حذف کرنا جائز ہوتا ہے جیسے اِسْطَاعَ یَسْطِیْعُ ، جیسے کہ ظَلْتُ میں گزرا، اور جب تو کہے اَسْطَاعَ ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ تو سین زائد ہوگا اَهْرَاقَ میں ہاء کے جیسے کہ اس کی اصل اَرَاقَ ہے اس لئے کہ یہ اَلْاِرَاقَةُ سے ہے، پھر اس پر خلافِ قیاس ہاء کی زیادتی کی گئی۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِي الْمَهْمُوْزِ

لَا يُقَالُ لَهٗ صَحِيْحٌ لِصَيْرُوْرَةِ هَمْزَتِهٖ حَرْفَ الْعِلَّةِ فِي التَّلْيِيْنِ وَ هُوَ يَجِيْءُ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَضْرُبٍ، مَهْمُوْزُ الْفَاءِ نَحْوُ اَخَذَ، وَ الْعَيْنِ نَحْوُ سَأَلَ، وَ اللَّامِ نَحْوُ قَرَأَ، وَ حُكْمُ الْهَمْزَةِ كَحُكْمِ الْحَرْفِ الصَّحِيْحِ اِلَّا اَنَّهَا قَدْ تُخَفَّفُ بِالْقَلْبِ وَ جَعْلِهَا بَيْنَ بَيْنَ اَيْ بَيْنَ مَخْرَجِهَا وَ بَيْنَ مَخْرَجِ الْحَرْفِ الَّتِيْ مِنْهُ حَرَكَتُهَا، وَ الْحَذْفِ، اَلْاَوَّلُ يَكُوْنُ اِذَا كَانَتْ سَاكِنَةً مُتَحَرِّكاً مَا قَبْلَهَا فَقُبِلَتِ الْهَمْزَةُ بِشَيْءٍ يُوَافِقُ مَا قَبْلَهَا لِلِيْنِ عَرِيْكَةُ السَّاكِنَةِ وَ اِسْتِدْعَاءِ مَا قَبْلَهَا نَحْوُ رَاْسٍ وَ لُوْمٍ وَ بِيْرٍ۔

مہموز کو صحیح نہیں کہا جاتا ضعیف ہونے میں مہموز کے ہمزہ کا حرفِ علت سے بدل جانے کی وجہ سے، اور مہموز تین قسموں پر آتا ہے (۱) مہموز الفاء جیسے اَخَذَ ، (۲) مہموز العین جیسے سَأَلَ ، (۳) مہموز اللام جیسے قَرَأَ ، اور ہمزہ کا حکم حرفِ صحیح کے حکم کی طرح ہے مگر یہ کہ کبھی ہمزہ کو بدل کر تخفیف کی جاتی ہے، اور کبھی ہمزہ کو بین بین کر کے تخفیف کی جاتی ہے، یعنی ہمزہ کے مخرج اور اس حرف کے مخرج جس کی حرکت اس سے ہو کے درمیان پڑھنا، اور کبھی ہمزہ کو حذف کر کے تخفیف کی جاتی ہے، (۱) پہلا یعنی قلب اس وقت ہوگا جب ہمزہ ساکن ہو اور ہمزہ کا ماقبل متحرک ہو تو ہمزہ کو اس چیز سے بدل دیں گے جو ہمزہ کے ماقبل کے موافق ہو ہمزۂ ساکنہ کی طبیعت کے نرم ہونے کی وجہ سے، اور ہمزہ کے ماقبل کے چاہنے کی وجہ سے جیسے رَاسٌ اور لُوْمٌ اور بِیْرٌ ۔

وَ الثَّانِيْ يَكُوْنُ اِذَا كَانَتْ مُتَحَرِّكَةً وَ مُتَحَرِّكاً مَا قَبْلَهَا فَلَا تُقْلَبُ بَلْ يُجْعَلُ بَيْنَ بَيْنَ لِقُوَّةِ عَرِيْكَتِهَا نَحْوُ سَأَلَ وَ لَؤُمَ وَ سُئِلَ اِلَّا اِذَا كَانَتْ مَفْتُوْحَةً وَ مَا قَبْلَهَا مَكْسُوْرَةً أَوْ مَضْمُوْمَةً ، فَتُجْعَلُ يَاءً اَوْ وَاواً نَحْوُ مِيَرٍ وَ جُوَنٍ، لِاَنَّ الْفَتْحَةَ كَالسُّكُوْنِ فِيْ حَقِّ اللِّيْنِ فَتُقْلَبُ كَمَا فِي السُّكُوْنِ، فَاِنْ قِيْلَ لِمَ لَا تُقْلَبُ فِيْ سَأَلَ وَ هَمْزَتُهٗ مَفْتُوْحَةٌ ضَعِيْفَةٌ؟ فَقُلْنَا فَتْحُهَا صَارَتْ قَوِيَّةً لِفَتْحَةِ مَا قَبْلَهَا، وَ نَحْوُ لَا هَنَاكِ الْمَرْتَعُ شَاذٌّ۔

(۲) اور دوسرا یعنی بین بین اس وقت ہوگا جب ہمزہ متحرک ہو اور ہمزہ کا ماقبل بھی متحرک ہو تو ہمزہ کو نہیں بدلیں گے بلکہ ہمزہ کو بین بین بنائیں گے ہمزہ کی طبیعت کے قوی ہونے کی وجہ سے جیسے سَأَلَ اور لَؤُمَ اور سُئِلَ ۔ مگر جب ہمزہ مفتوح اور ہمزہ کا ماقبل مکسور یا مضموم ہو تو ہمزہ کو یاء یا واؤ بنا دیتے ہیں جیسے مِیَرٌ اور جُوَنٌ، اس لئے کہ فتحہ لین کے حق میں سکون کی طرح ہے، پس ہمزہ کو بدل دیا جاتا ہے جیسے کہ سکون میں، پس اگر کہا جائے کہ سَأَلَ میں کیوں نہیں بدلا گیا حالانکہ اس کا ہمزہ مفتوحہ ضعیفہ ہے؟ پس ہم کہیں گے کہ ہمزہ کا فتحہ ماقبل کے فتحہ کی وجہ سے ہمزہ قوی ہو گیا ہے، اور لَا هَنَاكِ الْمَرْتَعُ کے جیسے شاذ ہے۔

وَ الثَّالِثُ يَكُوْنُ اِذَا كَانَتْ مُتَحَرِّكَةً وَ سَاكِناً مَا قَبْلَهَا وَ لٰكِنْ تَلِيْنُ فِيْهِ اَوَّلاً لِلِيْنِ عَرِيْكَتِهَا لِمُجَاوَرَةِ السَّاكِنِ مَا قَبْلَهَا ثُمَّ يُحْذَفُ لِاِجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ

ثُمَّ اُعْطِیَ حَرْکَتُهَا لِمَا قَبْلَهَا اِذَا کَانَ مَا قَبْلَهَا حَرْفاً صَحِیْحاً اَوْ وَاواً اَوْ یَاءً اَصْلِیَّتَیْنِ اَوْ مَزِیْدَتَیْنِ لِمَعْنٰی نَحْوُ مَسَلَةٍ اَصْلُهُ مَسْئَلَةٌ وَ مَلَکٌ اَصْلُهُ مَلْأَکٌ مِنَ الْاَلُوْکَةِ وَ هِیَ الرِّسَالَةُ، وَ الْاَحْمَرُ یَجُوْزُ فِیْهِ لَحْمَرُ لِاَنَّ الْاَلِفَ اُجْتُلِبَتْ لِاَجْلِ سُکُوْنِ اللَّامِ وَ قَدْ انْعَدَمَ ، وَ یَجُوْزُ فِیْهِ اَلَحْمَرُ لِطُرُوِّ حَرْکَةِ اللَّامِ۔

(۳) اور تیسرا یعنی ہمزہ کو حذف کرنا اس وقت ہوگا جب ہمزہ متحرک ہو اور ہمزہ کا ماقبل ساکن ہو، اور لیکن اس میں پہلے لین کیا جائے گا ہمزہ کے ماقبل ساکن حرف کے پڑوسی کی وجہ سے ہمزہ کی طبیعت کے ضعف کی وجہ سے، پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے ہمزہ کو حذف کر دیا جائے گا، پھر ہمزہ کی حرکت ہمزہ کے ماقبل کو دے دیا گیا، (پس یہ قاعدہ اس وقت لگے گا) جب ہمزہ کا ماقبل حرفِ صحیح ہو یا واؤ یا یاء اصلی ہو، (اور اگر واؤ یا یاء اصلی نہ ہو تو) کسی معنی کے لئے زیادہ کئے گئے ہوں جیسے مَسَلَةٌ، کہ اس کی اصل مَسْئَلَةٌ ہے، اور جیسے مَلَکٌ، کہ اس کی اصل مَلْأَکٌ ہے کہ یہ اَلُوْکَةٌ سے ماخوذ ہے اور یہ رسالہ (خط) کے معنی میں ہے، اور اَلْاَحْمَرُ اس میں لَحْمَرُ بھی جائز ہے، اس لئے کہ پہلا الف لام کے ساکن ہونے کی وجہ سے لایا گیا تھا (لہٰذا اب لام کے متحرک ہونے کی وجہ سے) لام کا سکون منعدم ہو گیا، اور اس میں اَلَحْمَرُ بھی جائز ہے لام کی حرکت کے نرم ہونے کی وجہ سے۔

وَ جَیَلٌ وَ حَوَبَةٌ وَ اَبُوَ یُوْبَ وَ یَغْزُوَ خَاهُ وَ یَرْمِیَ بَاهُ وَ ابْتَغِیَ مَرَاَةً وَ یَجُوْزُ تَحْمِیْلُ الْحَرْکَةِ عَلٰی حُرُوْفِ الْعِلَّةِ فِی هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ نَظْراً لِقُوَّتِهَا وَ طُرُوِّ الْحَرْکَةِ وَ اِذَا کَانَ مَا قَبْلَهَا حَرْفٌ لِیْنٌ مَزِیْداً نُظِرَ، فَاِنْ کَانَ یَاءً اَوْ وَاواً مَدَّتَیْنِ اَوْ مَا تَشَابَهَ الْمَدَّةَ کَیَاءِ التَّصْغِیْرِ جُعِلَتْ مِثْلَ مَا قَبْلَهَا ثُمَّ اُدْغِمَ فِی الْآخِرِ، لِاَنَّ نَقْلَ الْحَرْکَةِ اِلٰی هٰذِهِ الْاَشْیَاءِ یُفْضِی اِلٰی تَحْمِیْلِ الضَّعِیْفِ عَلٰی الضَّعِیْفِ فَیُدْغَمُ نَحْوُ خَطِیَّةٍ وَ مَقْرُوَّةٍ وَ اُفَیِّسٍ۔

اور جَیَلٌ وَ حَوَبَةٌ وَ اَبُوَ یُوْبَ وَ یَغْزُوَ خَاهُ وَ یَرْمِیَ بَاهُ وَ ابْتَغِی مَرَاَةً ان جگہوں میں حرکت کی نرمی اور حرفِ علت کے قوی ہونے کی جانب نظر کرتے ہوئے حروفِ علت کو حرکت دینا جائز ہے، اور جب ہمزہ کا ماقبل حرفِ لین زائدہ ہو تو نظر کیا جائے گا پس اگر وہ حرفِ لین یاء یا واؤ مدہ ہوں یا پھر کوئی حرف ایسا ہو کہ جو مدہ کے مشابہ ہو جیسے یائے تصغیر، تو اس کو اس کے ماقبل کی مثل بنایا گیا پھر آخر میں ادغام کیا گیا، اس لئے کہ ان چیزوں کی طرف حرکت کا نقل کرنا ضعیف کو حرکت برداشت کرنے کی طرف پہنچا دیتا ہے پس ادغام کر دیا جائے گا جیسے خَطِیَّةٍ وَ مَقْرُوَّةٍ وَ اُفَیِّسٍ۔

فَاِنْ قِیْلَ یَلْزَمُ تَحْمِیْلُ الضَّعِیْفِ اَیْضاً فِی الْاِدْغَامِ وَ هِیَ الْیَاءُ الثَّانِیَةُ ؟ قُلْنَا اَلْیَاءُ الثَّانِیَةُ اَصْلِیَةٌ فَلَا تَکُوْنُ ضَعِیْفَةً کَیَاءِ جَیَلٌ وَ یَاءِ یَرْمِی بَاهُ وَ اِنْ کَانَ اَلِفاً تُجْعَلُ بَیْنَ بَیْنَ، لِاَنَّ الْاَلِفَ لَا تَحْمِلُ الْحَرْکَةَ وَ الْاِدْغَامَ نَحْوُ سَائِلٍ وَ قَائِلٍ، وَ اِذَا اجْتَمَعَتْ هَمْزَتَانِ وَ کَانَتِ الْاُوْلٰی مَفْتُوْحَةً وَ الثَّانِیَةُ سَاکِنَةً تُقْلَبُ الثَّانِیَةُ اَلِفاً نَحْوُ آجَرَ وَ آدَمَ وَ اِذَا کَانَتِ الْاُوْلٰی مَضْمُوْمَةً تُقْلَبُ الثَّانِیَةُ وَاواً نَحْوُ اُوْجِرَ وَ اُوْدِمَ ۔

پس اگر کہا جائے کہ ادغام کرنے کی صورت میں بھی ضعیف کا برداشت کرنا لازم آ رہا ہے اور وہ دوسری یاء ہے؟ تو ہم نے کہا کہ دوسری یاء اصلی ہے پس یاء ضعیف نہ رہی جیسے کہ جَیَلٌ کی یاء، اور یَرْمِیَ بَاهُ کی یاء، اور اگر (ہمزہ کا ماقبل) الف ہو تو بین بین بنایا جائے گا، اس لئے کہ الف حرکت اور ادغام کو برداشت نہیں کرتا جیسے سَائِلٌ اور قَائِلٌ، اور جب دو ہمزہ جمع ہو جائیں اور ان میں سے پہلا مفتوح ہو اور دوسرا ساکن ہو تو دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل دیا جائے گا جیسے آجَرَ اور آدَمَ، اور جب پہلا ہمزہ مضموم ہو تو دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدل دیا جائے گا جیسے اُوْجِرَ اور اُوْدِمَ۔

وَ اِذَا کَانَتِ الْاُوْلٰی مَکْسُوْرَةً تُقْلَبُ الثَّانِیَةُ یَاءً نَحْوُ اِیْسِرُ اِلَّا فِی اَیِمَّةٍ جُعِلَتْ هَمْزَتُهَا اَلِفاً کَمَا فِی اٰجَرَ ثُمَّ جُعِلَتْ یَاءً وَ کُسِرَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ ، وَ عِنْدَ الْکُوْفِیِّیْنَ لَا تُقْلَبُ بِالْاَلِفِ حَتّٰی لَا یَلْزَمَ اجْتِمَاعُ السَّاکِنَیْنِ وَ قُرِئَ عِنْدَهُمْ اَئِمَّةُ الْکُفْرِ بِالْهَمْزَتَیْنِ، فَاِنْ قِیْلَ اجْتِمَاعُ السَّاکِنَیْنِ فِی حَدِّهِمَا جَائِزٌ فَلِمَ لَا یَجُوْزُ فِی آمَّةٍ ؟ قُلْنَا اَلْاَلِفُ فِی آمَّةٍ لَیْسَتْ بِمَدَّةٍ فَکَیْفَ یَکُوْنُ اجْتِمَاعُ السَّاکِنَیْنِ فِی حَدِّهِمَا ؟ وَ اَمَّا کُلْ وَ خُذْ وَ مُرْ فَشَاذٌّ، وَهٰذَا اِذَا کَانَتَا فِی کَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ۔

اور جب پہلا ہمزہ مکسور ہو تو دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا جائے گا جیسے اِیْسِرُ مگر اَیِمَّةٌ میں، کہ اس کے دوسرے ہمزہ کو الف بنایا گیا جیسے اٰجَرَ میں، پھر اس الف کو یاء بنایا گیا اور پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو کسرہ دیا گیا، اور کوفیین کے نزدیک دوسرے ہمزہ کو الف سے نہیں بدلا جائے گا تا کہ اجتماعِ ساکنین لازم نہ آئے، اور کوفیین کے نزدیک اَئِمَّةُ الْکُفْرِ دو ہمزہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے، پس اگر کہا جائے کہ آمَّةٌ میں اجتماعِ ساکنین فی حدّہما ہے تو کیوں جائز نہیں ہے؟ تو ہم نے کہا آمَّةٌ میں الف مدہ کی نہیں ہے تو کیسے یہ اجتماعِ ساکنین فی حدّہما ہو سکتا ہے؟ اور رہا تو یہ شاذ ہے، اور یہ (جو قاعدہ بیان ہوا اس وقت لگے گا) جب دونوں ہمزہ ایک کلمہ میں ہوں۔

وَ اِذَا کَانَتَا فِی کَلِمَتَیْنِ تُخَفَّفُ الثَّانِیَةُ عِنْدَ الْخَلِیْلِ نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالٰی (فَقَدْ جَاءَ اَشْرَاطُهَا) محمد:۴۷۔۱۸، وَ عِنْدَ اَهْلِ الْحِجَازِ تُخَفَّفُ کِلَاهُمَا مَعاً، وَ عِنْدَ بَعْضِ الْعَرَبِ یُقْحَمُ بَیْنَهُمَا اَلِفٌ لِلْفَصْلِ نَحْوُ ءَ اٰئْنَتِ ظَبِیَّةٌ اَمْ اُمُّ سَالِمٍ، وَ لَا تُخَفَّفُ الْهَمْزَةُ فِی اَوَّلِ الْکَلِمَةِ لِقُوَّةِ الْمُتَکَلِّمِ فِی الْاِبْتِدَاءِ، وَ تَخْفِیْفُهَا بِالْحَذْفِ فِی نَاسٍ اَصْلُهُ اُنَاسٌ شَاذٌّ، وَ کَذٰلِکَ فِی اَللّٰهِ اَصْلُهُ اِلَاهٌ فَحَذَفُوْا الْهَمْزَةَ فَصَارَ لَاهٌ ثُمَّ اَدْخَلُوْا عَلَیْهِ الْاَلِفَ وَ اللَّامَ فَصَارَ اَللَّاهُ ثُمَّ اُدْغِمَ اللَّامُ فِی اللَّامِ فَصَارَ اَللّٰهُ۔

اور جب دو ہمزہ دو کلمہ میں ہو تو خلیل کے نزدیک دوسرے ہمزہ کی تخفیف کی جائے گی جیسے اللہ تعالیٰ کا قول (فَقَدْ جَاءَ اَشْرَاطُهَا) محمد: ۴۷۔ ۱۸۔ اور اہلِ حجاز کے نزدیک دونوں ہمزہ کی تخفیف ایک ساتھ کی جائے گی، اور بعض اہلِ عرب کے نزدیک ان دونوں ہمزوں کے درمیان فصل کے لئے الف کو داخل کیا جائے گا جیسے ءَ اٰئْنَتِ ظَبِیَّةٌ اَمْ اُمُّ سَالِمٍ، اور ابتداء میں متکلم کی قوت کی وجہ سے کلمہ کے شروع میں ہمزہ کی تخفیف نہیں کی جائے گی، اور نَاسٌ میں ہمزہ کی تخفیف حذف کے ذریعہ کرنا شاذ ہے کہ اس کی اصل اُنَاسٌ ہے، اور ایسے ہی اسمِ جلالت اَللّٰه میں کہ اس کی اصل اِلَاهٌ ہے پس ہمزہ کو حذف کر دیا تو لَاهٌ ہو گیا پھر اس پر الف لام داخل کیا تو اَللَّاهُ ہو گیا پھر لام کا لام میں ادغام کیا گیا تو اَللّٰهُ ہو گیا۔

وَ قِیْلَ اَصْلُهُ اَلْ اِلَاهُ فَحُذِفَتِ الْهَمْزَةُ فَنُقِلَتْ حَرْکَةُ الْهَمْزَةِ اِلٰی اللَّامِ فَصَارَ اَلِلَاهُ ثُمَّ اُدْغِمَ اللَّامُ فِی اللَّامِ فَصَارَ اَللّٰهُ کَمَا یُقَالُ فِی یَرٰی اَصْلُهُ یَرْأَیُ فَقُبِلَتِ الْیَاءُ اَلِفاً لِفَتْحَةِ مَا قَبْلَهَا ثُمَّ لُیِّنَتِ الْهَمْزَةُ فَاجْتَمَعَ ثَلَاثُ سَوَاکِنَ فَحُذِفَ الْاَلِفُ وَ اُعْطِیَ حَرْکَتُهَا لِلرَّاءِ فَصَارَ یَرٰی وَ هٰذَا التَّخْفِیْفُ وَاجِبٌ فِی یَرٰی دُوْنَ

اَخْوَاتِهٖ لِکَثْرَةِ الْاِسْتِعْمَالِ مَعَ اِجْتِمَاعِ حَرْفِ عِلَّةٍ بِالْهَمْزَةِ فِی الْفِعْلِ الثَّقِیْلِ، وَ مِنْ ثَمَّ لَا یَجِبُ یَنٰی فِی یَنْأَیُ وَ یَسَلُ فِی یَسْئَلُ وَ مُرًی فِی مُرْأًیٍ۔

اور کہا گیا ہے کہ اسمِ جلالت اللہ کی اصل اَلْ اِلَاہُ ہے، پس دوسرے ہمزہ کو حذف کر دیا گیا اور دوسرے ہمزہ کی حرکت لام کی جانب نقل کر دیا گیا تو اَلْلَاہُ ہو گیا پھر لام کا لام میں ادغام کر دیا گیا تو اَللّٰہُ ہو گیا، جیسے کہ کہا گیا ہے یَرٰی میں کہ اس کی اصل یَرْأَیُ ہے پس یاء کو ماقبل فتحہ ہونے کی وجہ سے الف کر دیا گیا پھر ہمزہ کو لین (ساکن) کر دیا گیا تو تین ساکن حرف کا اجتماع ہوا تو الف کو حذف کر دیا گیا اور الف کی حرکت راء کو دی گئی تو یَرٰی ہو گیا، اور یہ تخفیف کرنا یَرٰی میں کثرتِ استعمال کی وجہ سے واجب ہے نہ کہ اس کے اخوات میں، فعلِ ثقیل میں ہمزہ کے ساتھ حرفِ علت کے جمع ہونے کے باوجود، اور اسی وجہ سے یَنْأَیُ میں یَنٰی اور یَسْأَلُ میں یَسَلُ اور مُرْأًیٌ میں مُرًی واجب نہیں ہے یعنی ہمزہ کو حذف کرنا واجب نہیں ہے شرط کے مفقود ہونے کی بناء پر۔

وَ تَقُوْلُ فِی اِلْحَاقِ الضَّمَائِرِ رَأٰی رَأَیَا رَأَوْا رَأَتْ رَأَتَا رَأَیْنَ اِلٰی آخِرِہٖ، وَ اِعْلَالُ الْیَاءِ سَیَجِیْءُ فِی بَابِ النَّاقِصِ، اَلْمُسْتَقْبِلِ یَرٰی یَرَیَانِ یَرَوْنَ تَرٰی تَرَیَانِ یَرَیْنَ تَرٰی تَرَیَانِ تَرَوْنَ تَرَیْنَ تَرَیَانِ تَرَیْنَ أَرٰی نَرٰی، وَ حُکْمُ یَرَوْنَ کَحُکْمِ یَرٰی وَلٰکِنْ حُذِفَ الْاَلِفُ الَّذِی فِی یَرَوْنَ لِاِجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ بِوَاوِ الْجَمْعِ، وَ حَرْکَةُ یَاءِ یَرَیَانِ طَارِیَةٌ وَ لَا تُقْلَبُ اَلِفاً لِاَنَّهٗ لَوْ قُلِبَتْ یَجْتَمِعُ السَّاکِنَانِ ثُمَّ یُحْذَفُ اَحَدُهُمَا فَیَلْتَبِسُ بِالْوَاحِدِ فِی مِثْلِ لَنْ یَّرٰی وَ اَنْ یَّرٰی ۔

اور آپ ضمائر کو الحاق کرنے میں کہیں رَأٰی رَأَیَا رَأَوْا رَأَتْ رَأَتَا رَأَیْنَ آخر تک، اور یاء کی تعلیل عنقریب ناقص کے باب میں آئے گی ان شاء اللہ عزوجل، اور آپ مستقبل میں کہیں یَرٰی یَرَیَانِ یَرَوْنَ تَرٰی تَرَیَانِ یَرَیْنَ تَرٰی تَرَیَانِ تَرَوْنَ تَرَیْنَ تَرَیَانِ تَرَیْنَ أَرٰی نَرٰی، اور یَرَوْنَ کا حکم یَرٰی کے حکم کی طرح ہے، اور لیکن اس الف کو حذف کیا گیا ہے جو یَرَوْنَ میں ہے جمع کی واؤ کے ساتھ اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے، اور یَرَیَانِ کے یاء کی حرکت عارضی ہے لہٰذا اس یاء کو الف سے نہیں بدلا جائے گا اس لئے کہ اگر یاء کو الف سے بدل دیا گیا تو دو ساکن حرف جمع ہو جائیں گے پھر ان دونوں میں سے ایک کو حذف کیا جائے گا تو لَنْ یَّرٰی اور اَنْ یَّرٰی کی مثل میں واحد کے ساتھ التباس رکھے گا۔

وَ اَصْلُ تَرَیْنَ تَرْأَیِیْنَ عَلٰی وَزْنِ تَفْعَلِیْنَ، فَحُذِفَتِ الْهَمْزَةُ ثُمَّ نُقِلَ حَرْکَةُ الْهَمْزَةِ اِلَی الرَّاءِ کَمَا فِی تَرٰی فَصَارَ تَرَیِیْنَ ثُمَّ جُعِلَتِ الْیَاءُ اَلِفاً لِفَتْحَةِ مَا قَبْلَهَا فَصَارَ تَرَایْنَ ثُمَّ حُذِفَتِ الْاَلِفُ لِاِجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ فَصَارَ تَرَیْنَ، وَ سُوِّیَ بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ جَمْعِهٖ وَ اُکْتُفِیَ بِالْفَرْقِ التَّقْدِیْرِی کَمَا فِی تَرْمِیْنَ، وَ سَیَجِیْءُ فِی النَّاقِصِ، وَ اِذَا اُدْخِلَتِ النُّوْنُ الثَّقِیْلَةُ فِی الشَّرْطِ کَمَا فِی قَوْلِهٖ تَعَالٰی (فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَداً) مریم: ۱۹۔۲۶۔ حُذِفَتِ النُّوْنُ عَنْهُ عَلَامَةً لِلْجَزْمِ وَ کُسِرَتْ یَاءُ التَّانِیْثِ حَتّٰی یَطَّرِدَ بِجَمِیْعِ نُوْنَاتِ التَّاکِیْدِ کَمَا فِی اِخْشَیِنَّ وَ سَیَجِیْءُ تَمَامُهٗ فِی بَابِ اللَّفِیْفِ۔

اور تَرَیْنَ کی اصل تَرْأَیِیْنَ تَفْعَلِیْنَ کے وزن پر ہے، پس ہمزہ کو حذف کیا گیا پھر ہمزہ کی حرکت راء کی جانب نقل کیا گیا جیسے کہ تَرٰی میں تو تَرَیِیْنَ ہو گیا، پھر یاء کو الف بنایا گیا ماقبل فتحہ کی وجہ سے تو تَرَایْنَ ہو گیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا گیا تو تَرَیْنَ ہو گیا، اور اس کے اور اس کے جمع کے مابین تقدیری فرق پر اکتفاء کیا گیا ہے جیسے کہ تَرْمِیْنَ میں، اور اس کا بیان عنقریب ناقص کے باب میں آئے گا ان شاء اللہ عزوجل، اور جب شرط میں نونِ ثقیلہ کو داخل کیا گیا جیسے کہ اللہ عزوجل کے قول میں (فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَداً) مریم: ۱۹۔۲۶۔ پس علامتِ جزمی کی وجہ سے نونِ اعرابی کو اس سے حذف کر دیا گیا اور یائے تانیث کو کسرہ دیا گیا تاکہ تاکید کے تمام نونوں کے موافق ہو جائے جیسے کہ اِخْشَیِنَّ میں، اور اس کی تمام مثالیں عنقریب لفیف کے باب میں آئے گی ان شاء اللہ عزوجل۔

اَلْاَمْرُ رَ، رَیَا، رَوْا، رَیْ، رَیَا، رَیْنَ، وَ لَا تُجْعَلُ الْیَاءُ اَلِفاً فِی رَیَا تَبَعاً لِ تَرَیَانِ، وَ یَجُوْزُ بِهَاءِ الْوَقْفِ مِثْلُ رَهْ فَحُذِفَتْ هَمْزَتُهٗ کَمَا فِی تَرٰی ثُمَّ حُذِفَتِ الْیَاءُ لِاَجْلِ السُّکُوْنِ ، وَ بِالنُّوْنِ الثَّقِیْلَةِ رَیَنَّ، رَیَانِّ، رَوُنَّ، رَیِنَّ، رَیَانِّ، رَیْنَانِّ، وَ یَجِیْءُ بِالْیَاءِ فِی رَیَنَّ لِاِنْعِدَامِ السُّکُوْنِ کَمَا فِی اِرْمِیَنَّ وَ لَمْ تُحْذَفْ وَاوُ الْجَمْعِ فِی رَوُنَّ لِعَدَمِ ضَمَّةِ مَا قَبْلَهَا بِخِلَافِ اُغْزُنَّ وَ اِرْمُنَّ، وَ بِالنُّوْنِ الْخَفِیْفَةِ رَیَنْ، رَوُنْ، رَیِنْ۔

فعلِ امر: رَ، رَیَا، رَوْا، رَیْ، رَیَا، رَیْنَ، اور رَیَا میں یاء کو الف نہیں بنایا گیا تَرَیَانِ کی اتباع میں، اور جائز ہے ہاء کے ساتھ وقف کرنا رَہْ کے مثل، پس اس کے ہمزہ کو حذف کیا گیا جیسے کہ تَرٰی میں پھر یاء کو سکون کی وجہ سے حذف کیا گیا، اور نونِ ثقیلہ کے ساتھ رَیَنَّ، رَیَانِّ، رَوُنَّ، رَیِنَّ، رَیَانِّ، رَیْنَانِّ، اور سکون کے منعدم ہونے کی وجہ سے رَیَنَّ میں یاء کے ساتھ آتا ہے جیسے کہ اِرْمِیَنَّ میں، اور رَوُنَّ میں واؤ کے ماقبل ضمہ نہ ہونے کی وجہ سے واوِ جمع کو حذف نہیں کیا گیا برخلاف اُغْزُنَّ اور اِرْمُنَّ کے، اور نونِ خفیفہ کے ساتھ رَیَنْ، رَوُنْ، رَیِنْ۔

وَ الْفَاعِلُ رَاءٍ اِلخ، وَلَا تُحْذَفُ هَمْزَتُهٗ لِمَا یَجِیْءُ فِی الْمَفْعُوْلِ، وَ قِیْلَ لَا تُحْذَفُ لِاَنَّ مَا قَبْلَهَا اَلِفٌ وَ الْاَلِفُ لَا تُقْبَلُ الْحَرْکَةَ وَ لٰکِنْ یَجُوْزُ لَكَ اَنْ تُجْعَلَ بَیْن بَیْن کَمَا فِی سَأَلَ یَسْأَلُ وَ قِسْ عَلٰی هٰذَا أَرٰی یُرِیْ اِرَائَةً، وَ الْمَفْعُوْلُ مَرْئِیٌّ اِلخ اَصْلُهٗ مَرْئُوْیٌ فَأُعِلَّ کَمَا فِی مَهْدِیٍّ وَلَا یَجِبُ حَذْفُ الْهَمْزَةِ لِاَنَّ وُجُوْبَ حَذْفِ الْهَمْزَةِ فِی فِعْلِهٖ غَیْرُ قِیَاسِی کَمَا مَرَّ فَلَا یُسْتَتْبَعُ الْمَفْعُوْلَ وَ غَیْرَهٗ وَ تُحْذَفُ فِی نَحْوِ مُرًی لِکَثْرَةِ مُسْتَتْبِعِهٖ وَهُوَ اَرٰی یُرِیْ وَ اَخْوَاتُهُمَا۔

اور اسمِ فاعل رَاءٍ آتا ہے، اور اسمِ فاعل کے ہمزہ کو حذف نہیں کیا گیا اس وجہ سے جو اسمِ مفعول میں آیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ اسمِ فاعل کے ہمزہ کو اس لئے نہیں حذف کیا گیا کہ اس کے ماقبل الف ہے اور الف حرکت کو قبول نہیں کرتا، لیکن آپ کے لئے بین بین بنانا جائز ہے جیسے کہ سَأَلَ یَسْأَلُ میں، اور اسی پر أَرٰی یُرِیْ اِرَائَةً کو قیاس کیجئے، اور اسمِ مفعول مَرْءِیٌّ آتا ہے، اس کی اصل مَرْءُوْیٌ ہے، پس اس میں تعلیل کی گئی ہے جیسے مَهْدِیٌّ میں تعلیل کی گئی ہے، اور اسمِ مفعول میں ہمزہ کو حذف کرنا واجب نہیں ہے اس لئے کہ اس کے فعل میں ہمزہ کو حذف کرنے کا وجوب غیرِ قیاسی ہے (پس غیرِ قیاسی پر کسی کو قیاس کرنا درست نہیں) جیسے کہ گزرا پس اسمِ مفعول اور اس کے علاوہ کی اتباع نہیں کی جائے گی، اور مُرًی کے جیسے میں ہمزہ کو حذف کیا جائے گا اس کے کثرت سے تتبع کی وجہ سے اور وہ اَرٰی یُرِیْ اور ان دونوں کے اخوات (امر و نہی) ہیں۔

وَالْمَوْضِعُ مَرْأًی وَ الْآلَةُ مِرْأًی وَ اِذَا حُذِفَتِ الْهَمْزَةُ فِی هٰذِهِ الْاَشْیَاءِ یَجُوْزُ بِالْقِیَاسِ عَلٰی نَظَائِرِهَا اِلَّا اَنَّهٗ غَیْرُ مُسْتَعْمَلٌ، اَلْمَجْهُوْلُ رُءِیَ یُرٰی اِلخ، اَلْمَهْمُوْزُ الْفَاءُ یَجِیْءُ مِنْ خَمْسَةِ اَبْوَابٍ نَحْوُ(۱) أَخَذَ یَأْخُذُ، (۲) أَدَبَ یَأْدِبُ (۳) أَهَبَ یَأْهَبُ (٤) أَرِجَ یَأْرَجُ (٥) أَسُلَ یَأْسُلُ، (اَیْ ن، ض، ف، س، ك) وَ

اَلْمَهْمُوْزُ الْعَيْنُ يَجِيْءُ مِنْ ثَلَاثَةِ اَبْوَابٍ نَحْوُ (١) رَأَى يَرَى (٢) يَئِسَ يَيْئَسُ (٣) لَؤُمَ يَلْؤُمُ،(اَىْ ف، س، ك) وَ الْمَهْمُوْزُ اللَّامُ يَجِيْءُ مِنْ اَرْبَعَةِ اَبْوَابٍ نَحْوُ (١) هَنَأَ يَهْنِئُ (٢) سَبَأَ يَسْبَأُ (٣) صَدِئَ يَصْدَأُ (٤) جَزُؤَ يَجْزُؤُ، (اَىْ ض ،ف ،س ،ك)۔

اوراسمِ ظرف مَرْأَى آتا ہےاوراسمِ آلہ مِرْأَى آتا ہے،اورجب ان اشیاء میں ہمزہ کوحذف کیا گیا تو جائز ہے ان کےنظائر پر قیاس کرتے ہوئے، مگر یہ (یعنی ان میں ہمزہ کوحذف کرنا) غیر مستعمل ہے، مجہول یُرَیٰ اور یُرٰی آخرتک، مہموز الفاء پانچ ابواب سے آتا ہے جیسے (١) أَخَذَ يَأْخُذُ، (٢) أَدَبَ يَأْدِبُ (٣) أَهَبَ يَأْهَبُ (٤) أَرِجَ يَأْرَجُ (٥) أَسُلَ يَأْسُلُ، (اَىْ ن ،ض ،ف ،س ،ك)، اورمہموز العین تین ابواب سے آتا ہے جیسے (١) رَأَى يَرَى (٢) يَئِسَ يَيْئَسُ (٣) لَؤُمَ يَلْؤُمُ، (اَىْ ف، س، ك)، اورمہموز اللام چار ابواب سے آتا ہے جیسے (١) هَنَأَ يَهْنِئُ (٢) سَبَأَ يَسْبَأُ (٣) صَدِئَ يَصْدَأُ (٤) جَزُؤَ يَجْزُؤُ، (اَىْ ض ،ف ،س ،ك)۔

وَلَا يَجِيْءُ فِى الْمُضَاعَفِ اِلَّا مَهْمُوْزُ الْفَاءِ نَحْوُ أَنَّ يَئِنُّ، وَلَا تَقَعُ الْهَمْزَةُ مَوْضِعَ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ وَ مِنْ ثَمَّ لَا يَجِيْءُ فِى الْمِثَالِ اِلَّا مَهْمُوْزُ الْعَيْنِ وَ اللَّامِ نَحْوُ وَأَدَ وَ وَجَأَ، وَ فِى الْاَجْوَفِ اِلَّا مَهْمُوْزُ الْفَاءِ وَ اللَّامِ نَحْوُ اٰنَ وَ جَاءَ، وَ فِى النَّاقِصِ اِلَّا مَهْمُوْزُ الْفَاءِ وَ الْعَيْنِ نَحْوُ أَبٰى وَ رَأٰى، وَ فِى اللَّفِيْفِ الْمَفْرُوْقِ اِلَّا مَهْمُوْزُ الْعَيْنِ نَحْوُ وَاٰى، وَ فِى الْمَقْرُوْنِ اِلَّا مَهْمُوْزُ الْفَاءِ نَحْوُ أَوٰى۔

اورمہموز مضاعف میں نہیں آتا مگر مہموز الفاء جیسے أَنَّ يَئِنُّ، اورہمزہ حروفِ علت کی جگہ نہیں آتا اوراسی وجہ سے مثال میں نہیں آتا مگر مہموز العین اورمہموز اللام جیسے وَأَدَ وَ وَجَأَ، اوراجوف میں نہیں آتا مگر مہموز الفاء اوراللام جیسے اٰنَ وَ جَاءَ، اورناقص میں نہیں آتا مگر مہموز الفاء اورالعین جیسے أَبٰى وَ رَأٰى، اورلفیفِ مفروق میں نہیں آتا مگر مہموز العین جیسے ، اورلفیفِ مقرون میں نہیں آتا مگر مہموز الفاء جیسے أَوٰى۔

وَ تُكْتَبُ الْهَمْزَةُ فِى الْاَوَّلِ عَلٰى صُوْرَةِ الْاَلِفِ فِى كُلِّ الْاَحْوَالِ نَحْوُ اَبٍ وَ اُمٍّ وَ اِبِلٍ لِخِفَّةِ الْاَلِفِ وَ قُوَّةِ الْكَاتِبِ عِنْدَ الْاِبْتِدَاءِ عَلٰى وَضْعِ الْحَرَكَاتِ وَ فِى الْوَسْطِ اِذَا كَانَتْ سَاكِنَةً عَلٰى وَفْقِ حَرَكَةِ مَا قَبْلَهَا نَحْوُ رَأْسٍ وَ لُؤْمٍ وَ ذِئْبٍ لِلْمُشَاكَلَةِ، وَ اِذَا كَانَتْ مُتَحَرِّكَةً تُكْتَبُ عَلٰى وَفْقِ حَرَكَةِ نَفْسِهَا حَتّٰى تُعْلَمَ حَرَكَتُهَا نَحْوُ سَأَلَ وَ لَؤُمَ وَ سَئِمَ، وَ اِذَا كَانَتْ مُتَحَرِّكَةً فِى آخِرِ الْكَلِمَةِ تُكْتَبُ عَلٰى وَفْقِ حَرَكَةِ مَا قَبْلَهَا لَا عَلٰى وَفْقِ حَرَكَةِ نَفْسِهَا، لِاَنَّ الْحَرَكَةَ الطَّرَفِيَّةَ عَارِضِيَّةٌ نَحْوُ قَرَأَ وَ طَرُؤَ وَ فَتِئَ، وَ اِذَا كَانَتْ مَا قَبْلَهَا سَاكِناً لَا تُكْتَبُ عَلٰى صُوْرَةِ شَيْءٍ لِطَرُوِّ حَرَكَتِهَا وَ عَدَمِ حَرَكَةِ مَا قَبْلَهَا نَحْوُ خَبْءٍ وَ دَفْءٍ وَ بَرْءٍ۔

اورشروع میں ہمزہ تمام احوال میں الف کی صورت پر لکھا جائے گا جیسے اَبٍ وَ اُمٍّ وَ اِبِلٍ الف کی خفت اورحرکات کے وضع کرنے پر ابتداء کے وقت کاتب کی قوت کی وجہ سے، اوروسط میں جب ہمزہ ساکن ہوتو اپنے ماقبل حرف کی حرکت کے موافق لکھا جائے گا جیسے رَأْسٍ وَ لُؤْمٍ وَ ذِئْبٍ مشاکلت کی وجہ سے، اورجب ہمزہ متحرک ہوتو اپنی حرکت کے موافق لکھا جائے گا تاکہ ہمزہ کی حرکت جان لی جائے جیسے سَأَلَ وَ لَؤُمَ وَ سَئِمَ، اورجب ہمزہ کلمہ کے آخر میں متحرک ہوتو ہمزہ کے ماقبل حرف کی حرکت کے موافق لکھا جائے گا نہ کہ ہمزہ کی اپنی حرکت کے موافق، اس لئے کہ کنارے کی حرکت عارضی ہوتی ہے جیسے قَرَأَ وَ طَرُؤَ وَ فَتِئَ، اورجب ہمزہ کا ماقبل ساکن ہوتو کسی چیز کی صورت پر نہیں لکھا جائے گا ہمزہ کی حرکت کے عارضی ہونے اورہمزہ کے ماقبل کی حرکت نہ ہونے کی وجہ جیسے خَبْءٍ وَ دَفْءٍ وَ بَرْءٍ۔

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِى الْمِثَالِ

چوتھا باب مثال کے بیان میں

وَ يُقَالُ لِلْمُعْتَلِّ الْفَاءِ مِثَالٌ لِاَنَّ مَاضِيَهُ مِثْلُ مَاضِى الصَّحِيْحِ وَ قِيْلَ لِاَنَّ اَمْرَهُ مِثْلُ اَمْرِ الْاَجْوَفِ نَحْوُ عِدْ وَ زِنْ وَ هُوَ يَجِيْءُ مِنْ خَمْسَةِ اَبْوَابٍ وَ لَا يَجِيْءُ مِنْ فَعَلَ يَفْعُلُ اِلَّا وَجَدَ يَجُدُ فِى لُغَةِ بَنِى عَامِرٍ، فَحُذِفَ الْوَاوُ فِى يَجُدُ فِى لُغَتِهِمْ لِثِقْلِ الْوَاوِ مَعَ ضَمَّةِ مَا بَعْدَهَا، وَ قِيْلَ هٰذِهِ لُغَةٌ ضَعِيْفَةٌ فَاتُّبِعَ لِيَعِدُ فِى الْحَذْفِ وَ حُكْمُ الْوَاوِ وَ الْيَاءِ اِذَا وَقَعَتَا فِى اَوَّلِ الْكَلِمَةِ كَحُكْمِ حَرْفِ الصَّحِيْحِ نَحْوُ وَعَدَ وَ وُعِدَ وَ وَقَرَ وَ وُقِرَ وَ يَنَعَ وَ يُنِعَ، وَ نَظَائِرُهَا لِقُوَّةِ الْمُتَكَلِّمِ عِنْدَ الْاِبْتِدَاءِ۔

اورمعتلِ فاء کو مثال کہا گیا ہے اس لئے کہ اس کی ماضی صحیح کی ماضی کے مثل ہوتا ہے، اورکہا گیا ہے کہ اس لئے کہ اس کا امر اجوف کے امر کے مثل ہوتا ہے جیسے عِدْ اور زِنْ، اورمثال پانچ ابواب سے آتا ہے اور فَعَلَ يَفْعُلُ سے نہیں آتا مگر وَجَدَ يَجُدُ بنو عامر کی لغت میں، پس ان کی لغت میں يَجُدُ میں واوکوحذف کیا گیا واو کے مابعد ضمہ کے ساتھ واو کے ثقیل ہونے کی وجہ سے۔ اورکہا گیا ہے کہ یہ لغت ضعیف ہے، پس حذف کرنے میں يَعِدُ کی اتباع کی گئی ہے، اورواو اوریاء کا حکم جب یہ دونوں کلمہ کے شروع میں واقع ہوں حرفِ صحیح کے حکم کے جیسے ہے جیسے وَعَدَ وَ وُعِدَ وَ وَقَرَ وَ وُقِرَ وَ يَنَعَ وَ يُنِعَ ، اوران کے نظائر، ابتداء کے وقت متکلم کی قوت کی وجہ سے۔

وَ قِيْلَ اِنَّ الْاِعْلَالَ اِنَّمَا يَكُوْنُ بِالسُّكُوْنِ اَوْ بِالْقَلْبِ اِلٰى حَرْفِ الْعِلَّةِ اَوْ بِالْحَذْفِ وَ ثَلَاثَتُهَا لَا تُمْكِنُ اَمَّا السُّكُوْنُ فَلِتَعَذُّرِهِ، لِاَنَّهُ مُبْتَدَاٌ وَ الْاِبْتِدَاءُ مِنَ السَّاكِنِ مُتَعَذِّرٌ وَ كَذَا الْقَلْبُ لِاَنَّ الْمَقْلُوْبَ بِهٖ غَالِباً يَكُوْنُ بِحَرْفِ الْعِلَّةِ وَ حَرْفُ الْعِلَّةِ لَا يَكُوْنُ اِلَّا سَاكِنَةً، وَ اَمَّا الْحَذْفُ فَلِنُقْصَانِهٖ مِنَ الْقَدْرِ الصَّالِحِ فِى الثُّلَاثِىْ، وَ اَمَّا فِى الْمَزِيْدِ فَلِاتِّبَاعِ الثُّلَاثِىْ فِى الزَّوَائِدِ نَحْوُ أَوْلَجَ يُوْلِجُ اِيْلَاجاً، وَ لَا يُعَوَّضُ بِالتَّاءِ فِى الْاَوَّلِ وَ الْآخِرِ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِالْمُسْتَقْبِلِ وَ الْمَصْدَرِ فِى نَفْسِ الْحُرُوْفِ ۔

اورکہا گیا ہے کہ تعلیل حرف کو ساکن کر کے، یا حرفِ علت کی طرف قلب (بدل) کر کے، یا حرف کو حذف کر کے ہوتی ہے، اوریہ تینوں صورتیں اس واو اوریاء میں (جو کلمہ کے شروع میں واقع ہوں) ممکن نہیں ہیں، رہا کلمہ کے شروع کی واو اوریاء کو ساکن کرنا تو ساکن کے متعذر ہونے کی وجہ سے ممکن نہیں ہے اس لئے کہ کلمہ کا پہلا حرف ابتداء کرنے

کا محل ہے اور ساکن حرف سے ابتداء کرنا متعذر رہے، اور ایسے ہی ان واؤ اور یاء کا کسی حرفِ علت سے بدلنا ممکن نہیں ہے اس لئے کہ مقلوب بہ (یعنی جس حرف سے بدلا جائے) اکثر حرفِ علت ہی ہوتا ہے اور حرفِ علت نہیں ہوتا مگر ساکن (لہذا اس صورت میں بھی ابتداء بالسکون لازم آئ ےگا جو کہ متعذر رہے)، اور رہا ان واؤ اور یاء کا حذف کرنا تو یہ بھی ممکن نہیں ہے کلمہ کا ثلاثی میں درست مقدار سے کم ہو جانے کی وجہ سے، اور رہا مزید فیہ میں تو زوائد میں ثلاثی کی اتباع کرنے کی وجہ سے درست نہیں ہے جیسے أَوْلَجَ يُوْلِجُ اِيْلَاجاً، اور کلمہ کے شروع اور آخر میں تاء کے عوض کوئی چیز نہیں لائی جاتی تا کہ نفسِ حروف میں مستقبل اور مصدر کے ساتھ التباس لازم نہ آئے۔

وَ مِنْ ثَمَّ لَا يَجُوْزُ اِدْخَالُ التَّاءِ فِى الْاَوَّلِ فِى عِدَةٍ لِلْاِلْتِبَاسِ بِالْمُسْتَقْبِلِ وَ يَجُوْزُ فِى التُّكْلَانِ لِعَدَمِ الْاِلْتِبَاسِ وَ عِنْدَ سِيْبَوَيْهِ يَجُوْزُ حَذْفُ التَّاءِ كَمَا فِى قَوْلِ الشَّاعِرِ : وَ اَخْلَفُوْكَ عِدَ الْاَمْرِ الَّذِى وَعَدُوْا۔ لِاَنَّ التَّعْوِيْضَ مِنَ الْاُمُوْرِ الْجَائِزَةِ عِنْدَهُ وَ عِنْدَ الْفَرَّاءِ لَا يَجُوْزُ الْحَذْفُ لِاَنَّهَا عِوَضٌ مِّنَ الْحَرْفِ الْاَصْلِى اِلَّا فِى الْاِضَافَةِ لِاَنَّ الْاِضَافَةَ تَقُوْمُ مَقَامَهَا وَ كَذٰلِكَ حُكْمُ الْاِقَامَةِ وَ الْاِسْتِقَامَةِ وَ نَحْوِهِمَا، وَ مِنْ ثَمَّ حُذِفَ التَّاءُ فِى قَوْلِهِ تَعَالٰى (وَ اِقَامَ الصَّلَاةِ) النور: ٢٤۔٣٧۔

اور اسی وجہ سے عِدَةٌ کے شروع میں تاء کو داخل کرنا مستقبل کے ساتھ التباس کی وجہ سے جائز نہیں ہے، اور اَلتُّكْلَانُ میں التباس نہ ہونے کی وجہ سے جائز ہے، اور سیبویہ کے نزدیک تاء کو حذف کرنا جائز ہے جیسے کہ شاعر کے قول میں (کہ عِدَةٌ کی تاء کو حذف کر کے عِدَ استعمال کیا گیا ہے) وَ اَخْلَفُوْكَ عِدَ الْاَمْرِ الَّذِى وَعَدُوْا۔ اس لئے کہ سیبویہ کے نزدیک کسی کے عوض میں کوئی حرف لانا امورِ جائزہ میں سے ہے، اور فراء کے نزدیک (عِدَةٌ کی تاء کو) حذف کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ تاء حرفِ اصلی کے عوض میں ہے، مگر اضافت میں (یعنی اضافت میں حذف کرنا جائز ہے) اس لئے کہ اضافت عوض کے قائم مقام ہوتا ہے، اور ایسے ہی اَلْاِقَامَةُ اور اَلْاِسْتِقَامَةُ اور ان دونوں کے جیسے دیگر مصادر کا حکم ہے، اور اسی وجہ سے اللہ تعالی کے قول (وَ اِقَامَ الصَّلَاةِ) النور: ٢٤۔٣٧ میں تاء کو حذف کیا گیا ہے۔

وَ تَقُوْلُ فِى اِلْحَاقِ الضَّمَائِرِ وَعَدَ وَعَدَا وَعَدُوْا اِلخ، وَ يَجُوْزُ فِى وَعَدتُّ اِدْغَامُ الدَّالِ فِى التَّاءِ لِقُرْبِ الْمَخْرَجِ، اَلْمُسْتَقْبِلِ يَعِدُ اِلخ، اَصْلُهُ يَوْعِدُ فَحُذِفَ الْوَاوُ، لِاَنَّهٗ يَلْزَمُ الْخُرُوْجُ مِنَ الْكَسْرَةِ التَّقْدِيْرِيَّةِ اِلَى الضَّمَّةِ التَّقْدِيْرِيَّةِ وَ مِنَ الضَّمَّةِ التَّقْدِيْرِيَّةِ اِلَى الْكَسْرَةِ الْحَقِيْقِيَّةِ وَ مِثْلُ هٰذَا ثَقِيْلٌ وَ مِنْ ثَمَّ لَا يَجِيْءُ لُغَةٌ عَلٰى وَزْنِ فِعُلٌ وَ فُعِلٌ اِلَّا حُبِكٌ وَ دُئِلٌ، وَ حُذِفَتْ فِى تَعِدُ وَ اَخَوَاتِهٖ اَيْضاً لِلْمُشَاكَلَةِ ، وَحُذِفَتْ فِى مِثْلِ يَضَعُ، لِاَنَّ اَصْلَهٗ يَوْضِعُ فَحُذِفَتِ الْوَاوُ ثُمَّ جُعِلَ تَضَعُ مَفْتُوْحاً نَظْراً اِلٰى حَرْفِ الْحَلْقِ، لِاَنَّ حَرْفَ الْحَلْقِ ثَقِيْلٌ وَ الْكَسْرَةَ اَيْضاً ثَقِيْلَةٌ فَاُبْدِلَتِ الْكَسْرَةُ فَتْحَةً۔

اور آپ ضمائر کو لاحق کر کے کہو وَعَدَ وَعَدَا وَعَدُوْا آخر تک، اور وَعَدتُّ میں دال کا تاء میں ادغام کرنا قربِ مخرج کی وجہ سے جائز ہے، مستقبل میں يَعِدُ آخر تک، کہ يَعِدُ کی اصل يَوْعِدُ ہے پس واؤ کو حذف کیا گیا اس لئے کہ کسرۂ تقدیری سے ضمۂ تقدیری کی جانب، اور ضمۂ تقدیری سے کسرۂ تحقیقی کی جانب خروج لازم آ رہا تھا، اور اس کے مثل ثقیل ہے، اور اسی وجہ سے کوئی بھی لغت فِعُلٌ اور فُعِلٌ کے وزن پر سوائے حُبِكٌ اور دُئِلٌ کے نہیں آتی، اور تَعِدُ اور اس کے اخوات میں واؤ کو مشاکلت کی بناء پر حذف کیا گیا ہے، اور يَضَعُ کے مثل میں واؤ کو حذف کیا گیا ہے اس لئے کہ اس کی اصل يَوْضِعُ ہے پس واؤ کو حذف کیا گیا پھر حرفِ حلقی کی جانب نظر کرتے ہوئے تَضَعُ میں ضاد کو مفتوح بنایا گیا ہے، اس لئے کہ حرفِ حلقی ثقیل ہوتا ہے اور کسرہ بھی ثقیل ہوتا ہے پس کسرہ کو فتحہ سے تبدیل کر دیا گیا۔

وَ لَا تُحْذَفُ فِى يُوْعِدُ لِاَنَّ اَصْلَهٗ يُؤَوْعِدُ، اَلْاَمْرِ عِدْ اِلٰى آخِرِهٖ ، اَلْفَاعِلِ وَاعِدٌ، اَلْمَفْعُوْلِ مَوْعُوْدٌ ، وَالْمَوْضِعِ مَوْعِدٌ، وَ الْآلَةِ مِيْعَدٌ اَصْلُهٗ مِوْعَدٌ فَقُلِبَتِ الْوَاوُ يَاءً لِكَسْرَةِ مَا قَبْلَهَا، وَ هُمْ يُقَلِّبُوْنَهَا بِالْحَاجِزِ فِى نَحْوِ قِنْيَةٍ فَبِغَيْرِ حَاجِزٍ يَكُوْنُوْنَ اَقْلَبُ۔

اور يُوْعِدُ میں واؤ کو نہیں حذف کیا گیا اس لئے کہ اس کی اصل ہے، اور فعلِ امر عِدْ آخر تک آتا ہے، اور اسمِ فاعل وَاعِدٌ آتا ہے، اور اسمِ مفعول مَوْعُوْدٌ آتا ہے، اور اسمِ ظرف مَوْعِدٌ آتا ہے، اور اسمِ آلہ مِيْعَدٌ آتا ہے کہ اس کی اصل مِوْعَدٌ ہے پس واؤ کو ماقبل کسرہ ہونے کی بناء پر یاء سے بدل دیا گیا، حالانکہ اہلِ عرب قِنْيَةٌ جیسی مثال میں حاجز کے ہونے کے باوجود واؤ کو یاء سے ماقبل کسرہ کی بناء پر بدل دیتے ہیں، پس بغیر حاجز کے قلب اہلِ عرب زیادہ کرتے ہیں۔

اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِى الْاَجْوَفِ

پانچواں باب اجوف کے بیان میں

وَ يُقَالُ لَهُ اَجْوَفُ لِخُلُوِّ جَوْفِهٖ عَنِ الْحَرْفِ الصَّحِيْحِ، وَ يُقَالُ لَهُ ذُوْ الثَّلَاثَةِ لِصَيْرُوْرَتِهٖ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَحْرُفٍ فِى الْمَاضِى الْمُتَكَلِّمِ نَحْوُ قُلْتُ وَ بِعْتُ، وَ هُوَ يَجِيْءُ مِنْ ثَلَاثَةِ اَبْوَابٍ نَحْوُ(١) قَالَ يَقُوْلُ (٢) بَاعَ يَبِيْعُ (٣) خَافَ يَخَافُ(ن،ض،س) وَ قَالَ بَعْضُ الصَّرْفِيِّيْنَ اَصْلاً شَامِلاً فِى بَابِ الْاِعْلَالِ يُخَرَّجُ جَمِيْعُ الْمَسَائِلِ مِنْهُ وَ هُوَ قَوْلُهُمْ اِنَّ الْاِعْلَالَ فِى حُرُوْفِ الْعِلَّةِ فِى غَيْرِ الْفَاءِ يُتَصَوَّرُ عَلٰى سِتَّةَ عَشَرَ وَجْهاً، لِاَنَّهٗ يُتَصَوَّرُ فِى حُرُوْفِ الْعِلَّةِ اَرْبَعَةُ اَوْجُهٍ، اَلْحَرَكَاتُ الثَّلَاثُ وَ السُّكُوْنُ وَ فِيْمَا قَبْلَهَا اَيْضاً كَذٰلِكَ فَاضْرِبِ الْاَرْبَعَةَ فِى الْاَرْبَعَةِ حَتّٰى يَحْصُلُ لَكَ سِتَّةَ عَشَرَ وَجْهاً، ثُمَّ اُتْرِكَ السَّاكِنَةُ الَّتِى فَوْقَهَا سَاكِنٌ لِتَعَذُّرِ اِجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ، فَبَقِىَ لَكَ خَمْسَةَ عَشَرَ وَجْهاً۔

اور اس کو اجوف حرفِ صحیح سے اس کے جوف (درمیان) کے خالی ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے، اور فعلِ ماضی کے واحد متکلم میں تین حروف پر منتقل ہونے کی وجہ سے اسے ثلاثی بھی کہتے ہیں جیسے قُلْتُ اور بِعْتُ، اور اجوف تین ابواب سے آتا ہے، (۱) قَالَ يَقُوْلُ (٢) بَاعَ يَبِيْعُ (٣) خَافَ يَخَافُ(ن،ض،س)، اور بعض صرفیوں نے

کہا ہے کہ ایسا قاعدہ جو کہ اعلال کے باب میں شامل ہے جس سے تمام مسائل نکلتے ہیں، اور ان کا یہ قول کہ حروفِ علت میں تعلیل کرنا معتل الفاء کے علاوہ میں ہوتا ہے، اور اس تعلیل کی سولہ قسمیں متصور کی جاتی ہیں، اس لئے کہ حروفِ علت میں تعلیل کرنا چار طریقوں سے متصور ہوتا ہے تین حرکات اور ایک سکون، اور ایسے ہی (چار طریقے) حروفِ علت کے ما قبل میں متصور ہوتا ہے، پس تو چار کو چار میں ضرب دے حتّٰی کہ تجھے سولہ قسمیں حاصل ہو جائیں، پھر اس ساکن کو چھوڑ دیا گیا جس کے اوپر سکون ہوا جتماعِ ساکنین کے متعذر ہونے کی وجہ سے، پس تیرے لئے پندرہ قسمیں باقی رہ گئیں۔

اَلَارْبَعَةُ اِذَا كَانَ مَا قَبْلَهَا مَفْتُوحاً نَحْوُ قَوْلٌ وَ بَيْعَ وَ خَوفَ وَ طَوُلَ، وَلَا تُعَلُّ الْاُوْلٰى، لِاَنَّ حَرْفَ الْعِلَّةِ اِذَا اُسْكِنَتْ جُعِلَتْ مِنْ جِنْسِ حَرْكَةِ مَا قَبْلَهَا لِلِيْنِ عَرِيْكَةِ السَّاكِنِ وَ اِسْتِدْعَاءِ مَا قَبْلَهَا نَحْوُ مِيْزَانٌ اَصْلُهُ مِوْزَانٌ وَ يُوْسِرُ اَصْلُهُ يُيْسِرُ اِلَّا اِذَا اُنْفُتِحَ مَا قَبْلَهَا لِخِفَّةِ الْفَتْحَةِ وَ السُّكُوْنِ ، وَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ يَجُوْزُ الْقَلْبَ نَحْوُ قَالٌ، وَ يُعَلُّ نَحْوُ اَغْزَيْتُ اَصْلُهُ اَغْزَوْتُ بِوَاوٍ سَاكِنَةٍ تَبْعاً لِ يُغْزِىْ وَ يُعَلُّ نَحْوُ كَيْنُوْنَةٌ مِنَ الْكَوْنِ مَعَ سُكُوْنِ الْوَاوِ وَ اِنْفِتَاحِ مَا قَبْلَهَا لِاَنَّ اَصْلَهُ كَيْوَنُوْنَةٌ عِنْدَ الْخَلِيْلِ فَاُبْدِلَ الْوَاوُ يَاءً فَاُدْغِمَتْ كَمَا فِى مَيِّتٍ ثُمَّ خُفِّفَتْ فَصَارَ كَيْنُوْنَةٌ كَمَا فِى مَيِّتٍ ۔

پہلی چار صورتیں (اس وقت ہوں گی) جب حرفِ علت کا ماقبل مفتوح ہو (اور حرفِ علت پر چاروں حرکات وسکون ہوں) جیسے قَوْلٌ اور بَيَعَ اور خَوِفَ اور طَوُلَ، پس پہلی صورت میں تعلیل نہیں کی جائے گی اس لئے کہ جب حرفَ علت کو ساکن کر دیا گیا ہو تو ساکن کی طبیعت کے نرم ہونے اور اس (حرفِ علت) کے ماقبل کے مطالبے کی وجہ سے حرفِ علت کو ماقبل کی حرکت کے جنس سے بنا دیا جاتا ہے جیسے مِيْزَانٌ کہ اس کی اصل مِوْزَانٌ ہے، اور يُوْسِرُ کہ اس کی اصل يُيْسِرُ ہے، مگر جب حرفِ علت کے ما قبل کو فتحہ دیا گیا ہو تو (ماقبل) فتحہ ہونے اور (خود حرفِ علت کے) ساکن ہونے کی خفت کی وجہ سے (حرفِ علت میں تعلیل نہیں کی جائے گی)، اور بعض اہلِ صرف کے نزدیک قلب (کسی دوسرے حرف سے بدلنا) جائز ہے جیسے قَالٌ، اور اَغْزَيْتُ کے جیسے میں تعلیل کی جائے گی کہ اس کی اصل اَغْزَوْتُ واؤ ساکنہ کے ساتھ ہے يُغْزِىْ کی اتباع کرتے ہوئے، اور كَوْنٌ مصدر سے كَيْنُوْنَةٌ کے جیسے میں واؤ کے ساکن ہونے اور واؤ کے ماقبل فتحہ ہونے کے باوجود تعلیل کی جائے گی اس لئے کہ اس کی اصل كَيْوَنُوْنَةٌ ہے خلیل کے نزدیک، پس واؤ کو یاء سے بدل دیا گیا اور یاء کا یاء میں ادغام کر دیا گیا جیسے کہ مَيِّتٍ میں کیا گیا ہے، پھر یاء میں تخفیف (ایک یاء کو حذف) کی گئی ہے تو كَيْنُوْنَةٌ ہو گیا جیسے کہ مَيِّتٍ میں۔

وَ قِيْلَ اَصْلُهَا كُوْنُوْنَةٌ بِضَمِّ الْكَافِ ثُمَّ فُتِحَتْ حَتّٰى لَا يَصِيْرَ الْيَاءُ وَاواً فِى نَحْوُ الصَيْرُوْرَةُ وَ الْغَيْبُوْبَةُ وَ الْقَيْلُوْلَةُ، ثُمَّ جُعِلَتِ الْوَاوُ يَاءً تَبْعاً لِلْيَائِيَاتِ لِكَثْرَتِهَا، وَ مِنْ ثَمَّ قِيْلَ لَا يَجِئُ مِنَ الْوَاوِيَاتِ غَيْرُ الْكَيْنُوْنَةِ وَ الدَّيْمُوْمَةِ وَ السَّيْدُوْدَةِ وَ الْهَيْعُوْعَةِ، قَالَ اِبْنُ جِنّٰى فِى الثَّلَاثَةِ الْاَخِيْرَةِ تُسْكَنُ حُرُوْفُ الْعِلَّةِ فِيْهَا لِلْخِفَّةِ ثُمَّ تُقْلَبُ اَلِفاً لِاِسْتِدْعَاءِ الْفَتْحَةِ وَ لِيْنِ عَرِيْكَةِ السَّاكِنِ اِذَا كُنَّ فِى فِعْلٍ اَوْ فِى اِسْمٍ عَلٰى وَزْنِ فِعْلٍ اِذَا كَانَتْ حَرْكَتُهُنَّ غَيْرَ عَارِضِيَّةٍ وَلَا يَكُوْنُ فَتْحَةُ مَا قَبْلَهَا فِى حُكْمِ السُّكُوْنِ وَ لَا يَكُوْنُ فِى مَعْنٰى الْكَلِمَةِ اِضْطِرَابٌ وَ لَا يَجْتَمِعُ فِيْهَا اِعْلَالَانِ وَ لَا يَلْزَمُ ضَمُّ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ فِى مُضَارِعِهِ وَلَا يُتْرَكُ لِلدَّلَالَةِ عَلٰى الْاَصْلِ ۔

اور کہا گیا ہے کہ كَيْنُوْنَةٌ کی اصل كُوْنُوْنَةٌ کاف کے ضمہ کے ساتھ ہے پھر کاف کو فتحہ دیا گیا تا کہ یاء واؤ نہ ہو جائے اَلصَّيْرُوْرَةُ اور اَلْغَيْبُوْبَةُ اور اَلْقَيْلُوْلَةُ کے جیسے میں، پھر واؤ کو یاء بنایا گیا یائیات کی اتباع کرتے ہوئے یاء کی کثرت کی وجہ سے، اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ اجوف واویات سے نہیں آتا سوائے اَلْكَيْنُوْنَةِ وَ الدَّيْمُوْمَةِ وَ السَّيْدُوْدَةِ وَ الْهَيْعُوْعَةِ کے، جبکہ ابنِ جنی نے کہا ہے کہ آخر کے تین میں حروفِ علت کو خفت کی وجہ سے ساکن کیا جائے گا اور پھر فتحہ کے مطالبے اور ساکن کی طبیعت کے لین ہونے کی وجہ سے الف سے بدلا جائے گا، اور یہ قاعدہ اس وقت ہے جب کہ یہ کسی فعل مین ہوں یا ایسے اسم میں ہوں جو فعل کے وزن پر ہو، جبکہ ان کی حرکت عارضی نہ ہو، اور ان کے ماقبل کا فتحہ سکون کے حکم میں نہ ہو، اور اور نہ ہی ایسے کلمہ کے معنی میں ہو جس مین اضطراب ہو، اور نہ اس میں دو تعلیل جمع ہو سکیں، اور نہ اس کے فعلِ مضارع میں حروفِ علت پر ضمہ لازم آئے اور نہ ہی اس کو اصل پر دلالت کرنے کی وجہ سے چھوڑا گیا ہو۔

وَ مِنْ ثَمَّ يُعَلُّ نَحْوُ قَالَ اَصْلُهُ قَوَلَ وَ نَحْوُ دَارٌ اَصْلُهُ دَوَرٌ لِوُجُوْدِ الشَّرَائِطِ الْمَذْكُوْرَةِ وَ يُعَلُّ مِثْلُ دِيَارٌ تَبْعاً لِوَاحِدِهٖ وَ مِثْلُ قِيَامٌ تَبْعاً لِفِعْلِهٖ وَ مِثْلُ سِيَاطٌ تَبْعاً لِ وَاوِ وَاحِدِهٖ وَ هِىَ مُشَابِهَةٌ بِاَلِفِ دَارٍ فِى كَوْنِهَا مَيْتَةٌ، اَعْنِى تُعَلُّ هٰذِهِ الْاَشْيَاءُ وَ اِنْ لَمْ تَكُنْ فِعْلاً وَ لَا اِسْماً عَلٰى وَزْنِ فِعْلٍ لِلْمُتَابَعَةِ وَلَا يُعَلُّ نَحْوُ اَلْحَوْكَةُ وَ الْخَوْنَةُ وَ حَيَدٰى وَ صَوَرٰى لِخُرُوْجِهِنَّ عَنْ وَزْنِ الْفِعْلِ بِعَلَامَةِ التَّانِيْثِ، وَ قِيْلَ حَتّٰى يَدُلُّنَ عَلٰى الْاَصْلِ۔

اور اسی وجہ سے قَالَ کے جیسے میں تعلیل کی جائے گی کہ اس کی اصل قَوَلَ ہے اور دَارٌ کے جیسے میں کہ اس کی اصل دَوَرٌ ہے، (اور ان میں تعلیل) ذکر کی ہوئی شرائط کے پائے جانے کی وجہ سے کی جائے گی، اور دِيَارٌ کی مثل میں اس کے واحد کی اتباع میں تعلیل کی جائے گی، اور قِيَامٌ کی مثل میں اس کے فعل کی اتباع میں تعلیل کی جائے گی، اور سِيَاطٌ کی مثل میں اس کے واحد کی واؤ کی اتباع کرتے ہوئے تعلیل کی جائے گی، اور وہ دَارٌ میں موجود الف کے مشابہ ہے اس کے ساکن ہونے میں، یعنی ان اشیاء میں تعلیل کی جائے گی اگر چہ متابعت کے لئے کوئی فعل اور کوئی اسم فعل کے وزن پر نہ ہو۔ اور اَلْحَوْكَةُ وَ الْخَوْنَةُ وَ حَيَدٰى وَ صَوَرٰى جیسے کلمات میں تعلیل نہیں کی جائے گی علامتِ تانیث کی وجہ سے فعل کے وزن سے نکل جانے کی بناء پر، اور کہا گیا ہے (کہ ان میں تعلیل اس لئے نہیں کی جائے گی) تا کہ یہ اپنے اصل پر دلالت کریں۔

وَ نَحْوُ دَعَوُا الْقَوْمَ لِطَرُوِّ الْحَرْكَةِ وَ نَحْوُ عَوِرَ وَ اِجْتَوَرَ، لِاَنَّ حَرْكَةَ الْعَيْنِ وَ التَّاءَ فِى حُكْمِ السُّكُوْنِ اَىْ فِى حُكْمِ عَيْنِ اِعْوَرَّ وَ اَلِفِ تَجَاوَرَ وَ نَحْوُ حَيَوَانٌ حَتّٰى يَدُلَّ حَرْكَتُهَا عَلٰى اِضْطِرَابِ مَعْنَاهُ وَ الْمَوَتَانُ مَحْمُوْلٌ عَلَيْهِ، لِاَنَّهُ نَقِيْضُهُ، وَ نَحْوُ طَوٰى حَتّٰى لَا يَجْتَمِعَ فِيْهِ اِعْلَالَانِ وَ طَوَيَا مَحْمُوْلٌ عَلَيْهِ وَ اِنْ لَمْ يَجْتَمِعُ فِيْهِ اِعْلَالَانِ وَ نَحْوُ حَيِىَ حَتّٰى لَا يَلْزَمَ ضَمُّ الْيَاءِ فِى الْمُسْتَقْبِلِ اَعْنِى اِذَا قُلْتَ حَاىَ، يَجِئُ مُسْتَقْبِلُهُ يَحَائُ ، وَ نَحْوُ الْقَوَدُ حَتّٰى يَدُلَّ عَلٰى الْاَصْلِ۔

اور دَعَوُا الْقَوْمَ کے جیسے میں (تعلیل نہیں ہوگی) حرکت کے نرم ہونے کی وجہ سے، اور عَوِرَ اور اِجْتَوَرَ کے جیسے میں (تعلیل نہیں ہوگی) اس لئے کہ عین کی حرکت اور تاء سکون کے حکم میں ہے یعنی اِعْوَرَّ کے عین اور تَجَاوَرَ کے الف کے حکم میں ہے، اور حَيَوَانٌ کے جیسے میں (تعلیل نہیں ہوگی) تا کہ اس کہ حرکت اس کے معنی کے اضطراب

پر دلالت کرے، اور اَلْمُوَتَانُ حَیَوَانٌ پر محمول ہے اس لئے کہ یہ اس کی نقیض ہے، اور طَوٰی کی جیسے میں (مزید تعلیل نہیں ہوگی) تا کہ دو تعلیل جمع نہ ہوں، اور طَوِیَا طَوٰی پر محمول ہے اگر چہ اس میں دو تعلیل نہیں جمع ہوتیں، اور حَیِیَ کے جیسے میں (تعلیل نہیں ہوگی) تا کہ مستقبل میں یاء کا ضمہ لازم نہ آئے یعنی جب آپ حَایَ کہیں گے تو اس کا مستقبل یَحَایُ آئے گا، اور اَلْقَوَدُ کے جیسے میں (تعلیل نہیں ہوگی) تا کہ یہ اپنے اصل پر دلالت کرے۔

اَلْاَرْبَعَةُ اِذَا کَانَ مَا قَبْلَهَا مَضْمُوماً نَحْوُ مُیْسِرٌ وَ بُیِعَ وَ یَغْزُوُ وَ لَنْ یَّدْعُوَ، تُجْعَلُ فِی الْاُوْلٰی وَاواً لِضَمَّةِ مَا قَبْلَهَا وَ لِیْنِ عَرِیْکَةِ السَّاکِنِ فَصَارَ مُوْسِرٌ، وَ فِی الثَّانِیَةِ تُسْکَنُ لِلْخِفَّةِ ثُمَّ تُجْعَلُ وَاواً لِضَمَّةِ مَا قَبْلَهَا وَ لِیْنِ عَرِیْکَةِ السَّاکِنِ فَصَارَ بُوْعَ، وَ اِذَا جُعِلَتْ حَرْکَةُ مَا قَبْلَ حَرْفِ الْعِلَّةِ مِنْ جِنْسِهِ فَصَارَ حِیْنَئِذٍ بِیْعَ، وَ تُسْکَنُ فِی الثَّالِثَةِ لِلْخِفَّةِ فَصَارَ یَغْزُوْ، وَلَا یُعَلُّ فِی الرَّابِعَةِ لِخِفَّةِ الْفَتْحَةِ، وَ مِنْ ثَمَّ لَا یُعَلُّ غُیَبَةٌ وَ نُوَمَةٌ۔

دوسری چار صورتیں (یہ اس وقت ہوں گی) جب حرفِ علت کا ماقبل مضموم ہو (اور حرفِ علت پر چاروں حرکات وسکون ہوں) جیسے مُیْسِرٌ وَ بُیِعَ وَ یَغْزُوُ وَ لَنْ یَّدْعُوَ، پہلی صورت میں ماقبل ضمہ ہونے اور ساکن حرف کی طبیعت کے نرم ہونے کی وجہ سے یاء کو واؤ بنادیں گے، تو مُوْسِرٌ ہو جائے گا، اور دوسری صورت میں خفت کی وجہ سے حرفِ علت کو ساکن کر دیا جائے گا اور پھر ماقبل ضمہ ہونے اور ساکن حرف کی طبیعت کے نرم ہونے کی وجہ سے یاء کو واؤ بنادیں گے، تو بُوْعَ ہو جائے گا، اور جب حرفِ علت کے ماقبل کی حرکت حرفِ علت کی جنس سے بنایا جائے تو اس وقت بِیْعَ ہو جائے گا، اور تیسری صورت میں خفت کی وجہ سے حرفِ علت کو ساکن کر دیں گے تو یَغْزُوْ ہو جائے گا، اور چوتھی صورت میں فتحہ کی خفت کی وجہ سے تعلیل نہیں کی جائے گی، اور اسی وجہ سے غُیَبَةٌ وَ نُوَمَةٌ میں تعلیل نہیں کی جائے گی۔

اَلْاَرْبَعَةُ اِذَا کَانَ مَا قَبْلَهَا مَکْسُوراً نَحْوُ مِوْزَانٌ وَ دَاعِوَةٌ وَ رَضِیُوا وَ تَرْمِیِیْنَ، فَفِی الْاُوْلٰی تُجْعَلُ یَاءً لِمَا مَرَّ، وَ فِی الثَّانِیَةِ تُجْعَلُ یَاءً لِاِسْتِدْعَاءِ مَا قَبْلَهَا وَ لِیْنِ عَرِیْکَةِ الْفَتْحَةِ فَصَارَ دَاعِیَةٌ وَلَا یُعَلُّ مِثْلُ دِوَلٍ، لِاَنَّ الْاَسْمَاءَ الَّتِی لَیْسَتْ بِمُشْتَقَّةٍ مِنَ الْفِعْلِ لَا یُعَلُّ لِخِفَّتِهَا اِلَّا اِذَا کَانَ عَلٰی وَزْنِ الْفِعْلِ فَحِیْنَئِذٍ یَجُوْزُ الْاِعْلَالُ فِیْهِ، وَ هُوَ لَیْسَ عَلٰی وَزْنِ الْفِعْلِ، وَ فِی الثَّالِثَةِ تُسْکَنُ لِلْخِفَّةِ ثُمَّ یُحْذَفُ لِاِجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ فَصَارَ رَضُوْا، وَ الرَّابِعَةُ مِثْلُهَا فِی الْاِعْلَالِ۔

تیسری چار صورتیں (یہ اس وقت ہوں گی) جب حرفِ علت کا ماقبل مکسور ہو (اور حرفِ علت پر چاروں حرکات وسکون ہوں) جیسے مِوْزَانٌ وَ دَاعِوَةٌ وَ رَضِیُوا وَ تَرْمِیِیْنَ، پس پہلی صورت میں ماقبل کسرہ ہونے اور ساکن حرف کی طبیعت کے نرم ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء بنادیں گے جیسے کی گزرا، اور دوسری صورت میں حرفِ علت کے ماقبل کے تقاضے اور فتحہ کی طبیعت کے نرم ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء بنادیں گے تو دَاعِیَةٌ ہو جائے گا، اور دِوَلٌ کی مثل میں تعلیل نہیں کی جائے گی اس لئے کہ وہ اسماء جو فعل سے مشتق نہیں ہوتے ان کے خفیف ہونے کی وجہ سے ان میں تعلیل نہیں کی جائے گی مگر جب وہ اسم فعل کے وزن پر ہو تو اس وقت اس میں تعلیل کرنا جائز ہے، اور دِوَلٌ فعل کے وزن پر نہیں ہے، اور تیسری صورت میں خفت کی وجہ سے حرفِ علت کو ساکن کر دیں گے اور پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیں گے تو رَضُوْا ہو جائے گا، اور چوتھی صورت میں تیسری صورت کے مثل تعلیل کی جائے گی۔

اَلثَّلَاثَةُ اِذَا کَانَ مَا قَبْلَهَا سَاکِناً نَحْوُ یَخْوَفُ وَ یَبْیِعُ وَ یَقْوُلُ، تُعْطٰی حَرْکَاتُهُنَّ اِلٰی مَا قَبْلِهِنَّ لِضُعْفِ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ وَ قُوَّةِ حَرْفِ الصَّحِیْحِ وَ لٰکِنْ تُجْعَلُ فِی یَخُوَفُ اَلِفاً لِفَتْحَةِ مَا قَبْلَهَا وَ لِیْنِ عَرِیْکَةِ السَّاکِنِ الْعَارِضِ بِخِلَافِ الْخَوْفِ فَصِرْنَ یَخَافُ وَ یَبِیْعُ وَ یَقُوْلُ، وَلَا یُعَلُّ نَحْوُ اَدْوُرٍ وَ اَعْیُنٍ حَتّٰی لَا یَلْتَبِسَ بِالْاَفْعَالِ، وَ نَحْوُ جَدْوَلٍ حَتّٰی لَا یَبْطُلَ الْاِلْحَاقُ، وَ نَحْوُ قَوَّمَ حَتّٰی لَا یَلْزَمَ الْاِعْلَالُ فِی الْاِعْلَالِ۔

چوتھی تین صورتیں (یہ اس وقت ہوں گی) جب حرفِ علت کا ماقبل ساکن ہو (اور حرفِ علت پر چاروں حرکات وسکون ہوں) جیسے یَخْوَفُ وَ یَبْیِعُ وَ یَقْوُلُ، ان تمام صورتوں میں حرفِ علت کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دے دیں گے حرفِ علت کے ضعیف ہونے اور حرفِ صحیح کے قوی ہونے کی وجہ سے، لیکن یَخُوَفُ میں حرفِ علت کے ماقبل فتحہ ہونے اور ساکنِ عارض کی طبیعت کے نرم ہونے کی وجہ سے واؤ کو الف کر دیں گے برخلاف اَلْخَوْفُ کے، پس یہ تینوں یَخَافُ وَ یَبِیْعُ وَ یَقُوْلُ ہو جائیں گے، اور اَدْوُرٌ اور اَعْیُنٌ کے جیسے میں تعلیل نہیں کی جائے گی تا کہ بابِ افعال کے ساتھ التباس نہ ہو، اور جَدْوَلٌ کے جیسے میں (بھی تعلیل نہیں کی جائے گی) تا کہ الحاق باطل نہ ہو، اور قَوَّمَ کے جیسے میں (تعلیل نہیں کی جائے گی) تا کہ تعلیل میں تعلیل لازم نہ آئے۔

وَ نَحْوُ الرَّمْیُ حَتّٰی لَا یَلْزَمَ السَّاکِنُ فِی آخِرِ الْمُعْرَبِ، وَ نَحْوُ تَقْوِیْمٍ وَ تِبْیَانٍ وَ مِقْوَالٍ وَ مِخْیَاطٍ حَتّٰی لَا یَجْتَمِعَ السَّاکِنَانِ بِتَقْدِیْرِ الْاِعْلَالِ وَ مِخْیَطٌ مَنْقُوْصٌ مِّنَ الْمِخْیَاطِ فَلَا یُعَلُّ تَبَعاً لَهُ، فَاِنْ قِیْلَ لِمَ تُعَلُّ الْاِقَامَةُ مَعَ حُصُوْلِ اِجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ اِذَا اُعِلَّتْ کَاِعْلَالِ اَخَوَاتِهَا؟ قُلْنَا تَبَعاً لِاَقَامَ، فَاِنْ قِیْلَ لِمَ لَا یُعَلُّ التَّقْوِیْمُ تَبَعاً لِقَامَ وَ هُوَ ثُلَاثِی اَصِیْلٌ فِی الْاِعْلَالِ؟ قُلْنَا اَبْطَلَ قَوْلُهُ قَوَّمَ اِسْتِتْبَاعَ قَامَ وَ اِنْ کَانَ اَصِیْلاً فِی الْاِعْلَالِ لِقُوَّةِ قَوَّمَ فِی الْاُخُوَّةِ مَعَ التَّقْوِیْمِ وَلَا یُصْلَحُ اَقَامَ اَنْ یَّکُوْنَ مُقْوِیّاً لِقَامَ لِاَنَّهُ لَیْسَ مِنْ ثُلَاثِی اَصِیْلٍ۔

اور اَلرَّمْیُ کے جیسے میں (تعلیل نہیں کی جائے گی) تا کہ معرب کے آخر میں ساکن کا ہونا لازم نہ آئے، اور تَقْوِیْمٌ وَ تِبْیَانٌ وَ مِقْوَالٌ وَ مِخْیَاطٌ کے جیسے میں (تعلیل نہیں کی جائے گی) تا کہ تعلیل کی تقدیر میں دو ساکن جمع نہ ہوں، اور مِخْیَطٌ مِخْیَاطٌ سے کم کیا گیا ہے پس اس میں بھی مِخْیَاطٌ کے تابع ہو کر تعلیل نہیں کی جائے گی، پس اگر کہا جائے کہ اجتماعِ ساکنین کے باوجود اَلْاِقَامَةُ میں تعلیل کیوں کی گئی جب کہ اس کے اخوات کے اعلال کی طرح تعلیل کی گئی ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ اَلْاِقَامَةُ میں اَقَامَ کی اتباع میں تعلیل کی گئی ہے، پس اگر کہا جائے کہ تَقْوِیْمٌ میں قَامَ کی اتباع کرتے ہوئے تعلیل کیوں نہیں کی جاتی حالانکہ اعلال میں ثلاثی اصل ہوتا ہے؟ تو ہم کہیں گے اس کا قول قَوَّمَ اِسْتِتْبَاعَ قَامَ کو باطل کر دیا ہے اگر چہ ثلاثی اعلال میں اصل ہے، تَقْوِیْمٌ کے ساتھ اخوّت میں قَوَّمَ کے قوی ہونے کی وجہ سے، اور اَقَامَ قَامَ سے قوی ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس لئے کہ اَقَامَ ثلاثی نہیں ہے کہ اصل ہو سکے۔

وَ لَا یُعَلُّ مِثْلُ مَا اَقْوَلَهُ وَ اَغْیَلَتِ الْمَرْاَةُ وَ اِسْتَحْوَذَ حَتّٰی یَدُلُّلْنَ عَلَی الْاَصْلِ وَ تَقُوْلُ فِی اِلْحَاقِ الضَّمَائِرِ قَالَ قَالَا قَالُوْا اِلٰی آخِرِہٖ اَصْلُ قَالَ قَوَلَ فَجُعِلَ الْوَاوُ اَلِفاً لِمَا مَرَّ وَ اَصْلُ قُلْنَ قَوَلْنَ فَقُلِبَتِ الْوَاوُ اَلِفاً ثُمَّ حُذِفَتْ لِاِجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ فَصَارَ قَلْنَ ثُمَّ ضُمَّ الْقَافُ حَتّٰی یَدُلَّ عَلَی الْوَاوِ وَلَا یُضَمُّ الْفَاءُ فِی

خِفُنَ لِاَنَّ الْاَصلَ فِی النَقلِ نَقلُ حَرکَةِ الْوَاوِ اِلٰی مَا قَبلَهَالِسهُولَتِهَا وَ لَا یُمکِنُ هٰذَا فِی قُلُنَ لِاَنَّهُ یَلزَمُ فَتحَةُ الْمَفتُوحَةِ ۔

اور مَا اَقوَلَهٗ وَ اَغیَلَتِ الْمَرْاَةُ وَ اِستَحوَذَ کے مثل میں تعلیل نہیں کی جائے گی تا کہ یہ اپنے اصل ہونے پر دلالت کریں، اور تو ضمائر کو الحاق کرنے میں کہے قَالَ قَالَا قَالُوْا آخر تک، اور قَالَ کی اصل قَوَلَ ہے پس واؤ کو الف بنایا گیا اس وجہ سے جو کہ گزرا، اور قُلْنَ کی اصل قَوَلْنَ ہے پس واؤ کو الف سے بدلا گیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا گیا تو قُلْنَ ہو گیا پھر قاف کو ضمہ دیا گیا تا کہ وہ ضمہ واؤ کے حذف ہونے پر دلالت کرے، اور خِفْنَ میں فاء کو ضمہ نہیں دیا جائے گا اس لئے کہ نقل کرنے میں اصل واؤ کی حرکت کا اس کے ماقبل کی طرف نقل کرنا ہے واؤ کے آسان ہونے کی وجہ سے، اور یہ قُلْنَ میں ممکن نہیں ہے اس لئے کہ مفتوحہ کا فتحہ لازم آئے گا۔

وَ لَا یُفَرَّقُ بَینَهٗ وَ بَینَ جَمعِ الْمُؤَنَّثِ فِی الْاَمرِ لِاَنَّهُم لَا یَعتَبِرُونَ الْاِشتِرَاكَ الضِّمنِیِّ وَ یَکتَفُونَ بِالْفَرقِ التَّقدِیرِی کَمَا فِی بِعْنَ وَهُوَ مُشتَرَكٌ بَینَ الْمَعلُومِ وَ الْمَجهُولِ اَیضاً اَو وَقَعَ مِن غَرَّةِ الْوَاضِعِ کَمَا فِی الْاِثنَینِ وَ الْجَمَاعَةِ مِنَ الْاَمرِ وَ الْمَاضِی فِی تَفَعَّلَ وَ تَفَاعَلَ وَ تَفَعلَلَ وَلَا یُفَرَّقُ بَینَ فَعُلْنَ وَ فَعَلْنَ نَحوُ طُلْنَ وَ قُلْنَ لِاَنَّهٗ یُعلَمُ الطَّوِیلُ اَنَّ اَصلَ طُلْنَ طَوُلْنَ لِاَنَّ الْفَعِیلَ یَجِیْءُ مِن فَعُلَ غَالِباً کَمَا یُعلَمُ الْفَرقُ بَینَ خِفْنَ وَ بِعْنَ مِن مُستَقبِلِهِمَا اَعنِی یُعلَمُ مِن یَخَافُ اَنَّ اَصلَ خِفْنَ خَوِفْنَ لِاَنَّ بَابَ فَعَلَ یَفعَلُ لَا یَجِیْءُ اِلَّا مِن حُرُوفِ الْحَلقِ وَ یُعلَمُ مِن یَبِیعُ اَنَّ اَصلَ بِعْنَ بَیَعْنَ لِاَنَّ الْاَجوَفَ لَا یَجِیْئُ مِن بَابِ فَعِلَ یَفعِلُ ۔

اور ماضی کے جمع مؤنث قُلْنَ اور امر کے جمع مؤنث قُلْنَ کے درمیان فرق نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ اہلِ صرف ضمنی اشتراک کا اعتبار نہیں کرتے اور وہ تقدیری فرق پر ہی اکتفاء کرتے ہیں، جیسے کہ بِعْنَ میں، اور قُلْنَ معلوم و مجہول کے درمیان مشترک ہے، یا واضع کی غفلت سے ایسا ہوا جیسے کہ ماضی اور امر کے تثنیہ اور جمع کے صیغے میں باب تَفَعَّلَ۔ تَفَاعَلَ۔ تَفَعلَلَ میں، اور فَعُلْنَ اور فَعَلْنَ کے درمیان فرق نہیں کیا جاتا جیسے طُلْنَ۔ قُلْنَ، اس لئے کہ طُلْنَ طَوِیْلٌ سے جانا جاتا ہے کہ طُلْنَ کی اصل طَوُلْنَ ہے اس لئے کہ فَعِیْلٌ اکثر و بیشتر فَعُلَ سے آتا ہے، اور ایسے ہی خِفْنَ اور بِعْنَ کے درمیان فرق معلوم کیا جاتا ہے ان دونوں کے مستقبل کے ذریعہ یعنی یَخَافُ سے جانا جاتا ہے کہ خِفْنَ کی اصل خَوِفْنَ ہے اس لئے کہ فَعَلَ یَفْعَلُ کا باب نہیں آتا مگر حروفِ حلقی سے، اور یَبِیْعُ سے جانا جاتا ہے کہ بِعْنَ کی اصل بَیَعْنَ ہے اس لئے کہ اجوف فَعِلَ یَفْعِلُ کے باب سے نہیں آتا ہے۔

اَلْمُستَقبَلُ یَقُولُ اِلٰی آخِرِهٖ اَصلُهٗ یَقوُلُ وَ اِعلَالُهٗ مَرَّ فَحُذِفَ الْوَاوُ فِی یَقُلْنَ لِاِجتِمَاعِ السَّاکِنَینِ ، اَلْاَمرُ قُلْ اِلٰی آخِرِهٖ اَصلُهٗ اُقْوُلْ ثُمَّ حُذِفَ الْوَاوُ لِاِجتِمَاعِ السَّاکِنَینِ ثُمَّ حُذِفَ الْاَلِفُ لِاِنعِدَامِ الْاِحتِیَاجِ اِلَیهَا، وَتُحذَفُ الْوَاوُ فِی قُلِ الْحَقَّ وَ اِن لَم یَجتَمِعْ فِیهِ السَّاکِنَانِ لِاَنَّ الْحَرکَةَ فِیهِ حُصِلَتْ بِالْخَارِجِیِّ فَیَکُونُ فِی حُکمِ السُّکُونِ تَقدِیراً بِخِلَافِ قُوْلَا وَ قُوْلَنَّ لِاَنَّ الْحَرکَةَ فِیهِمَا حُصِلَتْ بِالدَّاخِلِیَّینِ وَ هُمَا اَلِفُ الْفَاعِلِ وَ نُونُ التَّاکِیدِ وَ هُوَ بِمَنزِلَةِ الدَّاخِلِیِّ ۔

اور (اجوف واوی کا) فعلِ مستقبل یَقُوْلُ (آتا ہے) آخر تک، اس کی اصل یَقْوُلُ ہے اور اس کی تعلیل گزر چکی ہے، (فعلِ مضارع کا صیغہ جمع مؤنث غائب) یَقُلْنَ (آتا ہے، پس اس کی تعلیل یوں ہے کہ) یَقُلْنَ میں واؤ کو اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے، (اور اجوفِ واوی کا) فعلِ امر قُلْ (آتا ہے) آخر تک، اس کی اصل اُقْوُلْ ہے پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے واؤ کو حذف کر دیا گیا اور پھر الف (ہمزۂ وصلی) کی حاجت نہ ہونی کی وجہ سے اس کو بھی حذف کر دیا، اور قُلِ الْحَقَّ میں واؤ کو حذف کر دیا گیا اگر چہ اس میں دو ساکنین نہیں جمع ہوئے اس لئے کہ اس میں جو حرکت حاصل ہوئی ہے وہ خارجی ہے، پس یہ حرکت تقدیراً سکون کے حکم میں ہے برخلاف قُوْلَا۔ اور قُوْلَنَّ کے اس لئے کہ ان میں جو حرکت حاصل ہوئی ہے وہ داخلی ہے، اور یہ دونوں پہلے میں الفِ فاعل اور دوسرے میں نونِ تاکید ہے اور یہ داخلی کے منزل میں ہے۔

وَ مِن ثَمَّ جَعَلُوا مَعَهٗ آخِرَ الْمُضَارِعِ مُبنِیّاً نَحوُ هَل یَفعَلَنَّ وَ تُحذَفُ الْاَلِفُ فِی دَعَتَا وَ اِن حُصِلَ الْحَرکَةُ بِاَلِفِ الْفَاعِلِ، لِاَنَّ التَّاءَ لَیسَتْ مِن نَفسِ الْکَلِمَةِ بِخِلَافِ اللَّامِ فِی قُوْلَا وَ تَقُولُ بِنُونِ التَّاکِیدِ قُوْلَنَّ، قُوْلَانِّ، قُوْلُنَّ، قُوْلِنَّ، قُوْلَانِّ، قُلْنَانِّ، وَ بِالْخَفِیفَهِ قُوْلَنْ، قُوْلُنْ، قُوْلِنْ، اَلْفَاعِلُ قَائِلٌ اِلٰی آخِرِهٖ اَصلُهٗ قَاوِلٌ فَقُبِلَتِ الْوَاوُ اَلِفاًلِتَحَرُّکِهَا وَ اِنفِتَاحِ مَا قَبلَهَا کَمَا فِی کِسَاءٍ اَصلُهٗ کِسَاوٌ وَ جُعِلَ وَاوُهٗ اَلِفاً لِوُقُوعِهٖ فِی الطَّرفِ وَ اِنفِتَاحِ مَا قَبلَهَا وَ هُوَ سِینٌ ثُمَّ جُعِلَتْ هَمزَةً وَلَا اِعتِبَارَ لِاَلِفِ الْفَاعِلِ، لِاَنَّهَا لَیسَتْ بِحَاجِزَةٍ حَصِینَةٍ فَاجتَمَعَ الْاَلِفَانِ وَ لَا یُمکِنُ اِسقَاطُ الْاُولٰی، لِاَنَّهٗ یَلتَمِسُ بِالْمَاضِی وَ کَذٰلِكَ فِی الثَّانِیَةِ فَحُرِّکَتْ فَصَارَتْ هَمزَةً۔

اور اسی وجہ سے اہلِ صرف نے نونِ تاکید کے ساتھ مضارع کے آخر کو مبنی بنایا ہے جیسے هَلْ یَفْعَلَنَّ، اور دَعَتَا میں الف کو حذف کیا جاتا ہے اگر چہ فاعل کے الف کی وجہ سے حرکت حاصل ہوئی ہے اس لئے کہ تاء نفسِ کلمہ کی نہیں ہے بخلاف قُوْلَا کے لام کے، اور تو نونِ تاکید کے ساتھ یوں کہے قُوْلَنَّ، قُوْلَانِّ، قُوْلُنَّ، قُوْلِنَّ، قُوْلَانِّ، قُلْنَانِّ، اور نونِ خفیفہ کے ساتھ یوں کہے قُوْلَنْ، قُوْلُنْ، قُوْلِنْ، (اور اجوف واوی کا) اسمِ فاعل قَائِلٌ (آتا ہے) آخر تک، اس کی اصل قَاوِلٌ ہے پس واؤ کو الف سے بدل دیا گیا اس کے متحرک ہونے کی وجہ سے اور اس کے ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے جیسے کہ کِسَاءٌ میں کہ اس کی اصل کِسَاوٌ ہے، اور اس کی واؤ کو الف واؤ کے طرف میں واقع ہونے اور اس کے ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے بنایا گیا ہے (اور ماقبل جو مفتوح ہے) وہ سین ہے، پھر الف کو ہمزہ بنایا گیا ہے، اور الفِ فاعل کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا اس لئے کہ وہ قوی مانع نہیں ہے، پس دو الف جمع ہو گئے اور پہلے الف کو ساقط کرنا ممکن نہیں ہے اس لئے کہ صیغہ تب تو ماضی کے ساتھ ملتبس ہو جائے گا، اور ایسے ہی دوسرے میں، پس دوسرے کو حرکت دے دیا گئی تو وہ ہمزہ ہو گیا۔

وَ یَجِیْءُ فِی الْبَعضِ بِالْحَذفِ نَحوُ هَاعٍ وَ لَاعٍ وَالْاَصلُ هَائِعٌ وَ لَائِعٌ، وَ مِنهُ قَولُهٗ تَعَالٰی (بُنیَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ) التوبه: ۹۔۱۰۹۔اَیْ هَائِرٌ، وَ یَجِیْءُ بِالْقَلبِ نَحوُ شَاكٍ وَ اَصلُهٗ شَاوِكٌ وَ حَادٍ اَصلُهٗ وَاحِدٌ، وَ یَجُوزُ الْقَلبُ فِی کَلَامِهِم نَحوُ اَلْقُسِیِّ اَصلُهٗ قُوُوسٌ فَقُدِّمَ السِّینُ فَصَارَ قُسُوْوٌ نَحوُ عُصُوْوٍ ثُمَّ جُعِلَ قُسِیٌّ لِوُقُوعِ الْوَاوَینِ فِی الطَّرفِ ثُمَّ کُسِرَ الْقَافُ اِتِّبَاعاً لِمَا بَعدَهَا کَمَا فِی عِصِیٍّ ، وَ مِنهُ اَیْنُقٌ اَصلُهٗ اُنُوقٌ ثُمَّ قُدِّمَ الْوَاوُ عَلٰی النُّونِ فَصَارَ اَوْنُقٌ ثُمَّ جُعِلَ الْوَاوُ یَاءً عَلٰی غَیرِ قِیَاسٍ۔

اور بعض میں دوسرے الف کے حذف کے ساتھ آتا ہے جیسے ہَاعٍ ۔لَاعٍ، حالانکہ اصل ہَائِعٌ ۔لَائِعٌ ہے، اوراسی سے ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان(بُنْیَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ) التوبہ:۹۔۱۰۹ ،یعنی ہَائِرٌ ،اوراسمِ فاعل قلب کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے شَاكٍ کہ اس کی اصل شَاوِكٌ ہے،اور حَادٍ کہ اس کی اصل وَاحِدٌ ہے،اوراہلِ عرب کے کلام میں قلب جائز ہے جیسے قُسِیٌّ کہ اس کی اصل قُوُوْسٌ ہے پس سین کو مقدم کیا گیا تو قُسُوْوٌ ہوگیا جیسے عُصُوْوٌ ،اور پھر قُسِیٌّ بنایا گیا طرف میں دو واؤ کے واقع ہونے کی وجہ سے پھر قاف کو اس کے مابعد کی اتباع میں کسرہ دیا گیا جیسے عِصِیٌّ میں،اوراسی سے اَیْنُقٌ ہے کہ اس کی اصل اَنْوُقٌ ہے پھر واؤ کو نون پر مقدم کیا گیا تو اَوْنُقٌ ہوگیا پھر خلافِ قیاس واؤ کو یاء بنایا گیا۔

اَلْمَفْعُوْلُ مَقُوْلٌ اِلیٰ آخِرِہٖ اَصْلُهٗ مَقْوُوْلٌ فَاُعِلَّ کَاِعْلَالِ یَقُوْلُ فَصَارَ مَقُوْوْلٌ فَاجْتَمَعَ السَّکِنَانِ فَحُذِفَتِ الْوَاوُ الزَّائِدَۃُ عِنْدَ السِّیْبَوَیْهِ ، لِاَنَّ حَذْفَ الزَّائِدِ اَوْلیٰ وَ الْوَاوُ الْاَصْلِیُّ عِنْدَ الْاَخْفَشِ ، لِاَنَّ الزَّئِدَ عَلَامَۃٌ وَالْعَلَامَۃُ لَا تُحْذَفُ ، وَ قَالَ سِیْبَوَیْهِ فِی جَوَابِهٖ لَا تُحْذَفُ اِذَا لَمْ تُوْجَدُ عَلَامَۃٌ اُخْرٰی ، وَ فِیْهِ تُوْجَدُ عَلَامَۃٌ اُخْرٰی وَ هُوَ الْمِیْمُ فَیَکُوْنُ وَزْنُهٗ مَفُعْلٌ وَ عِنْدَ الْاَخْفَشِ مَفُوْلٌ وَ کَذٰلِكَ مَبِیْعٌ یَعْنِی اُعِلَّ اِعْلَالَ یَبِیْعُ فَصَارَ مَبُیُوْعٌ فَحُذِفَ الْوَاوُ عِنْدَ السِّیْبَوَیْهِ فَصَارَ مَبُیْعٌ ثُمَّ کُسِرَ الْبَاءُ حَتّٰی تُسْلَمُ الْیَاءُ ، وَ عِنْدَ الْاَخْفَشِ حُذِفَ الْیَاءُ فَاُعْطِیَ الْکَسْرَۃُ لِمَا قَبْلَهَا کَمَا فِی بِعْتَ فَصَارَ مَبُوْعٌ ثُمَّ جُعِلَ الْوَاوُ یَاءً کَمَا فِی مِیْزَانٍ فَیَکُوْنُ وَزْنُهٗ مَفِعْلٌ عِنْدَ سِیْبَوَیْهِ وَ عِنْدَ الْاَخْفَشِ مَفِیْلٌ۔

(اجوفِ واوی سے اسمِ مفعول)مَقُوْلٌ (آتا ہے) آخر تک،اس کی اصل مَقْوُوْلٌ ہے پس اس میں یَقُوْلُ کی تعلیل کی طرح تعلیل کی گئی ہے تو مَقُوْوْلٌ ہوگیا پس دو ساکن جمع ہوگئے تو سیبویہ کے نزدیک واوِ زائدہ کو حذف کیا گیا اس لئے کہ زائدہ کا حذف کرنا اولیٰ ہے،اور اخفش کے نزدیک واوِ اصلی کو حذف کیا گیا اس لئے کہ واوِ زائدہ علامت ہے اور علامت حذف نہیں کی جاتی،اور سیبویہ نے اخفش کے جواب میں کہا کہ علامت کو اس وقت حذف نہیں کیا جاتا جبکہ دوسری علامت نہ پائی جائے حالانکہ اس میں دوسری علامت پائی جاتی ہے اور وہ میم مفعول ہے پس اس کا وزن مَفُعْلٌ ہوجائے گا،اور اخفش کے نزدیک اس کا وزن مَفُوْلٌ ہے،اور ایسے ہی مَبِیْعٌ یعنی یَبِیْعُ کی تعلیل کی طرح اس میں بھی تعلیل کی گئی ہے تو مَبْیُوْعٌ ہوگیا،پس سیبویہ کے نزدیک واو کو حزف کیا گیا تو مَبُیْعٌ ہوگیا پھر باء کو کسرہ دیا گیا تا کہ یاء سلامت رہے،اور اخفش کے نزدیک یاء کو حذف کیا گیا پھر اس کے ماقبل کو کسرہ دیا گیا جیسے کہ بِعْتَ میں تو مَبِوْعٌ ہوگیا پھر واو کو یاء بنایا گیا جیسے کہ مِیْزَانٌ میں تو اس کا وزن سیبویہ کے نزدیک مَفِعْلٌ ہوگا اور اخفش کے نزدیک مَفِیْلٌ ہوگا۔

اَلْمَوْضِعُ مَقَالٌ اَصْلُهٗ مَقْوَلٌ فَاُعِلَّ کَمَا فِی یَخَافُ وَ کَذٰلِكَ مَبِیْعٌ اَصْلُهٗ مَبْیِعٌ فَاُعِلَّ کَمَا یَبِیْعُ وَ اُکْتُفِیَ بِالْفَرْقِ التَّقْدِیْرِیِّ بَیْنَ الْمَوْضِعِ وَ بَیْنَ اِسْمِ الْمَفْعُوْلِ ، وَهُوَ مُعْتَبَرٌ عِنْدَهُمْ کَمَا فِی الْفُلْكِ اِذَا قُدِّرَتْ سُکُوْنُهٗ کَسُکُوْنِ اُسْدٍ یَکُوْنُ جَمْعاً نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالیٰ (حَتّٰی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ وَ جَرَیْنَ بِهِمْ) یونس:۱۰۔۲۲۔ وَ اِذَا قُدِّرَتْ سُکُوْنُهٗ کَسُکُوْنِ قُرْبٍ یَکُوْنُ وَاحِداً، نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالیٰ (فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ)الشعراء:۲۶۔۱۱۹۔

(اور اجوفِ واوی سے)اسمِ ظرف مَقَالٌ (آتا ہے)اس کی اصل مَقْوَلٌ ہے پس اس میں تعلیل کی گئی جیسے یَخَافُ میں تعلیل کی گئی ہے اور ایسے ہی مَبِیْعٌ کہ اس کی اصل مَبْیِعٌ ہے پس اس میں تعلیل کی گئی جیسے یَبِیْعُ میں تعلیل کی گئی ہے،اور اسمِ ظرف اور اسمِ مفعول کے درمیان صرف تقدیری فرق پر اکتفاء کیا گیا ہے اور یہ اہلِ صرف کے نزدیک معتبر ہے جیسے کہ فُلْكٌ میں ہے جب اس کے سکون کو اُسْدٌ کے سکون کی طرح مقدر کیا گیا تو یہ جمع ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان (حَتّٰی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ وَ جَرَیْنَ بِهِمْ) یونس:۱۰۔۲۲ ،اور جب اس کے سکون کو قُرْبٌ کے سکون کی طرح مقدر کیا گیا تو یہ واحد ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان(فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ)الشعراء:۲۶۔۱۱۹۔

اَلْمَجْهُوْلُ قِیْلَ اِلیٰ آخِرِہٖ اَصْلُهٗ قُوِلَ فَاُسْکِنَ الْوَاوُ لِلْخِفَّۃِ فَصَارَ قُوْلَ وَهُوَ لُغَۃٌ ضَعِیْفَۃٌ لِثِقْلِ اِجْتِمَاعِ الضَّمَّۃِ وَ الْوَاوِ فِی کَلِمَۃٍ وَ فِی لُغَۃٍ اُخْرٰی اُعْطِیَ کَسْرَۃُ الْوَاوِ اِلیٰ مَا قَبْلَهَا فَصَارَ قِوْلَ ثُمَّ صَارَ الْوَاوُ یَاءً لِکَسْرَۃِ مَا قَبْلَهَا فَصَارَ قِیْلَ ، وَ فِی لُغَۃٍ تَشُمُّ حَتّٰی یُعْلَمَ اَنَّ اَصْلَ مَا قَبْلَهَا مَضْمُوْمٌ وَ کَذٰلِكَ بِیْعَ وَ اُخْتِیْرَ وَ اُنْقِیْدَ وَ قُلْنَ وَ بِعْنَ یَعْنِی یَجُوْزُ فِیْهِنَّ ثَلَاثُ لُغَاۃٍ ، وَ لَا یَجُوْزُ الْاِشْمَامُ فِی مِثْلِ اُقِیْمَ لِاِنْعِدَامِ ضَمَّۃِ مَا قَبْلَ الْیَاءِ ، وَلَا یَجُوْزُ بِالْوَاوِ اَیْضاً، لِاَنَّ جَوَازَ الْوَاوِ لِاِنْضِمَامِ مَا قَبْلَ حَرْفِ الْعِلَّۃِ وَ هُوَ لَیْسَ بِمَوْجُوْدٍ ، وَ سُوِّیَ فِی مِثْلِ قُلْنَ وَ بِعْنَ بَیْنَ الْمَعْلُوْمِ وَ الْمَجْهُوْلِ اِکْتِفَاءً بِالْفَرْقِ التَّقْدِیْرِیِّ ، وَ اَصْلُ یُقَالُ یُقْوَلُ فَاُعِلَّ مِثْلُ اِعْلَالِ یَخَافُ۔

(اور اجوفِ واوی سے)فعلِ مجہول قِیْلَ (آتا ہے) آخر تک،اس کی اصل قُوِلَ ہے پس واو کو خفت کی وجہ سے ساکن کیا گیا تو قُوْلَ ہوگیا اور یہ ضعیف لغت ہے ایک کلمہ میں واؤ اور ضمہ کے اجتماع کے ثقیل ہونے کی وجہ سے،اور دوسری لغت میں واؤ کا کسرہ اس کے ماقبل کو دے دیا گیا تو قِوْلَ ہوگیا پھر ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے واؤ یاء ہو گئی تو قِیْلَ ہوگیا،اور ایک لغت میں اشمام کیا جائے گا تا کہ جان لیا جائے کہ یاء کے ماقبل کی حرکت مضموم ہے،اور ایسے ہی بِیْعَ ۔اور اُخْتِیْرَ اور اُنْقِیْدَ اور قُلْنَ اور بِعْنَ ۔یعنی ان میں تینوں لغات جائز ہیں،اور اشمام جائز نہیں ہے اُقِیْمَ کے مثل میں یاء کے ماقبل ضمہ نہ ہونے کی وجہ سے،اور واو کے ساتھ بھی جائز نہیں ہے اس لئے کہ واؤ کا جائز ہونا حرفِ علت کے ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے اور وہ موجود نہیں،اور قُلْنَ اور بِعْنَ کے مثل میں معلوم اور مجہول کے درمیان برابری کی گئی ہے اور صرف فرقِ تقدیری پر اکتفاء کیا گیا ہے،اور یُقَالُ کی اصل یُقْوَلُ ہے پس یَخَافُ کی تعلیل کی طرح اس میں بھی تعلیل کی گئی ہے۔

اَلْبَابُ السَّادِسُ فِی النَّاقِصِ

چھٹا باب ناقص کے بیان میں

وَیُقَالُ لَهٗ نَاقِصٌ لِنُقْصَانِهٖ فِی الْآخِرِ وَ ذُو الْاَرْبَعَۃِ لِاَنَّهٗ یَصِیْرُ عَلٰی اَرْبَعَۃِ اَحْرُفٍ فِی الْاِخْبَارِ نَحْوُ رَمَیْتُ وَ هُوَ لَا یَجِیْءُ مِنْ بَابِ فَعِلَ یَفْعِلُ تَقُوْلُ فِی

اِلْحَاقِ الضَّمَائِرِ : رَمٰى رَمَيَا رَمَوْا اِلٰى آخِرِهٖ اَصْلُ رَمٰى رَمَیَ فَقُلِبَتِ الْيَاءُ اَلِفاً لِتَحَرُّكِهَا وَ اِنْفِتَاحِ مَا قَبْلَهَا كَمَا فِی قَالَ وَ اَصْلُ رَمَوْا رَمَيُوْا فَقُلِبَتِ الْيَاءُ اَلِفاً لِتَحَرُّكِهَا وَ اِنْفِتَاحِ مَا قَبْلَهَا فَصَارَ رَمَاوْا فَاجْتَمَعَ السَّاكِنَانِ فَحُذِفَتِ الْاَلِفُ فَصَارَ رَمَوْا، وَ كَذٰلِكَ رَضُوْا اِلَّا اَنَّهٗ ضُمَّ الضَّادُ فِيْهِ بَعْدَ الْحَذْفِ حَتّٰى لَا يَلْزَمَ الْخُرُوْجُ مِنَ الْكَسْرَةِ اِلَى الْوَاوِ، وَ اَصْلُ رَمَتْ رَمَيَتْ فَحُذِفَتِ الْيَاءُ كَمَا فِی رَمَوْا۔

اوراس کے آخر میں حرف کی کمی ہوجانے کی وجہ سے اس کو ناقص کہتے ہیں اوراس کو ذوار بعہ (چار حرف والا) بھی کہتے ہیں اس لئے کہ اِخبار میں چار حرف پر مشتمل ہوجاتا ہے جیسے رَمَيْتُ، اور یہ باب فَعِلَ يَفْعِلُ سے نہیں آتا، اورتو ضمائر کوالحاق میں یوں کہہ رَمٰى رَمَيَا رَمَوْا آخر تک، رَمٰی کی اصل رَمَیَ ہے پس یاء کو متحرک ہونے اور ماقبل مفتوح ہونے الف سے بدل دیا گیا جیسے قَالَ میں، اور رَمَوْا کی اصل رَمَيُوْا ہے پس یاء کو متحرک ہونے اور ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف بدل دیا گیا تو رَمَاوْا ہوگیا پس دوساکن جمع ہوگئے تو الف کو حذف کردیا گیا تو رَمَوْا ہوگیا، اور ایسے ہی رَضُوْا مگر یہ کہ اس میں ضاد کو ضمہ دیا گیا الف کو حذف کرنے کے بعد تاکہ کسرہ سے واؤ کی جانب خروج لازم نہ آئے، اور رَمَتْ کی اصل رَمَيَتْ ہے پس یاء کو حذف کیا گیا جیسے کہ رَمَوْا میں حذف کیا گیا۔

وَ تُحْذَفُ فِی رَمَتَا وَ اِنْ لَمْ يَجْتَمِعِ السَّاكِنَانِ لِاَنَّهٗ يَجْتَمِعُ السَّاكِنَانِ تَقْدِيْراً وَ تَمَامُهٗ مَرَّ فِی قُوْلَا، وَلَا يُعَلُّ فِی رَمَيْنَ كَمَا مَرَّ فِی الْقَوْلِ، اَلْمُسْتَقْبِلُ يَرْمِی اِلٰى آخِرِهٖ اَصْلُهٗ يَرْمِیُ اُسْكِنَتِ الْيَاءُ لِثِقْلِ الضَّمَّةِ وَ لَا يُعَلُّ فِی مِثْلِ تَرْمِيَانِ لِاَنَّ حَرَكَتَهٗ خَفِيْفَةٌ وَ اَصْلُ يَرْمُوْنَ يَرْمِيُوْنَ فَاُسْكِنَتِ الْيَاءُ ثُمَّ حُذِفَتْ لِاِجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ، وَ سُوِّیَ بَيْنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ فِی مِثْلِ يَعْفُوْنَ اِكْتِفَاءٌ بِالْفَرْقِ التَّقْدِيْرِیِّ لِاَنَّ الْوَاوَ فِی النِّسَاءِ اَصْلِيَّةٌ وَ النُّوْنُ عَلَامَةُ التَّانِيْثِ، وَ مِنْ ثَمَّ لَا تُسْقَطُ فِی قَوْلِهٖ تَعَالٰى (اِلَّا اَنْ يَعْفُوْنَ) البقرة ـ۲ـ۲۳۷ـ

اور رَمَتَا میں یاء کو حذف کیا گیا اگرچہ اس میں دوساکن جمع نہیں ہوتے لیکن تقدیری طور پر دوساکن جمع ہوتے ہیں اوراس کی تفصیل قُوْلَا میں گزرچکی ہے، اور رَمَيْنَ میں تعلیل نہیں کی جاتی جیسے کہ قَوْلٌ میں گزرا، (ناقص یائی سے) مستقبل يَرْمِیْ (آتا ہے) آخر تک، کہ اس کی اصل يَرْمِیُ ہے پس یاء کو ساکن کیا گیا ضمہ کے ثقیل ہونے کی وجہ سے، اور تَرْمِيَانِ کے مثل میں تعلیل نہیں کی جاتی اس لئے کہ یاء کی حرکت خفیف ہے، اور يَرْمُوْنَ کی اصل يَرْمِيُوْنَ ہے پس یاء کو ساکن کیا گیا پھر یاء کو حذف کیا گیا اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے، اور يَعْفُوْنَ کی مثل میں مذکر اور مؤنث کے درمیان برابری رکھی گئی ہے اور صرف تقدیری فرق پر اکتفاء کیا گیا ہے اس لئے کہ مؤنث میں واؤ اصلی ہے اور نون علامتِ تانیث ہے، اوراسی وجہ سے اللہ تعالی کے قول (اِلَّا اَنْ يَعْفُوْنَ) البقرة ـ۲ـ۲۳۷ میں نون کو ساقط نہیں کیا جاتا (حالانکہ اَنْ کی وجہ سے نونِ اعرابی ساقط ہوجاتی ہے مگر یہ نون اعراب کا نہیں بلکہ علامتِ تانیث کا ہے)۔

وَ اَصْلُ تَرْمِيْنَ تَرْمِيِيْنَ فَاُسْكِنَتِ الْيَاءُ ثُمَّ حُذِفَتْ لِاِجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ وَ هُوَ مُشْتَرَكٌ فِی اللَّفْظِ مَعَ جَمَاعَةِ النِّسَاءِ وَ اِذَا دَخَلَتِ الْجَازِمُ تَسْقُطُ الْيَاءُ عَلَامَةً لِلْجَزْمِ نَحْوُ لَمْ يَرْمِ وَ مِنْ ثَمَّ تَسْقُطُ فِی حَالَةِ الرَّفْعِ عَلَامَةً لِلْوَقْفِ فِی قَوْلِهٖ تَعَالٰى (وَ الَّيْلُ اِذَا يَسْرِ)الفجر ـ۸۹ـ۴ـ وَتُنْصَبُ اِذَا دَخَلَتَ النَّاصِبَ نَحْوُ لَنْ يَرْمِیَ لِخِفَّةِ النَّصْبِ ، وَ لَمْ يُنْتَصَبْ فِی مِثْلِ لَنْ يَخْشٰى ، لِاَنَّ الْاَلِفَ لَا يَحْتَمِلُ الْحَرَكَةَ ـ

اور تَرْمِيْنَ کی اصل تَرْمِيِيْنَ ہے پس یاء کو ساکن کیا گیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا گیا، اور یہ صیغہ لفظ میں واحد مؤنث اور جمع مؤنث کے ساتھ مشترک ہے، اور جب حرفِ جازم داخل ہوتا ہے تو علامتِ جزمی کی وجہ سے یاء ساقط ہوجاتی ہے جیسے لَمْ يَرْمِ، اوراسی وجہ سے حالتِ رفع میں وقف کی علامت کی وجہ سے اللہ تعالی کے فرمان (وَ الَّيْلُ اِذَا يَسْرِ)الفجر ـ۸۹ـ۴ میں یاء ساقط ہوجاتی ہے، اور نصب دیا جاتا ہے جب حرفِ ناصب داخل ہوتا ہے جیسے لَنْ يَرْمِیَ نصب کی خفت کی وجہ سے، اور لَنْ يَخْشٰى کے مثل میں نصب نہیں دیا گیا اس لئے کہ الف حرکت کو نہیں اٹھاپاتا۔

اَلْاَمْرُ اِرْمِ اِلٰى آخِرِهٖ اَصْلُهٗ اِرْمِیْ فَحُذِفَتِ الْيَاءُ عَلَامَةً لِلْوَقْفِ وَ اَصْلُ اِرْمُوْا اِرْمِيُوْا فَاُسْكِنَتِ الْيَاءُ ثُمَّ حُذِفَتْ لِاِجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ وَ اَصْلُ اِرْمِیْ اِرْمِيِیْ فَاُسْكِنَتِ الْيَاءُ الْاَصْلِيَّةُ ثُمَّ حُذِفَتْ لِاِجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ ، وَ بِنُوْنِ التَّاكِيْدِ الْمُشَدَّدَةِ اِرْمِيَنَّ اِرْمِيَانِّ اِرْمُنَّ اِرْمِنَّ اِرْمِيَانِّ اِرْمِيْنَانِّ ، وَ بِالْخَفِيْفَةِ اِرْمِيَنْ اِرْمُنْق اِرْمِنْ، اَلْفَاعِلُ رَامٍ اِلٰى آخِرِهٖ اَصْلُهٗ رَامِیٌ فَاُسْكِنَتِ الْيَاءُ فِی حَالَتِیِ الرَّفْعِ وَ الْجَرِّ ثُمَّ حُذِفَتْ لِاِجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ وَ لَا تُسَكَّنُ فِی حَالَةِ النَّصْبِ لِخِفَّةِ النَّصْبِ۔

(ناقصِ یائی سے) امر اِرْمِ (آتا ہے) آخر تک، کہ اس کی اصل اِرْمِیْ ہے پس یاء کو علامتِ وقف کی وجہ سے حذف کردیا گیا، اور اِرْمُوْا کی اصل اِرْمِيُوْا ہے پس یاء کو ساکن کیا گیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا گیا، اور اِرْمِیْ کی اصل اِرْمِيِیْ ہے پس یاءِ اصلی کو ساکن کیا گیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا گیا، اور نونِ تاکید مشددہ کے ساتھ اِرْمِيَنَّ اِرْمِيَانِّ اِرْمُنَّ اِرْمِنَّ اِرْمِيَانِّ اِرْمِيْنَانِّ، اور نونِ خفیفہ کے ساتھ اِرْمِيَنْ اِرْمُنْق اِرْمِنْ، (ناقص یائی سے) اسمِ فاعل رَامٍ (آتا ہے) آخر تک، اس کی اصل رَامِیٌ ہے پس حالتِ رفع اور جر میں یاء کو ساکن کیا گیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا گیا، اور حالتِ نصب میں نصب کی خفت کی وجہ سے یاء کو ساکن نہیں کیا جائے گا۔

اَصْلُ رَامُوْنَ رَامِيُوْنَ فَاُسْكِنَتِ الْيَاءُ ثُمَّ حُذِفَتْ لِاِجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ ثُمَّ ضُمَّ الْمِيْمُ لِاِسْتِدْعَاءِ الْوَاوِ الضَّمَّةَ وَ اِذَا اَضَفْتَ التَّثْنِيَةَ اِلٰى نَفْسِكَ فَقُلْتَ رَامِيَایَ فِی حَالَتِ الرَّفْعِ وَ رَامِیَّ فِی حَالَتَیِ النَّصْبِ وَ الْجَرِّ بِاِدْغَامِ عَلَامَةِ النَّصْبِ وَ الْجَرِّ فِی يَاءِ الْاِضَافَةِ وَ اِذَا اَضَفْتَ الْجَمْعَ اِلٰى نَفْسِكَ فَقُلْتَ رَامِیَّ فِی جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ وَ اَصْلُهٗ فِی حَالَةِ الرَّفْعِ رَامُوْیَ فَاُدْغِمَتْ لِاَنَّهُ اجْتَمَعَ الْحَرْفَانِ مِنْ جِنْسٍ وَاحِدٍ فِی الْعِلَّةِ ـ

رَامُوْنَ کی اصل رَامِيُوْنَ ہے پس یاء کو ساکن کیا گیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا گیا پھر میم کو ضمہ دیا گیا واؤ کے ضمہ کا مطالبہ کرنے کی وجہ سے، اور جب تو تثنیہ کی اضافت اپنی طرف کرے تو تو کہے رَامِيَایَ حالتِ رفع میں اور رَامِیَّ حالتِ نصب اور جر میں اضافت کی یاء میں علامتِ نصب و جر کے ادغام کے ساتھ، اور جب تو جمع کی اضافت اپنی طرف کرے تو تو کہے رَامِیَّ تمام احوال میں، اوراس کی اصل حالتِ رفع میں رَامُوْیَ ہے پس ادغام کیا گیا اس لئے کہ علت میں دو حرف ایک جنس کے جمع ہوگئے تھے۔

اَلْمَفْعُوْلُ مَرْمِیٌّ اِلٰی آخِرِہٖ اَصْلُہٗ مَرْمُوْیٌ فَاُدْغِمَ کَمَا اُدْغِمَ فِی رَامِیَّ وَ اِذَا اَضَفْتَ التَّثْنِیَۃَ اِلٰی یَاءِ الْاِضَافَۃِ فَقُلْتَ مَرْمِیَّایَ فِی الرَّفْعِ وَ فِی حَالَۃِ النَّصْبِ وَ الْجَرِّ مَرْمِیِّیَّ بِاَرْبَعِ یَاآتٍ وَ اِذَا اَضَفْتَ الْجَمْعَ اِلٰی یَاءِ الْمُتَکَلِّمِ فَقُلْتَ مَرْمِیِّیَّ اَیْضاً بِاَرْبَعِ یَاآتٍ فِی کُلِّ الْاَحْوَالِ ، اَلْمَوْضِعُ مَرْمًی اَلْاَصْلُ فِیْہِ اَنْ یَاتِیَ عَلٰی وَزْنِ مَفْعِلٍ اِلَّا اَنَّھُمْ فَرُّوْا عَنْ تَوَالِی الْکَسْرَاتِ ، اَلْآلَۃُ مِرْمًی ،اَلْمَجْھُوْلُ رُمِیَ یُرْمٰی اِلٰی آخِرِہٖ وَلَا یُعَلُّ رُمِیَ لِخِفَّۃِ الْفَتْحَۃِ ، وَ اَصْلُ یُرْمٰی یُرْمَیُ فَقُلِبَتِ الْیَاءُ اَلِفاً کَمَا فِی رَمٰی۔

(ناقصِ یائی سے) اسم مفعول مَرْمِیٌّ (آتا ہے) آخر تک،اس کی اصل مَرْمُوْیٌ ہے پس ادغام کیا گیا جیسے کہ رَامِیَّ میں ادغام کیا گیا،اور جب آپ تثنیہ کی اضافت یاءِ متکلم کی طرف کریں تو کہیں مَرْمِیَّایَ حالتِ رفع میں،اور حالتِ نصب و جر میں مَرْمِیِّیَّ چار یاء کے ساتھ،اور جب آپ جمع کی اضافت یاءِ متکلم کی طرف کریں کہیں مَرْمِیِّیَّ تمام احوال میں چار یاء کے ساتھ،(ناقصِ یائی سے) اسمِ ظرف مَرْمًی،اس میں اصل مَفْعِلٌ کے وزن پر آنا ہے مگر اہلِ صرف پے در پے کسرہ کے آنے بچتے ہیں،(ناقص یائی سے) مجہول رُمِیَ یُرْمٰی (آتا ہے) آخر تک،اور رُمِیَ میں فتحہ کے خفت کی وجہ سے تعلیل نہیں کی جاتی،اور یُرْمٰی کی اصل یُرْمَیُ ہے پس یاء کو الف سے بدلا گیا جیسے کہ رَمٰی میں۔

وَ حُکْمُ غَزَا یَغْزُوْ مِثْلُ رَمٰی یَرْمِیْ فِی کُلِّ الْاَحْکَامِ اِلَّا اَنَّھُمْ یُبَدِّلُوْنَ الْوَاوَ یَاءً فِی نَحْوِ اَغْزَیْتُ تَبَعاً لِ یُغْزِی مَعَ اَنَّ الْیَاءَ مِنْ حُرُوْفِ الْاِبْدَالِ ، وَ حُرُوْفُھَا: (اِسْتَنْجَدَہُ یَوْمَ صَالَ زَطٌّ) اَلْھَمْزَۃُ اُبْدِلَتْ وُجُوْباً مُطَّرِداً مِنَ الْاَلِفِ فِی نَحْوِ صَحْرَاءِ لِاَنَّ ھَمْزَتَھَا اَلِفٌ فِی الْاَصْلِ کَاَلِفِ سُکْرٰی ثُمَّ زِیْدَتْ قَبْلَھَا اَلِفٌ لِمَدِّ الصَّوْتِ ثُمَّ جُعِلَتْ ھَمْزَۃً لِوُقُوْعِھَا طَرَفاً بَعْدَ اَلِفٍ زَائِدَۃٍ، وَ مِنْ ثَمَّ لَا یَجُوْزُ جَعْلُھَا ھَمْزَۃً فِی صَحَارٰی یَعْنِی لَوْ کَانَتْ فِی الْاَصْلِ ھَمْزَۃً لَجَازَ صَحَارِئُ بِالْھَمْزَۃِ فِی صُوْرَۃٍ مَّا کَمَا یَجُوْزُ فِی نَحْوِ خَطِیَّۃٍ، وَ مِنَ الْوَاوِ وُجُوْباً مُطَّرِداً فِی نَحْوِ اَوَاصِلٍ فِرَاراً عَنْ اِجْتِمَاعِ الْوَاوَاتِ ، وَ فِی نَحْوِ قَائِلٍ کَمَا مَرَّ۔

اور غَزَا یَغْزُوْ کا حکم تمام احکام میں رَمٰی یَرْمِیْ کے مثل ہے مگر اہلِ صرف اَغْزَیْتُ کے جیسے میں واؤ کو یاء سے بدلتے ہیں یُغْزِیْ کی اتباع کرتے ہوئے باوجود اس کے کہ یاء حروفِ ابدال میں سے ہے،اور حروفِ ابدال یہ ہیں (اِسْتَنْجَدَہُ یَوْمَ صَالَ زَطٌّ)،الف کو وجوبی طور پر ہمزہ بنا دیا جاتا ہے صَحْرَاء کے جیسے میں اس لئے کہ اس کا ہمزہ اصل میں الف تھا سُکْرٰی کے الف کے جیسے پھر اس سے پہلے آواز کو کھینچنے کے لئے الف کی زیادتی کی گئی پھر اس کو الفِ زائدہ کے بعد طرف میں واقع ہونے کی وجہ سے ہمزہ سے بدل دیا گیا،اور اسی وجہ سے جائز نہیں ہے صَحَارٰی میں اس کو ہمزہ بنانا یعنی اگر اصل میں ہمزہ ہوتا تو ضرور صَحَارِئُ ہمزہ کے ساتھ تمام صورتوں میں جائز ہوتا جیسے کہ جائز ہے خَطِیَّۃٌ کے جیسے میں،اور واؤ کو وجوبی طور پر ہمزہ بنا دیا جاتا ہے اَوَاصِلُ کے جیسے میں چند واؤ کے اجتماع سے بچتے ہوئے،اور قَائِلٌ جیسی مثال میں جیسا کہ گزرا۔

وَ فِی نَحْوِ کِسَاءٍ لِوُقُوْعِ الْحَرَکَاتِ الْمُخْتَلِفَۃِ عَلٰی الْوَاوِ وَ مِنَ الْیَاءِ وُجُوْباً مُطَّرِداً ، نَحْوُ بَائِعٍ کَمَا مَرَّ وَ جَوَازاً مُطَّرِداً مِنَ الْوَاوِ الْمَضْمُوْمَۃِ فِی نَحْوِ اُجُوْہٍ وَ اَدْؤُرٍ لِثِقْلِ الضَّمَّۃِ عَلٰی الْوَاوِ وَ مِنَ الْوَاوِ الْغَیْرِ الْمَضْمُوْمَۃِ، نَحْوُ اِشَاحٍ وَ اَحّدٌ اَحّدٌ فِی الْحَدِیْثِ وَ مِنَ الْیَاءِ فِی قَطَعَ اللّٰہُ اَدَیْہِ لِثِقْلِ الْحَرْکَۃِ عَلٰی الْیَاءِ وَ مِنَ الْھَاءِ نَحْوُ مَاءٍ اَصْلُہٗ مَاہٌ ، وَ مِنْ ثَمَّ یَجِیْءُ جَمْعُہٗ مِیَاہٌ، وَ مِنَ الْاَلِفِ نَحْوُ فَقَدْ ھِیْجَتْ شُوْقُ الْمُشْتَئِقِ، وَ نَحْوُ قِرَائَۃِ مَنْ قَرَأَ :(وَلَا الضَّأَلِّیْنَ) الفاتحۃ۔۱۔۷۔

اور کِسَاءٌ کے جیسے میں واؤ پر مختلف حرکات کے واقع ہونے کی وجہ سے،اور یاء کو وجوبی طور پر ہمزہ بنا دیا جاتا ہے جیسے بَائِعٌ جیسے کہ گزرا،اور واؤِ مضموم کو وجوبی طور پر ہمزہ بنا دیا جاتا ہے اُجُوْہٌ اور اَدْؤُرٌ کے جیسے میں واؤ پر ضمہ کے ثقیل ہونے کی وجہ سے،اور واؤِ غیرِ مضموم کو بھی ہمزہ بنا دیا جاتا ہے جیسے اِشَاحٌ اور اَحِّدْ اَحِّدْ حدیث میں، اور یاء کو ہمزہ بنا دیا جاتا ہے قَطَعَ اللّٰہُ اَدَیْہِ میں یاء پر حرکت کے ثقیل ہونے کی وجہ سے،اور ہاء کو ہمزہ بنا دیا جاتا ہے جیسے مَاءٌ کہ اس کی اصل مَاہٌ ہے اسی وجہ سے اس کی جمع مِیَاہٌ آتی ہے،اور الف کو ہمزہ بنا دیا جاتا ہے جیسے فَقَدْ ھِیْجَتْ شُوْقُ الْمُشْتَئِقِ،اور جیسے اس شخص کی قرائت جس نے (وَلَا الضَّأَلِّیْنَ) الفاتحۃ۔۱۔۷۔ پڑھا۔

وَ مِنَ الْعَیْنِ نَحْوُ اُبَابِ بِحَرٍّ ضَاحِکٍ زَھُوْقٍ لِاِتِّحَادِ مَخْرَجِھِنَّ ،وَ السِّیْنِ اُبْدِلَتْ مِنَ التَّاءِ نَحْوُ اِسْتَخَذَ اَصْلُہٗ اِتَّخَذَ عِنْدَ سِیْبَوَیْہِ لِقُرْبِھِمَا فِی الْمَھْمُوْسِیَّۃِ، التَّاءِ اُبْدِلَتْ مِنَ الْوَاوِ نَحْوُ تُخَمَۃٍ وَ اُخْتٍ لِقُرْبِ مَخْرَجِھِمَا وَ مِنَ الْیَاءِ نَحْوُ ثِنْتَانِ وَ اَسْنَتُوْا حَتّٰی لَا یَقَعَ الْحَرْکَۃُ عَلٰی الْیَاءِ وَ مِنَ السِّیْنِ نَحْوُ سِتٍّ اَصْلُہٗ سِدْسٌ وَ نَحْوُ ع: عَمْرُو بْنُ یَرْبُوْعٍ شِرَارُ النَّاتِ، وَ مِنَ الصَّادِ نَحْوُ لِصْتٍ لِقُرْبِھِنَّ فِی الْمَھْمُوْسِیَّۃِ وَ مِنَ الْبَاءِ نَحْوُ الذَّعَالَۃِ، النُّوْنُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْوَاوِ نَحْوُ صَنْعَانِی لِقُرْبِ النُّوْنِ مِنْ حُرُوْفِ الْعِلَّۃِ ، وَ مِنَ اللَّامِ نَحْوُ لَعَنَّ لِقُرْبِھِمَا فِی الْمَجْھُوْرِیَّۃِ ۔

اور عین کو جوازی طور پر ہمزہ بنا دیا جاتا ہے جیسے اُبَابِ بِحَرٍّ ضَاحِکٍ زَھُوْقٍ،ان کے مخرج کے متحد ہونے کی وجہ سے،اور تاء کو جوازی طور پر سین بنا دیا جاتا ہے جیسے اِسْتَخَذَ کہ اس کی اصل اِتَّخَذَ ہے سیبویہ کے نزدیک ان دونوں کے صفتِ مہموسیت میں قریب ہونے کی وجہ سے،اور واؤ کو جوازی طور پر تاء بنا دیا جاتا ہے جیسے تُخْمَۃٌ اور اُخْتٌ دونوں کے مخرج کے قریب ہونے کی وجہ سے،اور یاء کو تاء بنا دیا جاتا ہے جیسے ثِنْتَانِ وَ اَسْنَتُوْا تا کہ یاءِ ضعیف پر حرکت واقع نہ ہو،اور سین کو جوازاً تاء بنا دیا جاتا ہے سِتٌّ کہ اس کی اصل سِدْسٌ ہے،اور جیسے شعر: عَمْرُو بْنُ یَرْبُوْعٍ شِرَارُ النَّاتِ ،اور صاد کو جوازاً تاء بنا دیا جاتا ہے جیسے لِصْتٌ ان کے صفتِ مہموسیت میں قریب ہونے کی وجہ سے،اور باء کو جوازاً تاء بنا دیا جاتا ہے جیسے اَلذَّعَالَۃُ،اور واؤ کو جوازاً نون بنا دیا جاتا ہے جیسے صَنْعَانِیْ نون کا حروفِ علت سے قریب ہونے کی وجہ سے،اور لام کو جوازاً نون بنا دیا جاتا ہے جیسے لَعَنَّ ان دونوں کے صفتِ مجہوریت میں قریب ہونے کی وجہ سے۔

وَ الْجِیْمِ اُبْدِلَتْ مِنَ الْیَاءِ الْمُشَدَّدَۃِ نَحْوُ اَبُوْ عَلِجٍّ حَتّٰی لَا یَقَعَ الْحَرَکَاتُ الْمُخْتَلِفَۃُ عَلٰی الْیَاءِ وَ اُبْدِلَتِ الْجِیْمُ مِنَ الْیَاءِ الْغَیْرِ الْمُشَدَّدَۃِ حَمْلاً عَلٰی الْمُشَدَّدَۃِ نَحْوُ لَاھُمَّ اِنْ کُنْتَ قَبِلْتَ حَجَّتِجْ، فَلَا یَزَالُ شَاحِجٌ یَاتِیْکَ بِجْ اَلدَّالُ اُبْدِلَتْ مِنَ التَّاءِ نَحْوُ فُزْدُ وَ اِجْدَمَعُوْا لِقُرْبِ مَخْرَجِھِمَا، اَلْھَاءُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْھَمْزَۃِ نَحْوُ ھَرَقْتُ وَ مِنَ الْاَلِفِ نَحْوُ حَیَّھَلْہٗ وَ اَنَہٗ وَ مِنَ الْیَاءِ فِی ھٰذِہٖ اَمَۃُ اللّٰہِ لِمُنَاسَبَتِھَا بِحُرُوْفِ الْعِلَّۃِ فِی الْخِفَاءِ وَ مِنْ ثَمَّ لَا تُمْنَعُ الْاِمَالَۃُ فِی مِثْلِ لَنْ یَضْرِبَھَا وَ تُمْنَعُ فِی اَکَلْتُ عِنَباً، وَ مِنَ التَّاءِ وُجُوْباً مُطَّرِداً فِی نَحْوِ طَلْحَۃَ لِلْفَرْقِ بَیْنَھَا وَ بَیْنَ التَّاءِ الَّتِی فِی الْفِعْلِ۔

اور یاءِ مشددہ کو جوازاً جیم بنادیا جاتا ہے جیسے اَبُوْ عَلِجّ تاکہ یاءِ ضعیف پر مختلف حرکات واقع نہ ہوں، اور یاءِ غیر مشددہ کو بھی جیم بنادیا جاتا ہے یاءِ مشددہ پر محمول کرتے ہوئے جیسے لَاهُمَّ اِنْ كُنْتَ قَبِلْتَ حَجَّتَجْ ، فَلَا يَزَالُ شَاحِجٌ يَاتِيْكَ بِجْ ،اور تاء کو جوازاً دال بنادیا جاتا ہے جیسے فُزْدُ اور اِجْدَمَعُوْا ان دونوں کے مخرج کے قریب ہونے کی وجہ سے، اور ہمزہ کو جوازاً ہاء بنادیا جاتا ہے جیسے هَرَقْتُ ،اور الف کو جوازاً ہاء بنادیا جاتا ہے جیسے حَيَّهَلْهُ اور اَنَهْ ، اور یاء کو جوازاً ہاء بنادیا جاتا ہے فِي هٰذِه اَمَةِ اللّٰهِ میں خفاء میں حروفِ علت سے مناسبت کی وجہ سے، اور اسی وجہ سے امالہ کو منع نہیں کیا جاتا ہے لَنْ يَضْرِبَهَا کی مثل میں، اور اَكَلْتُ عِنَباً کی مثل میں امالہ منع کیا جائے گا، اور تاء کو وجوباً ہاء بنادیا جاتا ہے طَلْحَةُ کے جیسے میں اس تاء اور اس تاء کے درمیان فرق کرنے کے لئے جو فعل میں ہوتا ہے۔

اَلْيَاءُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْاَلِفِ وُجُوباً مُطَّرِداً نَحْوُ مُفَيْتِيحٍ وَ مِنَ الْوَاوِ وُجُوباً مُطَّرِداً نَحْوُ مِيقَاتٍ لِكَسْرَةِ مَا قَبْلَهُمَا ، وَ مِنَ الْهَمْزَةِ جَوَازاً مُطَّرِداً نَحْوُ ذِيبٍ وَ مِنْ اَحَدِ حَرْفَيِ التَّضْعِيفِ نَحْوُ تَقَضِّى الْبَازِى لِمَا مَرَّ، وَ مِنَ النُّوْنِ نَحْوُ اُنَاسِيٍّ وَ دِينَارٍ لِقُرْبِ الْيَاءِ مِنَ النُّوْنِ ، وَ مِنَ الْعَيْنِ نَحْوُ ضَفَادِى لِثِقْلِ الْعَيْنِ وَ كَسْرَةِ مَا قَبْلَهَا وَ مِنَ التَّاءِ نَحْوُ اِيْتَصَلَتُ، لِاَنَّ اَصْلَهَا وِاوٌ وَ مِنَ الْبَاءِ نَحْوُ الثُّعَالِى وَ مِنَ السِّيْنِ نَحْوُ السَّادِى وَ مِنَ الثَاءِ نَحْوُ الثَّالِى لِكَسْرَةِ مَا قَبْلَهَا ۔

اور الف کو وجوباً یاء بنادیا جاتا ہے جیسے مُفَيْتِيحٌ ،اور واؤ کو وجوباً یاء بنادیا جاتا ہے جیسے مِيقَاتٌ ان دونوں کے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے، اور ہمزہ کو جوازاً یاء بنادیا جاتا ہے جیسے ذِيبٌ ،اور مضاعف کے دو حرفوں میں سے ایک کو جوازاً یاء بنادیا جاتا ہے جیسے تَقَضِّيَ الْبَازِيُ اس وجہ سے جو گزرا، اور نون کو جوازاً یاء بنادیا جاتا ہے جیسے اُنَاسِيٌّ وَ دِيْنَارٌ یاء کے نون سے قریب ہونے کی وجہ سے، اور عین کو جوازاً یاء بنادیا جاتا ہے جیسے ضَفَادِى عین کے ثقل اور عین کے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے، اور تاء کو جوازاً یاء بنادیا جاتا ہے اِيْتَصَلَتُ اس لئے کہ اس کی اصل واؤ ہے، اور باء کو یاء بنادیا جاتا ہے جیسے الثُّعَالِى ،اور سین کو جوازاً یاء بنادیا جاتا ہے جیسے السَّادِى، اور ثاء کو جوازاً یاء بنادیا جاتا ہے جیسے الثَّالِى اس کے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے۔

اَلْوَاوُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْاَلِفِ وُجُوباً مُطَّرِداً نَحْوُ ضَوَارِبَ لِقُرْبِهِمَا فِى الْعُلْيَةِ وَ اِجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ، وَ مِنَ الْيَاءِ نَحْوُ مُوْقِنٍ لِضَمَّةِ مَا قَبْلَهَا وَ مِنَ الْهَمْزَةِ جَوَازاً مُطَّرِداً نَحْوُ لُوْمٍ لِمَا مَرَّ،اَلْمِيمُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْوَاوِ نَحْوُ فَمٍ اَصْلُهُ فُوْهٌ لِاتِّحَادِ مَخْرَجِهِمَا وَ مِنَ اللَّامِ نَحْوُ قَوْلِهِ ﷺ(وَ لَيْسَ مِنَ امْبِرِ امْصِيَامُ فِى امْسَفَرِ) لِقُرْبِهِمَا فِى الْمَجْهُوْرِيَّةِ ، وَ مِنَ النُّوْنِ السَّاكِنَةِ نَحْوُ عَمْبَرٍ وَ مِنَ الْمُتَحَرِّكَةِ فِى نَحْوِ وَ كَفَأْكَ الْمُخَضَّبِ الْبِنَامِ لِقُرْبِهِمَا فِى الْمَجْهُوْرِيَّةِ وَ مِنَ الْبَاءِ نَحْوُ مَا زِلْتُ رَاتِماً لِاتِّحَادِ مَخْرَجِهِمَا ۔

اور الف کو وجوباً واؤ بنادیا جاتا ہے جیسے ضَوَارِبُ صفتِ عُلیہ میں دونوں کے قریب ہونے اور اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے، اور یاء کو وجوباً واؤ بنادیا جاتا ہے جیسے مُوْقِنٌ یاء کے ماقبل ضمہ ہونے کی وجہ سے، اور ہمزہ کو جوازاً واؤ بنادیا جاتا ہے جیسے لُوْمٌ اس وجہ سے جو گزرا، اور واؤ کو میم بنادیا جاتا ہے جیسے فَمٌ کہ اس کی اصل فُوْهٌ ہے ان دونوں کے مخرج کے متحد ہونے کی وجہ سے، اور لام کو جوازاً میم بنادیا جاتا ہے جیسے نبی ﷺ کا فرمان (وَ لَيْسَ مِنَ امْبِرِ امْصِيَامُ فِى امْسَفَرِ)صفتِ مجہوریت میں دونوں کے قریب ہونے کی وجہ سے، اور نونِ ساکنہ کو میم بنادیا جاتا ہے جیسے عَمْبَرٌ ،اور نونِ متحرکہ کو بھی میم بنادیا جاتا ہے وَكَفأَكَ الْمُخَضَّبِ الْبِنَامِ کے جیسے میں صفتِ مجہوریت میں دونوں کے قریب ہونے کی وجہ سے، اور باء کو میم بنادیا جاتا ہے جیسے مَا زِلْتُ رَاتِماً ان دونوں کے مخرج میں اتحاد ہونے کی وجہ سے۔

اَلصَّادُ اُبْدِلَتْ مِنَ السِّيْنِ نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالٰى (وَ اَصْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ) لقمان: ۳۱۔۲۰۔لِقُرْبِ مَخْرَجِهِمَا، اَلْاَلِفُ اُبْدِلَتْ مِنْ اُخْتَيْهِمَا وُجُوباً مُطَّرِداً نَحْوُ قَالَ وَ بَاعَ ، وَ مِنَ الْهَمْزَةِ جَوَازاً مُطَّرِداً نَحْوُ رَاسٍ كَمَا مَرَّ، اَللَّامُ اُبْدِلَتْ مِنَ النُّوْنِ نَحْوُ اُصَيْلَالٍ، وَ مِنَ الضَّادِ نَحْوُ الْطَجَعَ لِاتِّحَادِهِنَّ فِى الْمَجْهُوْرِيَّةِ، اَلزَّاءُ اُبْدِلَتْ مِنَ السِّيْنِ نَحْوُ يَزْدِلُ، وَ مِنَ الصَّادِ نَحْوُ قَوْلِ الْحَاتِمِ هٰكَذَا فَزْدِى اَنَهْ، اَلطَّاءُ اُبْدِلَتْ مِنَ التَّاءِ وُجُوباً مُطَّرِداً فِى الْاِفْتِعَالِ نَحْوُ اِضْطَرَبَ وَ فِى فَحَصْطُ لِقُرْبِ مَخْرَجِهِمَا وَ الْمَوْضِعِ الَّذِى لَمْ يُقَيِّدْ فِيهِ مِنَ الصُّوَرِ الْمَذْكُوْرَةِ يَكُوْنُ جَائِزاً غَيْرَ غَيْرِ مُطَّرِدٍ۔

اور سین کو جوازاً صاد بنادیا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان (وَ اَصْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ) لقمان: ۳۱۔۲۰۔ان دونوں کے مخرج میں قریب ہونے کی وجہ سے، اور واؤ اور یاء کو وجوباً الف بنادیا جاتا ہے جیسے قَالَ اور بَاعَ ،اور ہمزہ کو جوازاً الف بنادیا جاتا ہے جیسے رَاسٌ جیسے کہ گزرا، اور نون کو جوازاً لام بنادیا جاتا ہے جیسے اُصَيْلَالٌ ،اور ضاد کو جوازاً لام بنادیا جاتا ہے جیسے اِلْطَجَعَ صفتِ مجہوریت میں ان کے متحد ہونے کی وجہ سے، اور سین کو جوازاً زاء بنادیا جاتا ہے جیسے يَزْدِلُ ،اور صاد کو جوازاً زاء بنادیا جاتا ہے جیسے حاتم طائی کا قول هٰكَذَا فَزْدِىْ اَنَهْ ،اور تاء کو وجوباً طاء بنادیا جاتا ہے بابِ افتعال میں جیسے اِضْطَرَبَ ،اور فَحَصْطُ میں ان دونوں کے مخرج میں قرب ہونے کی وجہ سے، اور وہ جگہ جہاں ابدال کو مقید نہ کیا گیا ہو مذکورہ صورتوں میں سے تو وہاں ابدال بغیر موافقت کے جائز ہوگا۔

اَلْبَابُ السَّابِعُ فِى اللَّفِيفِ

ساتواں باب لفیف کے بیان میں

يُقَالُ لَهُ اللَّفِيفُ لِلَفِّ حَرْفَيِ الْعِلَّةِ فِيهِ وَ هُوَ عَلٰى ضَرْبَيْنِ مَفْرُوْقٌ وَ مَقْرُوْنٌ ، اَلْمَفْرُوْقُ مِثْلُ وَقٰى يَقِىْ، حُكْمُ فَائِهَا كَحُكْمِ وَعَدَ يَعِدُ وَ حُكْمُ لَامِهَا كَحُكْمِ رَمٰى يَرْمِىْ وَ كَذٰلِكَ حُكْمُ اَخَوَاتِهِمَا، اَلْاَمْرُ قِ قِيَا قُوْا قِى قِيْنَ، وَ تَقُوْلُ بِنُوْنِ التَّاكِيدِ قِيَنَّ قِيَانِّ قُنَّ قِنَّ قِيَانِّ قِيْنَانِّ ، وَ بِالْخَفِيفَةِ قِيَنْ قُنْ قِنْ، اَلْفَاعِلُ وَاقٍ ،اَلْمَفْعُوْلُ مَوْقِىٌّ ، اَلْمَوْضِعُ مَوْقًى ، اَلْآلَةُ مِيقًى، اَلْمَجْهُوْلُ وُقِىَ يُوْقٰى۔

اس میں دو حرفِ علت ہونے کی وجہ سے اس کو لفیف کہا جاتا ہے، اور لفیف دو قسموں پر ہے لفیفِ مقرون اور لفیفِ مفروق، لفیفِ مفروق: وَقٰى يَقِى ،اس کے فاء کلمہ کا حکم وَعَدَ يَعِدُ کے حکم کے جیسے ہے، اور اس کے لام کلمہ کا حکم رَمٰى يَرْمِىْ کے حکم کے جیسے ہے، اور ایسے ہی ان دونوں کے اخوات کا حکم، (لفیفِ مفروق سے)فعلِ امر قِ قِيَا

قُوْا قِی قِیْنَ (آتا ہے)،اورآپ نونِ تاکید کے ساتھ کہیں قِیَنَّ قِیَانِّ قُنَّ قِنَّ قِیَانِّ قِیْنَانِّ ،اورنونِ خفیفہ کے ساتھ قِیَنْ قُنْ قِنْ ،(لفیفِ مفروق سے)اسمِ فاعل وَاقٍ(آتا ہے)،اوراسمِ مفعول مَوْقِیٌّ (آتا ہے)،اوراسمِ ظرف مَوْقیً (آتا ہے)،اوراسمِ آلہ مِیْقیً (آتا ہے)، اورفعلِ مجہول وُقِیَ یُوْقٰی (آتا ہے)۔

اَلْمَقْرُوْنُ نَحْوُ طَوٰی یَطْوِیْ اِلٰی آخِرِهِمَا، حُكْمُهُمَا كَحُكْمِ النَّاقِصِ وَ لَا يُعَلُّ عَيْنُهُمَا لِمَا مَرَّ فِی بَابِ الْاَجْوَفِ، اَلْاَمْرُ اِطْوِ اِطْوِيَا اِطْوُوْا اِطْوِیْ اِطْوِيَا اِطْوِيْنَ ، وَ تَقُوْلُهُ بِنُوْنِ التَّاكِيْدِ : اِطْوِيَنَّ اِطْوِيَانِّ اِطْوُنَّ اِطْوِنَّ اِطْوِيَانِّ اِطْوِيْنَانِّ، وَ بِالْخَفِيْفَةِ: اِطْوِيَنْ اِطْوُنْ اِطْوِنْ، وَ تَقُوْلُ فِی الْاَمْرِ مِنْ رَوِیَ يَرْوٰی: اِرْوَ اِرْوَيَا اِرْوَوْا اِرْوَیْ اِرْوَيَا اِرْوَيْنَ، وَ بِنُوْنِ التَّاكِيْدِ: اِرْوَيَنَّ اِرْوَيَانِّ اِرْوَوُنَّ اِرْوَيِنَّ اِرْوَيَانِّ اِرْوَيْنَانِّ، وَ بِالْخَفِيْفَةِ: اِرْوَيَنْ اِرْوَوُنْ اِرْوَيِنْ، وَ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَعْرِفَ اَحْكَامَ نُوْنَیِ التَّاكِيْدِ فِی النَّاقِصِ وَ اللَّفِيْفِ فَانْظُرْ اِلٰی حُرُوْفِ الْعِلَّةِ اِنْ كَانَتْ اَصْلِيَّةٌ مَحْذُوْفَةً فِی الْوَاحِدِ تَرُدُّ، لِاَنَّ حَذْفَهَا كَانَ لِلسُّكُوْنِ وَهُوَ انْعَدَمَ بِدُخُوْلِ النُّوْنِ وَ تُفْتَحُ لِخِفَّةِ الْفَتْحَةِ نَحْوُ اِطْوِيَنْ وَ اُغْزُوَنْ وَ اِرْوَيَنْ كَمَا فِی نَحْوِ اُغْزُوَا وَارْمِيَا اِطْوِيَا، وَ اِنْ كَانَتْ ضَمِيْراً فَانْظُرْ فِيْمَا قَبْلَهَا اِنْ كَانَ مَفْتُوْحاً تُحَرِّكُ لِطَرُوِّ حَرْكَتِهَا وَ خِفَّةِ مَا قَبْلَهَا نَحْوُ اِرْوَوُنْ وَ اِرْوَيِنْ كَمَا فِی قَوْلِهٖ تَعَالٰی (وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ) البقرة:۲-۲۳۷۔

اورلفیفِ مقرون جیسے طَوٰی یَطْوِیْ ان دونوں کے آخر تک،اوران دونوں کا حکم ناقص کے حکم کے جیسے ہے،اوران دونوں کے عین کلمہ کی تعلیل نہیں کی جاتی ہے اس وجہ سے جو کہ گزرا اجوف کے باب میں،(لفیفِ مقرون سے)فعلِ امر اِطْوِ اِطْوِيَا اِطْوُوْا اِطْوِیْ اِطْوِيَا اِطْوِيْنَ (آتا ہے)،اورآپ نونِ تاکید کے ساتھ کہیں اِطْوِيَنَّ اِطْوِيَانِّ اِطْوُنَّ اِطْوِنَّ اِطْوِيَانِّ اِطْوِيْنَانِّ،اورنونِ خفیفہ کے ساتھ اِطْوِيَنْ اِطْوُنْ اِطْوِنْ،اورآپ رَوِیَ یَرْوٰی سے فعلِ امر میں کہیں اِرْوَ اِرْوَيَا اِرْوَوْا اِرْوَیْ اِرْوَيَا اِرْوَيْنَ،اورنونِ تاکید کے ساتھ اِرْوَيَنَّ اِرْوَيَانِّ اِرْوَوُنَّ اِرْوَيِنَّ اِرْوَيَانِّ اِرْوَيْنَانِّ،اورنونِ خفیفہ کے ساتھ اِرْوَيَنْ اِرْوَوُنْ اِرْوَيِنْ،اورجب آپ ناقص اورلفیف میں تاکید کے دونوں نونوں کے احکام جاننے کا ارادہ کریں تو آپ حروفِ علت کی طرف نظر کریں پس اگر صیغۂ واحد میں اصلی کو حذف کیا گیا ہو تو وہ واپس لوٹ آئے گا اس لئے کہ اس کا حذف کرنا سکون کی وجہ سے تھا اور وہ نون کے داخل ہونے کی وجہ سے منعدم ہوگیا،اورفتحہ کی خفت کی وجہ سے نون کے ماقبل کو فتحہ دیا گیا جیسے اِطْوِيَنْ وَ اُغْزُوَنْ وَ اِرْوَيَنْ جس طرح وَاغْزُوَا وَارْمِيَا اِطْوِيَا میں (آخر کو فتحہ دیا گیا ہے)،اوراگر حرفِ علت ضمیر ہو تو آپ حرفِ علت کے ماقبل کی طرف نظر کریں پس اگر حرفِ علت کا ماقبل مفتوح ہو تو اس کی حرکت کے تابع حرکت دی جائے گی اوراس کے ماقبل کے خفیف ہونے کی وجہ سے جیسے اِرْوَوُنْ وَ اِرْوَيِنْ ،جیسے کہ اللہ تعالی کے فرمان میں (وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ) البقرة: ۲-۲۳۷۔

وَ اِنْ كَانَ غَيْرَ مَفْتُوْحٍ تُحْذَفُ لِعَدَمِ الْخِفَّةِ فِيْمَا قَبْلَهَا نَحْوُ اِطْوُنْ كَمَا فِی نَحْوِ اُغْزُوا الْقَوْمَ وَ يَا امْرَأَةُ اُغْزِیِ الْقَوْمَ، اَلْفَاعِلُ طَاوٍ وَلَا يُعَلُّ وَاوُهٗ كَمَا فِی طَوٰی وَ تَقُوْلُ مِنَ الرَّیِّ رَيَّانُ رَيَّانَانُ رِوَاءٌ رَيَّا رَيَّيَانُ رِوَاءٌ اَيْضاً وَ لَا تُجْعَلُ وَاوُهُمَا يَاءً كَمَا فِی سِيَاطٍ حَتّٰی لَا يَجْتَمِعَ الْاِعْلَالَانِ قَلْبُ الْوَاوِ الَّتِی هِیَ عَيْنٌ يَاءً وَ قَلْبُ الْيَاءِ الَّتِی هِیَ لَامٌ هَمْزَةً وَ تَقُوْلُ فِی تَثْنِيَةِ الْمُؤَنَّثِ فِی النَّصْبِ وَ الْخَفْضِ رَيَّيَيْنِ مِثْلُ عَطْشَيَيْنِ وَ اِذَا اَضَفْتَ اِلٰی يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ قُلْتَ رَيَّيَیَّ بِخَمْسِ يَائَاتٍ، الْاُوْلٰی مُنْقَلِبَةٌ عَنِ الْوَاوِ الَّتِی هِیَ عَيْنُ الْفِعْلِ، وَ الثَّانِيَةُ لَامُ الْفِعْلِ وَ الثَّالِثَةُ مُنْقَلِبَةٌ عَنْ اَلِفِ التَّانِيْثِ وَ الرَّابِعَةُ عَلَامَةُ النَّصْبِ وَ الْخَامِسَةُ يَاءُ الْمُتَكَلِّمِ۔

اوراگر وہ مفتوح نہ ہو تو اس کے ماقبل میں خفت پیدا کرنے کی وجہ سے حذف کردیا جائے گا جیسے اِطْوُنْ جس طرح اُغْزُوا الْقَوْمَ وَ يَا امْرَأَةُ اُغْزِیِ الْقَوْمَ کے جیسے میں ،(لفیفِ مقرون سے)اسمِ فاعل طَاوٍ (آتا ہے)،اوراس کے واؤ کی تعلیل نہیں کی جائے گی جیسے کہ طَوٰی میں (تعلیل نہیں ہوئی)،اورآپ اَلرَّیُّ سے (صفتِ مشبہ میں) کہیں رَيَّانٌ رَيَّانَانِ رِوَاءٌ رَيَّا رَيَّيَانِ رِوَاءٌ ،اوران دونوں کے واؤ کو یاء نہیں بنایا جاتا جیسے کہ سِيَاطٌ میں تاکہ دو تعلیل جمع نہ ہوں،(۱)تعلیل جو واؤ عین کلمہ کے مقابلہ میں ہے اس کو یاء سے بدلنا اور(۲)تعلیل جو یاء لام کلمہ کے مقابلہ میں ہے اس کو ہمزہ سے بدلنا،اورآپ تثنیہ مؤنث کو حالتِ نصب وجر میں کہیں رَيَّيَيْنِ ، عَطْشَيَيْنِ کے مثل میں،اورجب آپ حالتِ نصب وجر میں یاءِ متکلم کی طرف اضافت کریں تو کہیں رَيَّيَیَّ پانچ یاء کے ساتھ،پس پہلی یاء وہ ہے جو اس واؤ سے بدلی ہوئی ہے جو فعل کا عین کلمہ ہے،اوردوسری یاء فعل کا لام کلمہ ہے،اورتیسری یاء الفِ تثنیہ بدلی ہوئی ہے،اورچوتھی یاء علامتِ نصب ہے،اورپانچوی یاء متکلم کی یاء ہے۔

اَلْمَفْعُوْلُ: مَطْوِیٌّ، وَ الْمَوْضِعُ: :مَطْوًی، اَلْآلَةُ: مِطْوًی، وَ الْمَجْهُوْلُ: طُوِیَ يُطْوٰی وَ حُكْمُ لَامِ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ كَحُكْمِ النَّاقِصِ، وَ حُكْمُ عَيْنِهِنَّ كَحُكْمِ طَوٰی يَطْوِیْ فِی الَّتِی اجْتَمَعَ فِيْهَا اِعْلَالَانِ بِتَقْدِيْرِ اِعْلَالِهَا وَ فِی الَّتِی لَمْ يَجْتَمِعْ فِيْهَا اِعْلَالَانِ يَكُوْنُ حُكْمُهَا اَيْضاً كَحُكْمِ طَوٰی لِلْمُتَابَعَةِ نَحْوُ طَوِيَا وَ طَاوِيَانِ۔

(لفیفِ مقرون سے)اسمِ مفعول مَطْوِیٌّ (آتا ہے)اوراسمِ ظرف :مَطْوًی (آتا ہے)اوراسمِ آلہ مِطْوًی (آتا ہے)اورفعلِ مجہول طُوِیَ يُطْوٰی (آتا ہے) اوران اشیاء کے لام کلمہ کا حکم ناقص کے حکم کے جیسے ہے،اوران کے عین کا حکم طَوٰی يَطْوِیْ کے حکم کے جیسے ہے جس میں دو اعلال جمع ہوگئے تھے اس کے تقدیراً اعلال کی وجہ سے، اورجس میں دو اعلال جمع نہ ہوئے تھے اس کا حکم بھی طَوٰی کے حکم کے جیسے ہے،اورمبالغہ کے لئے جیسے طَوِيَا وَ طَاوِيَانِ۔

اہم نکتہ

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ نونِ تثنیہ تنوین کے قائم مقام ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ جس طرح تنوین اضافت کے وقت گر جاتی ہے ایسے ہی نونِ تثنیہ بھی اضافت کے وقت گر جاتی ہے؟

جواب: نونِ تثنیہ کو تنوین کے قائم مقام سمجھنا غلط ہے کہ دونوں کے احکام جدا جدا ہیں اور کسی ایک چیز کا کسی دوسری چیز سے ایک یا دو امر میں مشابہ ہونا قائم مقام ہونے کی دلیل نہیں ہے، ورنہ تو فعل کو اسم کے قائم مقام ہونا چاہئے کیونکہ جس طرح اسم مرفوع اور منصوب ہوتا ہے ایسے ہی فعل بھی مرفوع اور منصوب ہوتا ہے، پس اگر چہ تنوین اور نونِ تثنیہ بصورتِ اضافت ساقط ہونے میں یکساں ہیں مگر دیگر احکام میں جدا ہیں جیسے:

(۱) تنوین الف ولام کی وجہ سے گر جاتی ہے جبکہ نونِ تثنیہ الف ولام کی وجہ سے نہیں گرتا۔

(۲) وقف کی صورت میں تنوین پڑھنے میں نہیں آتی جبکہ نونِ تثنیہ پڑھنے میں بہر حال آتی ہے۔

(۳) تنوین حالتِ رفع میں دو پیش کی شکل میں اور حالتِ نصب میں دو زبر کی شکل میں اور حالتِ جر میں دو زیر کی شکل میں ہوتی ہے جبکہ نونِ تثنیہ فی کلّ حالٍ مکسور ہوتا ہے۔

(۴) تنوین واحد وجمع مکسر میں آتی ہے جبکہ نونِ تثنیہ صرف صیغۂ تثنیہ میں آتا ہے۔

(۵) تنوین صرف اسم پر آتی ہے جبکہ نونِ تثنیہ اسم اور فعل دونوں میں آتا ہے۔

(۶) تنوین کو نون ساکن کی صورت میں لکھ سکتے ہیں جبکہ نونِ تثنیہ کو تنوین کی صورت میں نہیں لکھا جا سکتا۔

(۷) تنوین نونِ ساکن ہوتا ہے جبکہ نونِ تثنیہ متحرک بالکسر ہوتا ہے۔

ابتدائی سوالات:

سوال ۱: صرفی حضرات حصول معرفت اوزان میں کتنے اور کون کون سے ابواب کے محتاج ہوتے ہیں؟ اور کیوں محتاج ہوتے ہیں؟

جواب: صرفی حضرات حصول معرفت اوزان میں سات ابواب کے محتاج ہوتے ہیں۔(۱) صحیح (۲) مضاعف (۳) مہموز (۴) مثال (۵) اجوف (۶) ناقص (۷) لفیف۔ان سات ابواب کے محتاج اس لئے ہوتے ہیں کہ ہر کلمہ تین حال سے خالی نہیں (۱) کلمہ کے ترتیب حروف میں حرف علت ہوگا (۲) یا ملحق بحرف علت ہوگا (۳) یا ان دونوں میں سے کوئی بھی نہ ہوگا۔پس شکل ثالث صحیح ہے جیسے ضرب۔اور اگر شکل اول ہو تو اسکی دو حالتیں ہوں گی (۱) حرف علت بسبیل انفراد ہوگا (۲) یا بسبیل اجتماع۔پس اول منقسم ہوگا تین قسموں کی جانب اس لئے کہ اگر حرف علت فاء کلمہ کے مقابلہ میں ہو تو وہ مثال ہے جیسے وعد۔اور اگر عین کلمہ کے مقابلہ میں ہو تو وہ اجوف ہے جیسے قال۔اور اگر لام کلمہ کے مقابلہ میں ہو تو وہ ناقص ہے جیسے ابی۔اور اگر حرف علت بسبیل اجتماع ہو تو لفیف ہوگا جیسے وقی طوی۔اور اگر شکل ثانی ہو تو وہ بھی دو حال سے خالی نہیں (۱) بطریقہ انفراد ہوگا (۲) یا بطریقہ اجتماع ہوگا۔پس اول مہموز ہے جیسے امر سئل قرء۔اور ثانی مضاعف ہے جیسے مدَّ۔

سوال ۲: ہر مصدر سے کتنی چیزیں نکلتی ہیں؟

جواب: ہر مصدر سے نہیں بلکہ ان مصادر سے جن سے اشیاء مشتق ہوتی ہیں۔مصادر سے نو چیزیں نکلتی ہیں اس کی دلیل حصر یہ ہے کہ مصدر سے نکلنے والا فعل ہوگا یا اسم ہوگا اگر فعل ہو تو دو حال سے خالی نہیں (۱) خبریہ ہوگا یا (۲) انشائیہ ہوگا۔(۱) اگر خبریہ ہو تو اس کے شروع میں حروف اتین میں سے کوئی حرف ہوگا یا نہ ہوگا۔اگر نہ ہو تو وہ فعل ماضی ہے اور اگر ہو تو وہ فعل مضارع ہے۔(۲) اور اگر انشائیہ ہو تو یہ بھی دو حال سے خالی نہیں (۱) طلب فعل پر دلالت کریگا۔یا (۲) ترک فعل پر دلالت کریگا۔پس پہلا فعل امر ہوگا اور دوسرا فعل نہی ہوگا۔اور اگر اسم ہو تو وہ پانچ حالتوں سے خالی نہیں (۱) یا تو دلالت کریگا ایسی ذات پر جس کے ساتھ فعل قائم ہو تو وہ اسم فاعل ہے (۲) یا ایسی ذات پر دلالت کریگا جس پر فعل واقع ہوا ہو تو وہ اسم مفعول ہے۔(۳) یا ایسی ذات پر دلالت کریگا جس میں فعل واقع ہوا ہوگا پس اگر وہ مکان ہے تو وہ اسم مکان ہوگا۔اور اگر زمان ہو تو وہ اسم زمان ہوگا۔(۵) اور اگر ایسی ذات پر دلالت کرے جس کے سبب فعل واقع ہوا ہو تو وہ اسم آلہ ہوگا۔

نوٹ: جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ اوزان کی معرفت میں سات چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے لہذا ہم اپنی کتاب کو بھی سات ابواب میں منقسم کریں گے۔

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِی الصَّحِیْحِ
پہلا باب صحیح کے بیان میں

سوال ۱: صرفیوں کے نزدیک صحیح کی تعریف کیا ہے؟
جواب: صحیح وہ کلمہ ہے جس کے فاءعین اور لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف علت نہ ہو اور دو حرف ایک جنس کے نہ ہوں اور ہمزہ بھی نہ ہو جیسے الضرب۔
سوال ۲: وزن کے لیے فاء عین لام کو کیوں خاص کیا گیا ہے؟
جواب: وزن کے لیے فاء عین لام اس لیے خاص کیا گیا ہے بعض حروف کا مخرج ہونٹ ہے اور بعض کا وسط اور بعض کا حلق پس فاء حروف شفویہ میں سے لے لیا گیا اور عین حروف حلقیہ میں سے اور لام حروف وسطیہ میں سے تاکہ وزن میں تینوں مخرج کے حروف جمع ہو جائیں۔
سوال ۳: اشتقاق میں اصل مصدر ہوتا ہے یا فعل؟
جواب: ان دونوں کے اصل ہونے میں بصریوں اور کوفیوں کے درمیان اختلاف ہے لھذا ہم دونوں کے اقوال مع دلائل نقل کرتے ہیں۔
عندالبصریین: مشتق ہونے میں مصدر اصل ہے اور فعل فرع ہے۔
دلیل ۱: اس لیے کہ مصدر کا معنی ایک ہوتا ہے اور فعل کا معنی، معنی حدوثی اور زمانہ پر دلالت کرنے کی وجہ سے متعدد ہوتا ہے۔ اور واحد متعدد سے پہلے ہوتا ہے اور جو پہلے ہو وہی تو اصل ہوتا ہے۔
دلیل ۲: فعل کے مفہوم تین ہوتے ہیں (۱) حدوثی معنی (۲) زمانہ (۳) نسبت فاعلی۔ جب کہ مصدر کا مفہوم ایک ہوتا ہے اور وہ حدث ہے۔ پس واحد مفرد ہوتا ہے اور متعدد مرکب ہوتا ہے اور مفرد مرکب سے پہلے ہوتا ہے جس کو سابق کہتے ہیں اور مرکب بعد میں ہوتا ہے اس لیے اسے لاحق کہتے ہیں۔ اور سابق کہ اصل بنانا لاحق کو اصل بنانے سے اولی ہے۔ اس لیے کہ سبق اصل کے خاصہ میں سے ہے۔
دلیل ۳: اور مصدر اس لیے بھی اصل ہوگا کہ مصدر اسم ہے اور اسم فعل سے بے نیاز ہوتا ہے، جب کہ فعل مصدر کا محتاج ہوتا ہے۔
دلیل ۴: اور مصدر کو مصدر اس لیے کہتے ہیں کہ اس سے مذکورہ سات اشیاء صادر ہوتی ہیں اور انہیں میں سے فعل بھی ہے۔
جب اتنی بات سمجھ میں آگئی تو یہ بھی جان لیں کہ جب مصدر افعال کے لیے اصل ہوا تو مصدر افعال کے متعلقات کے لیے بھی اصل ہوگا۔
عندالکوفیین: حضرات کوفین کہتے ہیں کہ فعل کا اصل ہونا اور مصدر کا فرع ہونا مناسب ہے۔
دلیل ۱: اس لیے کہ مصدر کی تعلیل کا دارومدار فعل کی تعلیل پر وجوداً وعدماً موقوف ہوتا ہے۔
وجوداً سے مراد یہ ہے کہ اگر فعل میں تعلیل ہوئی ہے تو لامحالہ مصدر میں بھی تعلیل ہوگی۔ جیسے یَعِدُ اور قَامَ ان دونوں فعلوں میں تعلیل ہوئی ہے تو ان کے مصدر عِدَۃٌ اور قِیَامٌ میں بھی تعلیل ہوئی ہے۔
اور عدماً سے مراد یہ ہے کہ اگر فعل میں تعلیل نہیں ہوئی ہے تو مصدر میں بھی تعلیل نہیں ہوگی۔ جیسے یَوْجَلُ اور قَاوَمَ ان دونوں فعلوں میں تعلیل نہیں ہوئی ہے تو ان کے مصدر وَجَلٌ اور قِوَامٌ میں بھی تعلیل نہیں ہوئی ہے۔
پس اعلال میں فعل کا مدار ہونا فعل کے اصل ہونے اور مصدر کے فرع ہونے پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ گر مصدر اصل ہوتا تو اعلال میں فعل کے تابع نہ ہوتا، اس لیے کہ اصل فرع کی اتباع نہیں کرتا۔
دلیل ۲: مصدر کے ذریعے فعل کی تاکید لائی جاتی ہے جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا جو کہ ضَرَبْتُ ضَرَبْتُ کی منزل ہے، پس فعل مُؤَکَّدْ ہوا اور مصدر مُؤَکِّد، اور مُؤَکَّدْ مُؤَکِّدْ سے اصل ہوتا ہے، کیونکہ دوسرے ضَرَبْتُ کی تاکید ضَرْبًا سے لائی گئی ہے اور ضَرْبًا مصدر ہے جو کہ تاکید ہے اور ضَرَبْتُ مُؤَکَّدْ ہوا کہ اس کی تاکید لائی گئی ہے۔ پس تاکید اپنے مُؤَکَّدْ کی فرع ہوتی ہے اور مُؤَکَّدْ اس تاکید کا متبوع، اور متبوع اصل ہوتا ہے اور تابع فرع۔
دلیل ۳: مصدر کو مصدر کہنے کی وجہ مَصْدُوْرٌ عَنِ الْفِعْلِ ہونے کی وجہ سے ہے یعنی فعل سے صادر ہونے کی وجہ سے نہ کہ اس وجہ سے جس کو بصریین نے بیان کیا۔
دلیل ۴: جیسا کہ کہا جاتا ہے مَشْرَبٌ عَذْبٌ مَشْرُوْبٌ عَذْبٌ کے معنی میں ہے یعنی میٹھا پانی۔ پس یہاں پر مشرب جو کہ مصدر میمی ہے وہ اسم مفعول مشروب کے معنی میں ہے نہ کہ اسم ظرف کے معنی میں۔ جیسا کہ بصریین نے کہا کہ مصدر کو مصدر اس لیے کہتے ہیں کہ اس سے اشیاء صادر ہوتی ہیں، لہذا یہ مصدر ہے بمعنی صادر ہونے کی جگہ محل۔ اب اگر ہم بصریین کی بات مان لیں تو مشرب عذب کا معنی ہوگا پینے کا میٹھا محل، اور محل پیالہ یا گلاس ہوتا ہے اور پیالہ یا گلاس میٹھا نہیں ہوتا بلکہ مشروب میٹھا ہوتا ہے جو پیالہ یا گلاس میں ڈال کر پیا جاتا ہے، پس یہ بات عیاں ہوگئی کہ مشرب بمعنی مشروب ہے اور مشروب اسم مفعول ہے اور اسم مفعول فعل مضارع سے بنتا ہے، لہذا اس طریقہ پر مصدر فعل کا فرع ہوگیا کہ مصدر فعل کے متعلقات کے معنی میں ہے اور خود فعل اصل ہوگیا۔
اسی طرح مَرْکَبٌ فَارِۃٌ مَرْکُوْبٌ فَارِۃٌ کے معنی میں ہے، اس لیے کہ مرکب کو ظرف کے معنی میں لیں تو وہ زین ہے اور زین چالاک نہیں ہوتی اور اگر مرکب کو مرکوب

کے معنی میں لیں تو وہ گھوڑا ہے اور گھوڑا چلاک ہوتا ہے لہذا معنی بھی درست ہو گیا، اور مرکوب اسم مفعول ہے جو کہ فعل سے بنتا ہے اور جو شیئ جس سے بنتی ہے وہ اس کے لیے اصل ہوتی ہے اور وہ شیئ فرع۔ لہذا فعل اصل اور اسم مفعول اس کی فرع اور جو اسم مفعول کے معنی میں ہو وہ بھی لامحالہ فعل کی فرع ہوگی، پس مصدر اسم مفعول کے معنی میں ہونے کی وجہ سے فعل کی فرع ہے۔

نوت: مراح الارواح کے مصنف نے بصریین کے قول کو ترجیح دی ہے اور اسی کو اپنایا ہے لہذا اسی وجہ سے کوفیین کی چاروں دلیلوں کا رد فرمار ہے ہیں۔

کوفیین کی پہلی دلیل کا رد

کوفیین نے فعل کے اصل ہونے پر جو اعلال والی دلیل دی ہے وہ درست نہیں ہے کیونکہ فعل کی رعلیل کی وجہ سے مصدر میں جو تعلیل ہوتی ہے وہ مشاکلۃ یعنی شکل کی وجہ سے ہے نہ کہ مدار ہونے کی وجہ سے ہے۔ جیسے کہ تَعِدُ میں واو کو حذف کرنا یَعِدُ میں واوَ کے حذف کرنے کی وجہ سے ہوا ہے تا کہ دونوں صیغے ہم شکل ہو جائیں، حالانکہ تَعِدُ میں واوَ کو حذف کرنے کی وہ علت مجعد نہیں ہے جس علت کی بناء پر یَعِدُ سے واوَ کو حذف کیا گیا ہے، اور وہ علت یہ ہے کہ جو واوَ یا یاء علامت مضارع مفتوح اور کسرہ کے درمیان واقع ہو وہ حذف ہو جاتی ہے، پس یہ

علت یَعِدُ میں تو موجود ہے کیونکہ اسکی اصل یَوْعِدُ ہے، لیکن تَعِدُ میں موجود نہیں ہے کیونکہ اس کی اصل تَوْعِدُ ہے، لیکن پھر بھی تَعِدُ سے واوَ کو حذف کر دیا گیا ہے تا کہ یہ صیغہ یَعِدُ کے ہم شکل ہو جائے۔

اور ایسے ہی تُکْرِمُ سے ہمزہ کو حذف کیا گیا ہے اُکْرِمُ کی وجہ سے تا کہ تکرم اکرم کے ہم شکل ہو جائے۔ حالانکہ جس علت کے تحت اکرم سے ہمزہ کو حذف کیا گیا ہے وہ علت تکرم میں موجود نہیں ہے، اور وہ علت دو ہمزوں کا ایک جگہ جمع ہونا ہے۔ پس دو ہمزہ مضارع کے واحد متکلم میں تو جمع ہو گئے تھے لیکن تکرم میں جمع نہیں ہوئے تھے کیونکہ تکرم کی اصل تاکرم ہے، مگر پھر بھی تکرم سے ہمزہ کو حذف کیا گیا ہے تا کہ تکرم اکرم کے ہم شکل ہو جائے۔ پس یہ اعلال مشاکلت کے طور پر ہوتی ہے نہ کہ مداریت کے طور پر۔ نیز بسا اوقات فعل میں تو تعلیل ہوتی ہے مگر اس کے مصدر میں تعلیل نہیں ہوتی ہے جیسے کہ رَمٰی میں تو تعلیل ہوئی ہے مگر رَمْیٌ میں نہیں ہوئی ہے، یوں ہی اِعْشَوْشَبَ میں تعلیل ہوئی ہے مگر اِعْشِیْشَابٌ میں تعلیل نہیں ہوئی ہے۔

کوفیین کی دوسری دلیل کا رد

کوفیین نے فعل کے اصل ہونے پر جو مؤکد اور مؤکِد والی دلیل پیش کی ہے وہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ مؤکدیت اشتقاق میں فعل کے اصل ہونے پر دلالت نہیں کرتی ہے بلکہ مؤکدیت اعراب میں فعل کے اصلہونے پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ جو اعراب مؤکَّد کا ہوتا ہے وہی اعراب مؤکِّد کا ہوتا ہے جیسے جآءنی زیدٌ زیدٌ۔ پس پہلا زید مؤکَّد ہے اور دوسرا زید اس کی تاکید ہے اور یہ اپنے مؤکَّد کی وجہ سے مرفوع ہے۔

اور دوسری بات یہ کہ کوفیین نے کہا تھا کہ مصدر مؤکِّد ہوتا ہے حالانکہ مصدر صرف مفعول مطلق کی صورت میں مؤکِّد بنتا ہے ہمیشہ نہیں۔ جیسے کہ جاءنی زید زید میں، کہ زید مؤکِّد ہے مگر مصدر نہیں ہے بلکہ وہ اسم جامد ہے۔ پس پتہ چلا کہ کوفیین کی یہ دلیل بھی مضبوط نہیں ہے۔

کوفیین کی تیسری دلیل کا رد

کوفیین نے جو فعل کے اصل ہونے پر مَشْرَبٌ عَذْبٌ اور مَرْکَبٌ فَارِۃٌ والی دلیل دی ہے وہ بھی صحیح نہیں ہے، کیونکہ اہل عرب مشرب عذب اور مرکب فارہ مجازاً کہتے ہیں، جس طرح جَرَی النَّھْرُ (نہر جاری ہے) اور سَالَ الْمِیْزَابُ (میزاب بہ پڑا) کو مجازاً کہتے ہیں۔ حالانکہ نہر نہیں جاری ہوتی بلکہ پانی جاری ہوتا ہے، اسی طرح میزاب یعنی پرنالہ نہیں بہتا بلکہ پانی بہتا ہے، کیونکہ نہر زمین کے دونوں کنارے کی گہرائی کو کہتے ہیں اور میزاب مختلف دھات سے بنے ہوئے پرنالے کو کہتے ہیں۔ پس جس طرح یہاں پر جاری ہونے اور بہنے کی نسبت مجازاً نہر اور میزاب کی طرف کی گئی ہے اسی طرح عذب کی نسبت مشرب (پیالہ) کی طرف اور فارہ کی نسبت مرکب (زین) کی طرف کی گئی ہے۔ پس کوفیین کی یہ دلیل بھی قابل استدلال نہیں۔

سوال ۴: اشتقاق کی تعریف کیا ہے ؟

جواب : دو متغائر لفظوں کے درمیان لفظ اور معنی میں جو مناسبت ہوتی ہے اسی مناسبت کو اشتقاق کہتے ہیں۔ اور اشتقاق (از باب افتعال) کا مادہ شَقٌّ ہے، بمعنی ٹکڑے کرنا اور شغاف کرنا، نیز اشتقاق سے مراد ایک لفظ سے دوسرے لفظ کو نکالنا ہے، جیسے مصدر سے ماضی، مضارع، امر، نہی، اسم فاعل، اسم مفعول وغیرہ بنتے یعنی نکلتے ہیں۔

سوال ۵: اشتقاق کی کتنی قسمیں ہیں ؟

جواب : اشتقاق کی تین قسمیں ہیں (۱) اشتقاق صغیر (۲) اشتقاق کبیر (۳) اشتقاق اکبر۔

سوال ۶: ان تینوں کی تعریف بمع امثلہ بیان کریں ؟

جواب : (۱) اشتقاق صغیر: اگر دو لفظوں کے درمیان حروف اور ترتیب میں مناسبت پائی جائے تو وہ اشتقاق صغیر ہے، جیسے ضَرَبَ (فعل ماضی) اور الضَّرْبُ (مصدر) یہ دو لفظ ہیں اور ان دونوں کے درمیان مناسبت حروف میں پائی جاتی ہے کہ ض، ر، ب، دونوں میں ہیں، اور دونوں میں ترتیب بھی برقرار ہے۔

(۲) اشتقاق کبیر: اگر دو لفظوں کے درمیان صرف لفظ یعنی حروف میں مناسبت پائی جائے تو وہ اشتقاق کبیر ہے، جیسے جَبَذَ (فعل ماضی) اور الجَذْبُ (مصدر) یہ دونوں

لفظ ہیں اوران دونوں میں صرف حروف میں مناسبت پائی جارہی ہے کہ دونوں میں ح، ب، ذ، ہے لیکن ترتیب میں مناسبت نہیں ہے۔

(۳) اشتقاق اکبر:　اگر دومتغائرلفظوں کے درمیان مخرج میں مناسبت پائی جائے تو وہ اشتقاق اکبر ہے، جیسے نَعَقَ (فعل ماضی) اورالنَّهْقُ (مصدر) یہ دولفظ ہیں اوران دونوں کے درمیان مناسبت صرف مخرج کے اعتبار سے ہے نہ کہ حروف وترتیب کے اعتبار سے، کہ پہلے میں ن، ع، ق، ہے اوردوسرے میں ن، ھ، ق، ہے، پس بیچ والا حرف (ع) اور (ھ) ہیا اور یہ دونوں مخرج کے اعتبار سے حروف حلقیہ میں سے ہیں، پس مخرج میں تو مناسبت تو ہے لیکن حروف اورترتیب میں نہیں ہے۔

ان اقسام ثلاثہ کو دلیل حصر کے اعتبار سے یوں بیان کریں گے۔

مشتق اور مشتق منہ دو حال سے خالی نہیں (۱) یا تو مشتق کے حروف مشتق منہ کے حروف کی جنس سے باعتبار ذات ہوں گے (۲) یا باعتبار مخرج ہوں گے۔ اگر باعتبار مخرج ہوں تو وہ اشتقاق اکبر ہے۔ اوراگر باعتبار ذات ہوں　تو یہ دوحال سے خالی نہیں (۱) یا تو مشتق کے حروف مشتق منہ کے حروف کی ترتیب پر ہوں، یا (۲) خلاف ترتیب ہوں گے۔ پس اول اشتقاق صغیر ہے اور ثانی اشتقاق کبیر ہے۔

نوٹ:　علم صرف میں جو مشتق اور مشتق منہ کے درمیان　اشتقاق پایا جاتا ہے وہ اشتقاق صغیر ہوتا ہے۔ الضرب مصدر مشتق منہ ہے اور ضارب، مضروب، مِضرب، مَضرب، اضرب وغیرہ مشتق ہیں اوران کے درمیان حروف وترتیب دونوں میں مناسبت پائی جاتی ہے۔

سوال ۷:　ثلاثی مجرد کے مصادر کے کتنے اوزان ہیں ؟

جواب :　ثلاثی مجرد کیمصادر کے اوزان　غیر قیاسی ہیں جس کی وجہ سے ان کی تعداد کثیر ہے، لیکن علمائے صرف نے ان کی تعداد شمار کی ہے مگر اختلاف بہت ہے، سیبویہ کے قول کے مطابق ۳۲ اوزان پر آتا ہے جبکہ مصنف علم الصیغہ نے ۴۴ نقل فرمایا ہے۔

مصدر

فَعْلٌ	قَتْلٌ	ن	قتل کرنا
فِعْلٌ	فِسْقٌ	ن	نافرمانی کرنا
فُعْلٌ	شُغْلٌ	ف	کام میں مصروف ہونا
فَعْلَةٌ	رَحْمَةٌ	س	مہربانی کرنا
فِعْلَةٌ	نِشْدَةٌ	ن،س	تلاش کرنا
فُعْلَةٌ	كُدْرَةٌ	ن،س	گدلا ہونا
فَعْلٰى	دَعْوٰى	ن	بلانا
فِعْلٰى	ذِكْرٰى	ن	یاد کرنا
فُعْلٰى	بُشْرٰى	ن	خوش خبری دینا
فَعْلَانٌ	لَيَّانٌ	س،ض	نرم ہونا
فِعْلَانٌ	حِرْمَانٌ	ض	محروم ہونا
فُعْلَانٌ	غُفْرَانٌ	ض	بخشا
فَعْلَانٌ	نَزْوَانٌ	ن	جفتی کرنا
فَعَلٌ	طَلَبٌ	ن	ڈھونڈنا
فَعِلٌ	خَنِقٌ	ک	گلا گھونٹنا
فِعَلٌ	صِغَرٌ	ك	چھوٹا ہونا
فُعَلٌ	هُدًى	ض	راہ نمائی کرنا
فَعَلَةٌ	غَلَبَةٌ	ض	غالب آنا
فَعِلَةٌ	سَرِقَةٌ	ض	چوری کرنا
فَعَالٌ	ذَهَابٌ	ف	جانا
فِعَالٌ	صِرَافٌ	ض	پھیرنا
فُعَالٌ	سُؤَالٌ	ف	مانگنا
مَفْعَلٌ	مَدْخَلٌ	ن	داخل ہونا
مَفْعِلٌ	مَرْجِعٌ	ض	واپس آنا
مِفْعَلَةٌ	مِسْعَاةٌ	ف	کوشش کرنا
مَفْعِلَةٌ	مَحْمِدَةٌ	س	تعریف کرنا

فَعَالَةٌ زَهَادَةٌ س پرہیزگار ہونا
فِعَالَةٌ دِرَايَةٌ ض جاننا
فُعُوْلٌ دُخُوْلٌ ن اندر آنا
فَعُوْلٌ قَبُوْلٌ س قبول کرنا
فَعِيْلٌ وَجِيْفٌ ك دل ڈھل جانا
فُعُوْلَةٌ صُهُوْبَةٌ ك بالوں کا سرخ ہونا

ان ۳۲ اوزان کے علاوہ بھی کئی وزن پر ثلاثی مجرد کے مصادر آتے ہیں، جیسے اسم فاعل اور اسم مفعول کے وزن پر قُمْتُ قَائِماً میں قَائِماً مصدر ہے، اور اللہ تعالی کے قول بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْن میں مفتون مصدر ہے۔ اور مبالغہ کے لیے تَفْعَالٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے تَهْدَار (شراب میں زیادہ ابال آنا) اور تَلْعَابٌ (بہت کھیلنا) نیز فِعِّيْلٰى کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے حِثِّيْثٰى (بہت ابھارنا) اور دِلِّيْلٰى (بہت راہ نمائی کرنا)۔

سوال :۸ غیر ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان کتنے ہیں ؟

جواب : غیر ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان صرف ایک وزن پر آتا ہے۔ مگر باب تفعیل کا چار وزن پر آتا ہے جیسے (۱) تَفْعِيْلٌ تَصْرِيْفٌ (۲) تَفْعِلَةٌ تَصْلِيَةٌ (۳) فَعَالٌ كَلَامٌ (۴) فِعَّالٌ كِلَّامٌ۔ اور باب مفاعلة کے تین وزن آتے ہیں جیسے (۱) مُفَاعَلَةٌ مُقَاتَلَةٌ (۲) فِعَّالٌ قِتَّالٌ (۳) فِيْعَالٌ قِيْتَالٌ۔ اور باب تفعّل کے دو وزن آتے ہیں جیسے (۱) تَفَعُّلٌ تَقَبُّلٌ (۲) تِفِعَّالٌ تِحِمَّالٌ۔ اور رباعی مجرد کا باب دو وزن پر آتا ہے (۱) فَعْلَلَةٌ بَعْثَرَةٌ (۲) فِعْلَالٌ زِلْزَالٌ۔

نوت: ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد، رباعی مزید فیہ اور ملحقات کے مصادر ان باب کے وزن پر ہی آتے ہیں، سوائے تفعیل، مفاعلة، تفعل، فعللة کے۔

سوال ۹: وہ افعال جو مصدر سے مشتق ہوتے ہیں ان کے کتنے ابواب آتے ہیں؟

جواب : جو افعال مصدر سے مشتق ہوتے ہیں ان کے ۳۵ ابواب آتے ہیں۔ ثلاثی مجرد کے چھ ابواب آتے ہیں

(۱) ضَرَبَ يَضْرِبُ (۲) نَصَرَ يَنْصُرُ (۳) عَلِمَ يَعْلَمُ ان تینوں کو اصول الابواب اور دعائم الابواب کہتے ہیں، کیونکہ ان تینوں ابواب میں ماضی اور مضارع کے اندر حرکات مختلف ہوتے ہیں اور یہ ابواب کثرت کے ساتھ استعمال کئے جاتے ہیں۔ (۴) فَتَحَ يَفْتَحُ (۵) كَرُمَ يَكْرُمُ (۶) حَسِبَ يَحْسِبُ۔

سوال ۱۰: فتح یفتح، کرم یکرم، حسب یحسب کو دعائم الابواب میں کیوں نہیں داخل کیا گیا ؟

جواب : فتح یفتح دعائم الابواب میں داخل نہیں ہے کیونکہ ماضی اور مضارع میں اس کی حرکات مختلف نہیں ہوتی ہیں، نیز یہ حرف حلقی کے بغیر آتا بھی نہیں ہے۔

اور کرم یکرم بھی دعائم الابواب میں داخل نہیں ہے، کیونکہ یہ صرف طبائع اور نعوت سے ہی آتا ہے، مطلب یہ ہے کہ جو بھی فعل اس باب سے آتا ہے اس میں یا تو طبیعت کا معنی ہوگا یا کسی خوبی وصفت کا معنی پایا جائے گا، اور کسی ایک یا دو معنی پر منحصر ہونے والا باب اصول الابواب نہیں ہوتا۔

اور حسب یحسب اپنے قلت استعمال کی وجہ سے دعائم الابواب میں داخل نہیں ہے، کیونکہ قلت استعمال دعائم الابواب ہونے کے سبب کے مخالف ہے۔

سوال ۱۱ : آپ کا قول کہ باب فتح یفتح میں حرف حلقی ضرور آتا ہے، صحیح نہیں ہے کیونکہ رَكَنَ يَرْكَنُ، اَبٰى يَابٰى، بَقٰى يَبْقٰى، فَنٰى يَفْنٰى، قَلٰى يَقْلٰى میں حرف حلقی نہیں آیا مگر پھر بھی یہ تمام فتح یفتح سے آتے ہیں ؟

جواب : اس کا جواب یہ ہے کہ رَكَنَ يَرْكَنُ لغات متداخلہ میں سے ہے، اَبٰى يابى باعتبار قلت استعمال شواذ میں سے ہے، اور بقى يبقى، فنى يفنى، قلى يقلى صرف بنوطی کی لغات میں فتح يفتح سے آتے ہیں، ورنہ عرب کے دیگر قبائل کی لغات میں یہ فتح يفتح سے نہیں آتے ہیں، بلکہ ضرب یضرب سے آتے ہیں۔ اور بنوطی ان کو فتح يفتح سے اس لیے لاتے ہیں کہ یہ لوگ یاء سے پہلے کسرہ کو اجتماع کسرات کی وجہ سے ثقیل سمجھتے ہیں، اور یہ لوگ کسرہ سے فتحہ کی طرف خروج کرنے میں تخفیف محسوس کرتے ہیں اسی وجہ سے ان لوگوں نے عین کلمہ کے کسرہ کو فتحہ سے بدل دیا ہے جس کی وجہ سے يَابٰى، يَبْقٰى، يَفْنٰى، يَقْلٰى ہو گیا ہے۔

سوال ۱۲ : لغات متداخلہ کسے کہتے ہیں ؟

جواب : لغات متداخلہ اسے کہتے ہیں جس میں دو لغت داخل ہوں، جیسے ایک لغت کے اعتبار سے رکن یرکن باب نصر ینصر سے آتا ہے اور دوسری لغت کے اعتبار سے باب علم یعلم سے آتا ہے۔ پس رکن یرکن کا ماضی باب نصر ینصر سے لیا گیا اور مضارع باب علم یعلم سے لیا گیا اور یوں رَكَنَ يَرْكَنُ بنا دیا گیا ہے۔

سوال ۱۳ : ثلاثی مزید فیہ کے کتنے ابواب آتے ہیں ؟

جواب : ثلاثی مزید فیہ کے بارہ ابواب آتے ہیں۔

(۱) اِفْعَالٌ اِكْرَامٌ (۲) تَفْعِيْلٌ تَصْرِيْفٌ (۳) مُفَاعَلَةٌ مُقَاتَلَةٌ (۴) تَفَعُّلٌ تَقَبُّلٌ (۵) تَفَاعُلٌ تَقَابُلٌ (۶) اِنْفِعَالٌ اِنْفِطَارٌ (۷) اِفْتِعَالٌ اِجْتِنَابٌ (۸) اِسْتِفْعَالٌ اِسْتِنْصَارٌ (۹) اِفْعِيْعَالٌ اِخْشِيْشَانٌ (۱۰) اِفْعِوَّالٌ اِجْلِوَّاذٌ (۱۱) اِفْعِيْلَالٌ اِحْمِيْرَارٌ (۱۲) اِفْعِلَالٌ اِحْمِرَارٌ

-

اِحْمَارَّ اصل میں اِحْمَارَرَ تھا، اور اِحْمَرَّ اصل میں اِحْمَرَرَ تھا، پس ایک جنس ہونے کی وجہ سے راء کو راء میں ادغام کردیا تو اِحْمَار اور اِحْمَرّ ہو گیا۔ اور اِرْعَوٰى اصل میں اِرْعَوَوَ تھا باب افعلال سے، پس آخری والی واوَ چوتھی جگہ واقع ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل گئی تو اِرْعَوَىَ ہوا، لیکن عدم جنسیت کی وجہ سے واوَ کو یاء سے یا یاء کو واوَ سے بدل کر ادغام نہیں کیا گیا ہے، مگر یاء ماقبل مفتوح کی وجہ سے الف ہو گئی تو اِرْعَوٰى ہو گیا۔

سوال ۱۴ : رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کے کتنے اور کون کون سے ابواب ہیں ؟

جواب : رباعی مجرد کا ایک باب ہے (۱) فَعْلَلَةٌ بَعْثَرَةٌ۔

اور رباعی مزید فیہ کے تین ابواب ہیں (۱) اِفْعِنْلَالٌ اِحْرِنْجَامٌ (۲) اِفْعِلَّالٌ اِقْشِعْرَارٌ (۳) تَفَعْلُلٌ تَدَحْرَج۔

سوال ۱۵ : رباعی مجرد کا صرف ایک باب ہی کیوں آتا ہے ؟

جواب : رباعی مجرد کا ایک باب آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب رباعی میں حروف کی کثرت ہوئی تو ان کو حرکات بھی دینے کی ضرورت پڑی، اب یہ سوال پیدا ہوا کہ ان حروف کو کون سی حرکات دی جائے؟ نیز حروف کی کثرت کی وجہ سے اس وزن میں ثقل بھی پیدا ہو گیا، اب اگر حرکت ضمہ یا کسرہ کی دیں تو مزید ثقل پیدا ہوگا، لہذا ان حروف زوائد کو خفت کی وجہ سے فتحہ کی حرکت دی گئی تو بَعْثَرَ ہو گیا اور عرب کے کلام میں چار حرکات پے در پے نہیں آتیں لہذا دوسرے حرف کو ساکن کر دیا تو بَعْثَرَ ہو گیا۔ اب رباعی مجرد کے اور باب لانے کے لیے اختلاف حرکات درکار تھیں، اور مختلف حرکات ثقل کی وجہ سے آ بھی نہیں سکتی تھیں، لہذا اس وجہ سے رباعی مجرد کا صرف ایک باب لایا گیا۔

سوال ۱۶ : رباعی مزید فیہ کے تین باب ہی کیوں آتے ہیں ؟

جواب : تخفیف کو طلب کرتے ہوئے رباعی مزید فیہ کے صرف تین باب ہی وضع کئے گئے ہیں، اور رباعی مجرد پر ان باب میں یا تو ایک حرف کی زیادتی کی گئی ہے۔ جیسے تَدَحْرَجَ۔ یا دو حرف کی زیادتی کی گئی ہے جیسے اِحْرَنْجَمَ اور اِقْشَعَرَّ، پس پہلے والے میں ہمزہ اور نون کی زیادتی کی گئی ہے اور دوسرے والے میں ہمزہ اور لام کلمہ کی تکرار کی زیادتی کی گئی ہے۔

اب اگر مزید ابواب لاتے تو تین یا چار حرف کا اضافہ کرنا پڑتا جو کہ وزن میں مزید ثقل پیدا کرتا، لہذا صرف ایک اور دو حرف کی زیادتی پر اکتفاء کیا گیا تا کہ وزن میں ثقل کی زیادتی نہ ہونے پائے۔

سوال ۱۷ : ملحق بدحرج کے کتنے ابواب آتے ہیں ؟

جواب : ملحق بدحرج کے کل چھ ابواب آتے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

(۱) فَعْلَلَةٌ شَمْلَلَةٌ شَمْلَلَ آخر میں لام کلمہ کی تکرار کی زیادتی۔

(۲) فَوْعَلَةٌ حَوْقَلَةٌ حَوْقَلَ فاء اور عین کلمہ کے درمیان واؤ کی زیادتی۔

(۳) فَيْعَلَةٌ بَيْطَرَةٌ بَيْطَرَ فاء اور عین کلمہ کے درمیان یاء کی زیادتی۔

(۴) فَعْوَلَةٌ جَهْوَرَةٌ جَهْوَرَ عین اور لام کلمہ کے درمیان واؤ کی زیادتی۔

(۵) فَعْلَاةٌ قَلْسَاةٌ قَلْسىٰ آخر میں یاء کی زیادتی پھر ما قبل فتحہ کی وجہ سے الف ہو گئی۔

(۶) فَعْنَلَةٌ قَلْنَسَةٌ قَلْنَسَ عین اور لام کے درمیان نون کی زیادتی۔

سوال ۱۸ : ملحق بتدحرج کے کتنے ابواب آتے ہیں ؟

جواب : ملحق بتدحرج کے کل پانچ ابواب ہیں۔

(۱) تَفَعْلُلٌ تَجَلْبُبٌ تَجَلْبَبَ شروع میں تاء اور آخر میں لام کلمہ کی تکرار کی زیادتی۔

(۲) تَفَوْعُلٌ تَجَوْرُبٌ تَجَوْرَبَ شروع میں تاء اور فاء اور عین کے درمیان واؤ کی زیادتی۔

(۳) تَفَيْعُلٌ تَشَيْطُنٌ تَشَيْطَنَ شروع میں تاء اور فاء اور عین کے درمیان یاء کی زیادتی۔

(۴) تَفَعْوُلٌ تَرَهْوُكٌ تَرَهْوَكَ شروع میں تاء اور عین اور لام کے درمیان واؤ کی زیادتی۔

(۵) تَمَفْعُلٌ تَمَسْكُنٌ تَمَسْكَنَ شروع میں تاء اور میم کی زیادتی۔

سوال ۱۹ : ملحق باحرنجم کے کتنے ابواب آتے ہیں ؟

جواب : ملحق باحرنجم کے صرف دو باب آتے ہیں۔

(۱) اِفْعِنْلَالٌ اِقْعِنْسَاسٌ اِقْعَنْسَسَ شروع میں ہمزہ، اور عین اور لام کے درمیان نون، اور لام کلمہ کی تکرار کی زیادتی۔

(۲) اِفْعِنْلَاءٌ اِسْلِنْقَاءٌ اِسْلَنْقىٰ شروع میں ہمزہ، اور عین اور لام کے درمیان نون، اور آخر میں یاء کی زیادتی۔

نوٹ : الحاق کا مصداق ملحق اور ملحق بہ کے مصدر کا متحد ہونا ہے، یعنی ملحق کے مصادر اور ملحق بہ کے مصدر ایک ہی وزن پر ہوں جیسے شَمْلَلَ کا مصدر شَمْلَلَةٌ ہے اور یہ اپنے ملحق بہ بَعْثَرَ کے مصدر بَعْثَرَةٌ کے وزن پر ہے۔ اسی طرح تمام ملحق اور ملحق بہ کے مصادر کا متحد ہونا ضروری ہے۔ اور مصدر کے علاوہ کا متحد ہونا شرط نہیں ہے۔ کیونکہ مصدر اصل ہوتا ہے اس لیے اس کے متحد ہونے کی شرط لگائی گئی ہے۔ اور مصدر کے علاوہ ماضی، مضارع، امر، نہی، اور دیگر مشتقات اصل نہیں ہوتے اس لیے ان کے متحد ہونے کی شرط نہیں لگائی گئی ہے۔ نیز یہ بات بھی ہے کہ جب مصدر اصل ہے اور اس میں اتحاد ہو تو بقیہ میں بھی اتحاد ہوگا۔

فَصْلٌ فِی الْمَاضِی
فصل ماضی کے بیان میں

سوال ۱ : فعل ماضی کے کتنے صیغے آتے ہیں ؟

جواب : فعل ماضی کے کل چودہ صیغے آتے ہیں، ضَرَبَ سے ضَرَبْنَا تک۔

سوال ۲ : فعل ماضی کے چودہ ہی صیغے کیوں آتے ہیں حالانکہ قاعدہ کے اعتبار سے اٹھارہ صیغے آنے چاہیئے ؟

جواب : فعل ماضی کے صیغوں کے بارے میں قیاس کا تقاضہ تو یہی ہے کہ اس کے اٹھارہ صیغے آئیں، چھ غائب کے، چھ حاضر کے، چھ متکلم کے، لیکن استعمال میں صرف چودہ صیغے ہی آتے ہیں، اس کا ایک جواب یہ ہے کہ فعل ماضی کے صیغے سماعی ہیں اور اہل عرب صرف چودہ صیغے ہی استعمال کرتے ہیں۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ چھ صیغے غائب کے، اور چھ صیغے حاضر کے، یہ ہوئے بارہ، اور رہا متکلم تو اس کے صرف دو صیغے آتے ہیں، ایک واحد متکلم مذکر و مؤنث، اور دوسرا تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث متکلم۔ تکلم کے صرف دو صیغے آنے کی وجہ یہ ہے کہ متکلم کے آواز سے پہچان ہو جاتی ہے کہ وہ مذکر ہے یا مؤنث، لہذا واحد مذکر و مؤنث کے لئے ایک صیغہ رکھا گیا۔ اور تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث کے لیے ایک صیغہ رکھا گیا، کیونکہ تکلم و رویت سے پتہ چل جاتا ہے کہ بولنے والے دو ہیں یا دو سے زیادہ، مذکر ہیں یا مؤنث۔ پس جب پہچان دو صیغوں سے ہو جاتی ہے تو مزید صیغے لانے کی حاجت نہیں رہی، کیونکہ صیغے پہچان کے لیئے ہی لائے جاتے ہیں۔

سوال ۳ : پھر تو متکلم کی طرح غائب و مخاطب کے بھی دو دو صیغے لانے چاہیئے تھے؟

جواب : ہم نے کہا کہ صیغے پہچان کے لیئے لائے جاتے ہیں، جس طرح تکلم میں مذکر و مؤنث، تثنیہ و جمع کی پہچان ہو جاتی ہے اس طرح غائب و مخاطب میں نہیں ہو پاتی، کیونکہ پہچان کا آلہ آواز ہے اور بحالتِ تکلم آواز کا صدور متکلم سے ہوتا ہے نہ کہ غائب اور مخاطب سے، کہ غائب تو غائب ہی ہے اور رہا مخاطب تو وہ سامع ہے اور سامع خاموش رہتا ہے۔

پس غائب و مخاطب میں عدمِ معرفت کی بناء پر چھ چھ صیغے آتے ہیں اور متکلم میں وجودِ معرفت کی بناء پر صرف دو صیغے آتے ہیں۔ اس طرح یہ کل بارہ صیغے ہوئے۔

سوال ۴ : ماضی مبنی کیوں ہوتا ہے ؟

جواب : ماضی کا مبنی ہونا اس لیئے ہے کہ اس میں موجبِ اعراب نہیں پائے جاتے ہیں، اور موجبِ اعراب وہ ہے جن کی وجہ سے اعراب آتے ہیں، اور یہ تین ہیں۔ (۱) فاعلیت (۲) مفعولیت (۳) اضافت۔ اور یہ تینوں فعلِ ماجی میں نہیں پائے ہیں کیونکہ ماضی فعل ہے اور فعل میں یہ صفات نہیں ہوتیں بلکہ فعل کی وجہ سے اسماء میں یہ صفات پیدا ہوتی ہیں۔

سوال ۵ : جب فعلِ ماضی موجبِ اعراب کے فوت ہو جانے کی وجہ سے مبنی ہے تو پھر ماضی کا آخری حرف ساکن ہونا چاہیئے تھا کیونکہ مبنی کی اصل سکون ہے لیکن ماضی کے آخر میں فتحہ آتا ہے اور فتحہ اعراب کی ایک قسم ہے، لہذا جب ماضی میں موجبِ اعراب فوت ہے تو فتحہ کا اعراب کیوں آیا ہے ؟

جواب : یقیناً فتحہ اعراب کی ایک قسم ہے کیونکہ اعراب فتحہ، کسرہ، ضمہ کو کہتے ہیں، اور یہ بات بھی یقیناً درست ہے کہ مبنی کی اصل سکون ہے، لہذا ماضی کے آخر کو مبنی ہونے کی بناء پر ساکن ہونا چاہیے تھا مگر ایسا نہیں، حالانکہ اعراب سکون کی ضد ہے اور اعراب کی اصل حرکت ہے اور حرکت سکون کی ضد ہے۔

ان وجوہات کے ہوتے ہوئے فعلِ ماضی اسم فاعل سے ادنی مشابہت رکھتا ہے کہ جس طرح اسم فاعل نکرہ کی صفت بنتا ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ، ایسے ہی فعلِ ماضی بھی نکرہ کی صفت بنتا ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَرَبَ، اور اسمِ فاعل معرب ہوتا ہے لہذا اس مشابہت کی بناء پر فعلِ ماضی کے آخر میں اعراب آتا ہے۔

سوال ۶ : اگر اسم فاعل سے مشابہت کی بناء پر فعلِ ماضی کے آخر میں اعراب آتا ہے تو فتحہ ہی کو کیوں خاص کیا گیا ضمہ یا کسرہ کیوں نہیں دیا گیا ؟

جواب : فتحہ کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ فتحہ سکون کا بھائی ہے، فعلِ ماضی کے آخر کو مبنی ہونے کی وجہ سے ساکن ہونا چاہیئے تھا لیکن اسمِ فاعل سے مشابہت کی بناء پر ساکن نہ رہ سکا، پس فعلِ ماضی میں مشابہت کی بناء پر اعراب بھی آنا تھا، اور مبنی ہونے کی بناء پر ساکن بھی ہونا تھا، پس دونوں کی رعایت کرتے ہوئے فعلِ ماضی کے آخر کو وہ اعراب دیا جو دونوں کمیوں کو پورا کرے، اور وہ فتحہ ہے، کہ فتحہ دینے کی وجہ سے اعراب بھی آ گیا اور فتحہ کے سکون کا بھائی ہونے کی وجہ سے سکون سے قریب بھی ہو گیا۔ جب کہ ضمہ اور کسرہ سکون کے اخوات میں سے نہیں ہیں۔

پس جب مشابہتِ اسمِ فاعل کی وجہ سے فعلِ ماضی کا مبنی علی السکون ہونا ممتنع ہوا تو فعلِ ماضی کو اس چیز پر مبنی کیا گیا جو سکون کے قریب ہے اور وہ فتحہ ہے۔ تاکہ دونوں کی رعایت ملحوظِ خاطر رہے۔

سوال ۷ : فتحہ سکون کا بھائی کیسے ہے ؟

جواب : اس لیئے کہ الف ہمیشہ سکون پر مبنی ہوتا ہے اور الف دو فتحہ کے مرکب کو کہتے ہیں، لہذا فتحہ الف کا جزء ہوا اور جو چیز کل کو عارض ہوتی ہے وہ جزء کو بھی عارض ہوتی ہے، اس بناء پر فتحہ سکون کے اخوات میں سے ہوا۔

سوال ۸ : جب فعلِ ماضی اسمِ فاعل سے مشابہت رکھتا ہے تو جس طرح اسمِ فاعل معرب ہوتا ہے اسی طرح فعلِ ماضی کو بھی معرب بنا دینا چاہیئے تھا ؟

جواب : فعلِ ماضی کا معرب ہونے کے لئے اسمِ فاعل سے مشابہت تامہ رکھنا ضروری ہے حالانکہ فعلِ ماضی اسمِ فاعل سے مشابہت ادنی رکھتا ہے اور وہ اسمِ فاعل کی طرح نکرہ کی صفت واقع ہونا ہے، جبکہ مشابہتِ تامہ کے لیے چند شرائط کا ہونا ضروری ہے، اور وہ یہ ہیں۔

(۱) حرکات وسکانات میں اسمِ فاعل کے ہم وزن ہونا۔

(۲) حال واستقبال کے درمیان شائع ہونا۔

(۳) لام، سین، سوف میں سے کسی کے ذریعے حال واستقبال میں سے کسی کے ساتھ خاص ہونا۔

(۴) اسمِ فاعل کا اس فعل سے عمل لینا۔

(۵) اسمِ فاعل کی جگہ اس کے وقوع کا صحیح ہونا۔

پس فعلِ ماضی میں مذکورہ تمام شرائط میں سے صرف ایک شرط پائی جاتی ہے جس کی بناء پر فعلِ ماضی کو اسمِ فاعل سے مشابہتِ تامہ حاصل نہ ہونے کی وجہ سے مکمل معرب نہیں کیا گیا بلکہ فتحہ دے کر اعراب کی نشانی باقی رکھی گئی ہے اور فتحہ دے کر مبنی کر دیا گیا ہے۔

سوال ۹ : پھر فعلِ مضارع کو کیوں معرب قرار دیا گیا ہے؟

جواب : فعلِ مضارع کو معرب قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ فعلِ مضارع اسمِ فاعل کے ساتھ مشابہتِ تامہ رکھتا ہے۔ کیونکہ فعلِ مضارع میں مشابہتِ تامہ کی تمام شرائط بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ جیسے....

(۱) فعلِ مضارع حرکات وسکنات اسمِ فاعل کے ہم وزن ہوتا ہے۔ جیسے یَضْرِبُ ضَارِبٌ ۔

(۲) جس طرح فعلِ مضارع حال واستقبال کے درمیان شائع ہوتا ہے اسی طرح اسمِ فاعل بھی حال واستقبال کے درمیان شائع ہوتا ہے۔

(۳) جس طرح فعلِ مضارع لام، سین، سوف کے ذریعے حال واستقبال میں سے کسی ایک کے ساتھ خاص ہوتا ہے، ایسے ہی اسمِ فاعل بھی لام کے ذریعے خاص ہوتا ہے۔

(۴) اسمِ فاعل فعلِ مضارع سے عمل بھی لیتا ہے جبکہ حال واستقبال کے معنی میں ہو تو فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دیتا ہے، جیسے زَیْدٌ ضَارِبٌ غُلَامُہٗ عَمْرواً اَلْاٰنَ اَوْ غداً۔

(۵) اسمِ فاعل کی طرح فعلِ مضارع بھی نکرہ کی صفت واقع ہو جاتا ہے۔ جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اَوْ یَضْرِبُ ۔

سوال ۱۰ : فعلِ امر کو مبنی علی السکون کیوں رکھا گیا حالانکہ فعلِ امر حرکات وسکانات میں اسمِ فاعل کے حالتِ وقف میں مشابہ ہوتا ہے۔

جواب : فعلِ امر حرکات وسکانات میں اسمِ فاعل کے حالتِ وقف میں مشابہ صرف لفظ میں ہوتا ہے اور صرف لفظ میں مشابہ ہونا معرب بننے کے لیے کافی نہیں ہے۔

نیز فعلِ امر کا آخر ہمیشہ مبنی علی السکون ہوتا ہے برخلاف اسمِ فاعل کے کہ اسمِ فاعل کا آخر معرب علی الحرکت ہوتا ہے، پس فعلِ امر و اسمِ فاعل کے درمیان حرکات و سکانات میں مشابہت نہ پائے جانے کی وجہ سے فعلِ امر مبنی علی السکون ہوگا۔ نیز اسمِ فاعل خبر کے قبیل سے ہے جبکہ فعلِ امر انشاء کے قبیل سے ہے۔

سوال ۱۱ : فعلِ ماضی کے تثنیہ مذکر غائب میں الف اور جمع مذکر غائب میں واؤ اور جمع مؤنث غائب وحاضر میں نون کا اضافہ کیوں کرتے ہیں ؟

جواب : فعلِ ماضی کے تثنیہ کے صیغوں میں الف کی زیادتی اس لیئے کی جاتی ہے تا کہ الف ھُمَا ضمیرِ تثنیہ پر دلالت کرے۔ جیسے ضَرَبَا ۔ ضَرَبَتَا ۔ ضَرَبْتُمَا ۔

اور جمع مذکر غائب کے صیغے میں واؤ کو زیادہ کیا گیا تا کہ وہ واؤ ھُم ضمیرِ جمع پر دلالت کرے۔ جیسے ضَرَبُوْا ۔ اور جمع مؤنث غائب وحاضر کے صیغے میں نون کو زیادہ کیا گیا تا کہ وہ ھُنَّ ضمیرِ جمع مؤنث پر دلالت کرے۔ جیسے ضَرَبْنَ اور ضَرَبْتُنَّ ۔

سوال ۱۲ : فعلِ ماضی کے صیغے جمع مؤنث غائب (ضَرَبُوْا) میں لام کلمہ (باء) کو ضمہ کیوں دیا گیا ہے حالانکہ فعلِ ماضی مبنی علی الفتح ہوتا ہے ؟

جواب : یقیناً فعلِ ماضی مبنی علی الفتح ہوتا ہے مگر پھر بھی فعلِ ماضی کے صیغے جمع مذکر غائب میں جو لام کلمہ (باء) کو ضمہ دیا گیا ہے وہ واؤِ جمع کی وجہ سے ہے کہ واؤ اپنے ماقبل ضمہ چاہتی ہے۔ جیسے ضَرَبُوْا ۔

سوال ۱۳ : اگر ضَرَبُوْا میں لام کلمہ (باء) کو ضمہ واؤ کی وجہ سے دیا گیا ہے تو رَمَوْا میں میم کو ضمہ کیوں نہیں دیا گیا ؟

جواب : رَمَوْا میں میم کو ضمہ اس لیے نہیں دیا گیا کہ میم واؤ کا ماقبل نہیں ہے بلکہ واؤ کا ماقبل یاء ہے، کیونکہ رَمَوْا کی اصل رَمَیُوْا ہے، پس یاء متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یاء الف ہوگئی تو رَمَاوْا ہوا، پھر الف اور واؤ کے درمیان التقاء ساکنین ہوا جسکی بناء پر الف گر گئی تو رَمَوْا ہو گیا۔

سوال ۱۴ : رَضُوْا میں بھی تو ضاد واؤ کا ماقبل نہیں ہے مگر پھر بھی ضاد کو ضمہ دیا گیا ہے، ایسا کیوں ؟

جواب : رَضُوْا میں اگرچہ ضاد واؤ کا ماقبل نہیں ہے کیونکہ اس کی اصل رَضِیُوا، مگر پھر بھی ضاد کو ضمہ دیا گیا ہے، اس کی یہ وجہ ہے کہ اگر ضاد کو ضمہ نہ دیتے تو رَضِوْا ہوتا کیونکہ رَضِیُوْا سے یاء (یاء پر ضمہ دشوار ہونے کی وجہ سے ضمہ گر گیا، پھر یاء اور واؤ کے درمیان التقائے ساکنین ہوا تو یاء) گر گئی، تو رَضِوْا بچا۔ اب اس صورت میں کسرۂ تحقیقیہ (زیر) سے ضمہ تقدیریہ (واؤ) کی جانب خروج لازم آ رہا ہے اور یہ اہلِ عرب کے نزدیک ناپسندیدہ اور ثقل کا باعث ہے، لہذا اس ثقل کو دور کرنے کے لیے ضاد کو ضمہ دے دیا گیا، کیونکہ نیچے سے اوپر چڑھنے میں آدمی تھک جاتا ہے بخلاف اوپر سے نیچے۔

کسرہ کو کسرۂ تحقیقیہ، اور یاء کو کسرۂ تقدیریہ، اور ضمہ کو ضمۂ تحقیقیہ اور واؤ کو ضمۂ تقدیریہ کہتے ہیں۔

سوال ۱۵ : فعلِ ماضی کے صیغے جمع مذکر غائب ضَرَبُوْا میں واؤ کے بعد الف کیوں لکھتے ہیں ؟

جواب : ضَرَبُوْا میں واؤ کے بعد الف اس لیے لکھتے ہیں تا کہ واؤِ جمع اور واؤِ عطف کے درمیان فرق کیا جا سکے۔جیسے حَضَرَ وَ قَتَلَ اور حَضَرُوْا قَتَلَ۔پس پہلی مثال میں واؤ جمع کا ہے اور دوسری مثال میں واؤ جمع کا ہے پس واؤِ جمع کے بعد الف کا اضافہ کیا گیا ہے تا کہ دونوں میں فرق ہو سکے۔

اور بعض بصریین کہتے ہیں کہ واؤِ جمع کے بعد الف کو اس لیے لکھا جاتا ہے تا کہ واؤِ جمع اور واؤِ واحد کے درمیان فرق ہو جائے،جیسے لَنْ یَّدْعُوَ(واحد کا صیغہ)اور لَنْ یَّدْعُوْا (جمع کا صیغہ)۔پس اگر جمع کے صیغے میں واؤ کے بعد الف نہ لکھتے تو یہ واحد کے صیغے سے بحالتِ نصب ملتبس ہو جاتا۔

سوال ۱۶ : فعل ماضی کے صیغے واحد مؤنث غائب ضَرَبَتْ میں تاء کو علامتِ مؤنث کیوں بنایا گیا ہے ؟

جواب : فعلِ ماضی کے صیغے واحد مؤنث غائب میں تاء کو علامتِ تانیث اس لیے بنایا گیا ہے کہ تاء مخرج ثانی میں سے ہے یعنی تاء وسطِ فم سے ادا ہوتی ہے اور مؤنث بھی تخلیق میں ثانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے حضرتِ آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا پھر آپ کی مبارک پسلی سے حضرتِ حوا رضی اللہ عنہا کو پیدا فرمایا جیسا کہ فرمانِ باری ہے خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدٍ وَ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا (النساء،۱)پس تاء کی زیادتی کر کے مذکر و مؤنث کے درمیان فرق بھی ہو گیا اور تاء مخرج ثانی اور مؤنث خلقِ ثانی کے درمیان مناسبت کی وجہ سے مؤنث کے صیغے میں تاء کی زیادتی کر دی گئی ہے۔

سوال ۱۷ : اگر یہ زیادتی مذکر کے صیغے میں کرتے اور مؤنث کے صیغے کو اصل پر رکھتے تو تب بھی فرق ہو جاتا،لہٰذا ایسا کیوں نہ کیا گیا ؟

جواب : اہلِ عرب زیادتی فرع میں کرتے ہیں اصل میں نہیں،پس مذکر اصل ہے اس لیے اس میں کسی حرف کی زیادتی نہیں کی گئی ہے اور مؤنث مذکر کی فرع ہے لہٰذا اس میں زیادتی کر دی گئی ہے۔

سوال ۱۸ : ضَرَبَتْ کی تاء کو علامتِ تانیث بنایا گیا ہے اس کو ضمیر کیوں نہیں بنایا گیا ؟

جواب : کیونکہ جب اس کے بعد فاعل اسمِ ظاہر آتا ہے تو یہ تاء حذف نہیں ہوتی مثلاً ضَرَبَتْ هِنْدٌ پس اگر ضَرَبَتْ میں تاء فاعل کی ضمیر ہوتی تو فاعل کے ظاہر آنے کے وقت حذف ہو جاتی ورنہ تو ایک فعل کے دو فاعل بغیر عطف کے آنا لازم آتا جو کہ درست نہیں ہے کہ دو فاعل ہمیشہ عطف کے ساتھ ہی آتے ہیں بغیر عطف کے نہیں آ سکتے۔

سوال ۱۹: ضَرَبَتْ میں تاءِ تانیث ساکن کیوں ہے ؟

جواب : اس لیے کہ تاء حرف ہے اور حرف مبنی ہوتا ہے اور مبنی کی اصل ساکن ہونا ہے لہٰذا تاء اپنے اصل کے اعتبار سے ساکن ہے،نیز حرکت دینے کی کوئی وجہ بھی موجود نہیں ہے کہ اسے حرکت دی جائے۔

سوال ۲۰: ضَرَبْنَ۔ضَرَبْتَ۔ضَرَبْتُمَا۔ضَرَبْتُمْ۔ضَرَبْتِ۔ضَرَبْتُمَا۔ضَرَبْتُنَّ۔ضَرَبْتُ۔ضَرَبْنَا ان تمام صیغوں میں باء کو ساکن کیوں کیا گیا ہے ؟

جواب : اس لیے کہ ن۔تَ۔تُمَا۔تُمْ۔تِ۔تُمَا۔تُنَّ۔تُ۔نَا فاعل کی ضمیریں ہیں اور فاعل اپنے فعل کا جزء ہوتا ہے اس لیے ضَرَبْنَ اصل میں دو کلمہ ہے (فعل اور ضمیر فاعل)لیکن جب فاعل کا اتصال فعل کے ساتھ شدید ہوا تو ضمیر اپنے فعل کے ساتھ شدتِ اتصال کی بناء پر فعل کا جز بن گیا،لہٰذا اب ضَرَبْنَ اور اس جیسے دیگر صیغے کلمہء واحدہ کی طرح ہو گئے،جب اتنی بات سمجھ میں آ گئی تو اگر باء کو ساکن نہ کرتے تو ایک کلمہ میں پے در پے چار حرکات لازم آتیں جیسے ضَرَبَنَ اور پے در پے ایک کلمہ میں چار حرکات کا آنا ثقل کا باعث ہے،لہٰذا اس ثقل کو دور کرنے کے لیے باء کو ساکن کر دیا گیا ہے۔

سوال ۲۱: ضَرَبْنَ اور اس جیسے دیگر صیغوں میں کسی اسم کا وطف بغیر تاکید کے کیوں جائز نہیں ہے؟

جواب : کیونکہ ضَرَبْنَ اور اس جیسے دیگر صیغوں کا آخری حرف فاعل کی ضمیر ہے اور ضمیر فعل کا جز ہے اور جس اسم کا عطف کرنے جا رہے ہیں ایک کلمہء کل ہے،لہٰذا عطف کرنے کی صورت میں کل کا عطف جز پر ہوگا جو کہ ناجائز ہے۔جیسے ضَرَبْتَ وَ زَیْدٌ پس زید ایک اسم کل ہے جس کا عطف تَ ضمیرِ فاعل پر ہے جو کہ فعل کا جز ہے جس کی وجہ سے کل کا عطف جز پر لازم آ رہا ہے کیونکہ زید کا عطف نہ تو ضَرَبَ پر ہو سکتا ہے اور نہ پورے ضَرَبْتَ پر ورنہ تو اسم کا عطف فعل پر لازم آتا حالانکہ فعل کا عطف فعل پر اور اسم کا عطف اسم پر ہوتا ہے۔ہاں زید کا عطف صرف تَ ضمیرِ فاعل پر ہے کیونکہ تَ ضمیرِ فاعل بھی اسم ہے اور زید بھی اسم ہے پس عطف الکل علی الجزء والی خرابی کی وجہ سے بغیر تاکید کے عطف کرنا جائز نہیں ہے۔اور جب تاکید کے ساتھ عطف کیا گیا جیسے ضَرَبْتَ اَنْتَ وَ زَیْدٌ تو درست ہے کہ یہاں پر کل کا عطف کل پر ہے کہ اَنْتَ ضمیر بھی اسمِ کل ہے اور زید بھی اسمِ کل ہے۔

سوال ۲۲: ضَرَبْنَ میں ثقل کی بناء پر باء کو ساکن کیا گیا ہے تو ضَرَبَتَا میں باء کو ساکن کیوں نہیں کیا گیا ہے حالانکہ یہاں پر بھی پے در پے چار حرکات آ رہی ہیں کیا یہ ثقل کا باعث نہیں ہے؟

جواب: آپ کا اعتراض کرنا بجا ہے،لیکن باء اصل میں ساکن ہی ہے جس کی وجہ سے یہ اعتراض لازم نہیں آتا،کیونکہ تاء کو حرکت الفِ تثنیہ کی وجہ سے دیا گیا ہے ورنہ تو اجتماعِ ساکنین لازم آتا،پس تاء کی حرکت عارضی ہے اور عارض معدوم کی طرح ہوتا ہے،لہٰذا ضَرَبَتَا میں تاء سکون کے حکم میں ہے،فلا اعتراض علیہا۔کیونکہ الف ساکن ہوتا ہے اور تاء بھی ساکن ہے اور ان کا پڑھنا دشوار ہے۔

اور تاء کی حرکت کے عارضی ہونے کی وجہ سے رَمَتْ میں الف کو گرا دیا گیا ہے کیونکہ اس کی اصل رَمَيَتْ ہے پس یاء ماقبل فتحہ کی وجہ سے یاء الف ہو گئی تو رَمَاتْ ہو گیا پس تاء حکماً ساکن ہے تو دو ساکن حرف جمع ہو گئے جن کا پڑھنا دشوار ہے تو الف کو گرا دیا گیا تو رَمَتْ ہو گیا۔پھر الفِ تثنیہ کا اضافہ کیا گیا تو رَمَاتْا ہو گیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے تاء کو عارضی فتحہ دیا گیا تو رَمَتَا بن گیا۔اور بعض لوگ تاء کی حرکت کو اصل مانتے ہوئے رَمَتَا کو رَمَاتَا بھی پڑھتے ہیں۔مگر یہ درست نہیں ہے کیونکہ جب کوئی حرف

ساقط ہوجاتا ہے تو دوبارہ واپس نہیں آتا، لہٰذا جب رَمیٰ سے مؤنث کا صیغہ بنایا گیا تو رَمَیَتْ بنا پھر یاء ماقبل فتحہ کی وجہ سے الف ہوگئی تو رَمَاتْ ہوگیا اب اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے الف گرگئی تو رَمَتْ ہوگیا، اور جب تثنیہ کا صیغہ بنایا گیا تو تاء کے بعد الفِ تثنیہ کی زیادتی کی گئی تو رَمَتْا ہوگیا اس صورت میں تاء اور الفِ تثنیہ دونوں حرف ساکن ہوئے اور اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے تاء کو ساقط نہیں کرسکتے کہ یہ علامتِ تانیث ہے اور الف کو بھی ساقط نہیں کرسکتے کہ یہ تثنیہ کی ضمیر ہے پس جب دونوں میں سے کسی ایک کو ساقط کرنا محال ہوا تو ہم نے تاء کو اخف الحرکات ہونے کی وجہ سے فتحہ کی حرکت دے دیا تو رَمَتَا ہوگیا۔ اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ میم کے بعد جو الف تھا اسے تاء کے ساکن ہونے کی وجہ سے گرایا گیا تھا اب جب کہ رَمَتَا میں تاء متحرک ہوگئی ہے تو اس الف کو پھر لے آئیں گے کیونکہ اب اس کے حذف کی کوئی صورت موجود نہیں۔ مگر اب دوبارہ اس الف کو لانا درست نہیں کہ جو ایک بار ساقط ہوگیا دوبارہ نہیں لایا جاتا، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جو انسان ایک بار مرگیا دوبارہ زندگی نہیں پاتا۔

سوال:۲۳: جب کلمۂ واحدہ میں چار حرکات پے درپے نہیں آتیں تو ضَرَبَكَ میں کیسے آگئیں؟

جواب: آپ کی پیش کردہ مثال ضَرَبَكَ کلمۂ واحدہ نہیں ہے کیونکہ کاف ضمیرِ فاعل نہیں بلکہ ضمیرِ مفعول ہے اور مفعول فعل کا جز نہیں ہوتا کیونکہ یہ کلام میں فضلہ ہوتا ہے کہ کلام اس کے بغیر بھی پورا ہوجاتا ہے بخلاف فاعل کے کہ فعل بغیر فاعل کے نہیں پایا جاتا، پس جب ضَرَبَكَ کلمۂ واحدہ نہیں تو اس پر مذکورہ اعتراض بھی واقع نہیں ہوسکتا کہ یہ دو کلمے ہیں اور دو کلموں کا اعتبار نہیں جیسے ضَرَبَ وَ قَتَلَ، کہ ضَرَبَ ایک کلمہ اور واؤ دوسرا کلمہ اور قَتَلَ تیسرا کلمہ ہے اور چار حرکات کا پے درپے آنا کلمۂ واحدہ میں ثقل کا باعث بنتا ہے نہ کہ دو کلموں میں۔

سوال:۲۴: هُدَبِدٌ تو کلمۂ واحدہ ہے اس میں کیسے چار حرکات پے درپے آگئیں؟

جواب: هُدَبِدٌ اگرچہ کلمۂ واحدہ ہے مگر اس کی اصل هُدَابِدٌ ہے جس میں چار حرکات پے درپے نہیں آرہے ہیں پھر هُدَابِدٌ میں قصر کیا گیا جس طرح مِخْيَطٌ میں قصر کیا گیا ہے کہ اس کی اصل مِخْيَاطٌ ہے، اور رہا یہ سوال کہ هُدَابِدٌ میں قصر کیوں کیا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اقتصار میں راحت ہے۔ سوال:۲۵:

ضَرَبْنَ صیغہ جمع مؤنث غائب فعلِ ماضی سے تاء علامتِ تانیث کو کیوں حذف کیا گیا حالانکہ یہ ضَرَبَتْ سے بنا ہے لہٰذا اس کو ضَرَبَتْنَ ہونا چاہئے تھا؟

جواب: یقیناً ضَرَبْنَ ضَرَبَتْ سے بنا ہے لیکن پھر بھی تاء علامتِ تانیث کو حذف کردیا گیا ہے کیونکہ تاء کو باقی رکھنے کی صورت میں دو علامتِ تانیث کا جمع ہونا لازم آرہا تھا جو کہ ثقل کا باعث ہے جیسے کہ مُسْلِمَاتٌ میں تاءِ اوّل کو حذف کردیا گیا کیونکہ اس کی اصل مُسْلِمَتَاتٌ ہے پھر ثقل کی بناء پر تاءِ اوّل کو حذف کردیا گیا تاکہ دو علاماتِ تانیث جمع نہ ہوں اسی طرح ضَرَبْنَ سے تاء کو حذف کردیا گیا ہے۔

سوال:۲۶: ضَرَبْنَ کے نون کو متحرک رکھا گیا، اس کو ساکن کرکے باء کو حرکت کیوں نہ دیا گیا؟

جواب: ضَرَبْنَ کے نون کو متحرک اس لیے رکھا گیا ہے کہ نون ضمیر ہے اور ضمیر متحرک ہوتی ہے اگر اس کو ساکن کرتے تو ان تمام ضمائر کی مخالفت لازم آتی جو حرکت کو قبول کرتے ہیں پس اسی وجہ سے ضَرَبْنَ کے نون کو متحرک رکھا گیا ہے اور باء کو اس لیے ساکن کیا گیا کہ نون کی وجہ سے توالی حرکات لازم نہ آئیں لہٰذا نون کو ہی ساکن کرنا تھا مگر نون کو ساکن نہیں کیا جاسکتا وجہِ مذکورہ کی بناء پر، پس پھر اس حرف کو ساکن کیا گیا جو اس کے قریب تھا اور وہ باء ہے کہ قریب اولیٰ ہوتا ہے۔

سوال:۲۷: مُسْلِمَاتٌ سے تاءِ اوّل کو اس لیے حذف کیا گیا کہ اس میں دو علامتِ تانیث ایک ہی جنس کے جمع ہوگئے تھے لیکن ضَرَبْنَ میں دونوں علامتِ تانیث جدا جدا جنس سے ہیں پھر کیوں حذف کیا گیا؟

جواب: ضَرَبْنَ میں تاء اور نون اگرچہ دونوں ایک جنس کے نہیں تھے مگر پھر بھی تاء کو حذف کیا گیا تاکہ فعل کو ثقل سے بچایا جائے اور فعل کو ثقل سے بچانا دونوں علامات کو جمع کرنے سے اولیٰ ہے اگرچہ دونوں مختلف جنس کے ہوں اس لیے کہ تانیث پہلے ہی تذکیر سے ثقیل ہوتا ہے حروف کی زیادتی کی وجہ سے نیز فعل بھی ثقیل ہوتا ہے حدث، زمان اور نسبت الی الفاعل کی وجہ سے، پس اگر ضَرَبْنَ میں تاء کو حذف نہ کرتے تو تین تین ثقل جمع ہوجاتے اور تانیث والی ثقل اور حدث و زمان و نسبت الی الفاعل والا ثقل کو تو دور نہیں کرسکتے ورنہ فعل مؤنث نہ ہوگا اور معنیٰ حدث و زمان ختم ہوجائے گا لہٰذا تاء والی ثقل کو دور کرنا ممکن تھا کیونکہ اس کی جگہ نون علامتِ تانیث آگیا تھا اس لیے تاء کو حذف کرکے ثقل کو دور کردیا گیا۔

سوال:۲۸: حُبْلَيَاتٌ جو حُبْلیٰ کی جمع ہے اس میں بھی تو دو علامتِ تانیث جمع ہیں ان دونوں میں سے ایک کو کیوں حذف نہیں کیا گیا؟

جواب: حُبْلیٰ مؤنث ہے اور اس میں علامتِ تانیث الفِ مقصورہ ہے جب اس کی جمع بنائی گئی تو حُبْلَيَاتٌ بنی پس اس میں یاء اور تاء دو علامتِ تانیث جمع ہوگئیں مگر پھر بھی ایک کو حذف نہ کیا گیا بلکہ دونوں کو برقرار رکھا گیا اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ اسم ہے اور اسم میں نہ تو معنیٰ حدث و زمان ہوتا ہے اور نہ نسبت الی الفاعل اور نہ ضمیرِ فاعل لہٰذا اسم میں فعل کے مقابلے حد درجہ خفت ہوتی ہے اب اگر اس خفت میں ذرا سا ثقل آ بھی جائے تو کوئی مذائقہ نہیں اس لیے اس میں دونوں کو جمع رکھا گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ دونوں علامت مختلف الجنس ہیں لہٰذا دونوں کا جمع ہونا ممکن ہے۔

سوال:۲۹: فعلِ ماضی میں تثنیہ مذکر حاضر اور تثنیہ مؤنث حاضر کے صیغے کو ایک طرح کا کیوں کیا گیا ہے الگ الگ کیوں نہیں لایا گیا؟ جواب:

فعلِ ماضی کے تثنیہ مذکر حاضر اور تثنیہ مؤنث حاضر کے لیے صرف ایک صیغہ ضَرَبْتُمَا وضع کیا گیا ہے اس کی وجہ تثنیہ کا قلت کے ساتھ استعمال ہونا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ صیغوں میں ایجاز یعنی اختصار سے کام لیا گیا ہے اب اگر مخاطبہ کے لیے الگ سے صیغہ وضع کرتے تو تطویل لازم آتا جو ایجازِ مقصود کے مخل ہے تثنیہ میں قلتِ استعمال کے باوجود فافہم۔

سوال:۳۰: فعلِ ماضی کے متکلم کے چھ صیغوں کی جگہ صرف دو صیغے ہی کیوں وضع کئے گئے ہیں؟ جواب:

اس کا جواب ہم نے شروع میں سوال نمبر (۲) اور (۳) میں دے دیا ہے لہٰذا وہاں دیکھ لیا جائے۔

سوال:۳۱:　ضمائر کو وضع کرنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب:　ضمائر کو وضع کرنے کی غرض وحکمت ایجاز یعنی اختصار ہے کیا آپ کو نہیں معلوم کہ جب آپ زَیْدٌ اَضْرَبْتُہٗ ضمیر کے ساتھ کہتے ہیں تو یہ جملہ ضَرَبْتُ زَیْدًا سے زیادہ مختصر ہوتا ہے، پس اسم کی جگہ ضمیر کو استعمال کرنے سے جملہ مختصر ہو جاتا ہے اور یہ ایک قسم کی خفت ہے اور جملہ وکلام وہی اچھا ہوتا ہے جو مختصر ہو۔

سوال:۳۲:　ضَرَبْتُمَا میں میم کو کیوں زیادہ کیا گیا؟

جواب:　فعلِ ماضی کے صیغہ واحد مذکر حاضر ضَرَبْتَ تھا جب تثنیہ کا صیغہ بنایا گیا تو الفِ تثنیہ کا تاء کے بعد اضافہ کیا گیا تو ضَرَبْتَا ہو گیا اب تاء اور الف کے درمیان میم کی زیادتی کی گئی تا کہ اشباع کے الف سے ملتبس نہ ہو کیونکہ جب ضَرَبْتَا کہا گیا تو پہچان نہ ہوسکی کہ یہ الفِ تثنیہ ہے یا یہ الف الفِ اشباع کا ہے کہ واحد مذکر حاضر ضَرَبْتَ کو دراز کر کے ضَرَبْتَا پڑھا گیا ہے پس اس التباس سے بچنے کے لیے تاء اور الف کے درمیان میم کا اضافہ کیا گیا ہے جیسے کہ شاعر کا قول:　　　اَخُوْكَ اَخُوْ

مُكَاثَرَةٍ وَ ضِحْكٍ　　　　وَ حَيَّاكَ الْإِلٰهُ فَكَيْفَ اَنْتَا

فَاِنَّكَ ضَامِنٌ بِالرِّزْقِ حَتّٰى　　　　تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَا ضَمِنْتَا

ترجمہ:　تیرا بھائی تو ہنس مکھ اور خوش باش تھا، اللہ تجھے زندہ رکھے تو کیسا ہے۔

کیا تو رزق کا ضامن ہے کہ جس کا تو ضامن نہ ہوگا وہ بھوکا مر جائے گا۔

پس پہلے مصرے کے دوسرے جزء میں اَنْتَا اصل میں اَنْتَ ہے مگر دراز کر کے الف اشباع کا اضافہ کیا گیا ہے اور دوسرے مصرے کے دوسرے جزء میں ضَمِنْتَا اصل میں واحد مذکر حاضر کا صیغہ اور ضَمِنْتَ ہے مگر دراز کر کے الفِ اشباع کا اضافہ کیا گیا ہے مگر میم کا اضافہ نہ کیا جاتا تو الفِ تثنیہ اور الفِ اشباع کے درمیان امتیاز نہ ہو پاتا۔

سوال:۳۳:　ضَرَبْتُمَا میں حرفِ میم کو ہی کیوں خاص کیا گیا ہے، دوسرے حرف کی زیادتی کر کے اس التباس کو دور کیوں نہ کیا گیا؟　　　جواب:

ضَرَبْتُمَا میں میم ہی کو زیادہ کیا گیا دوسرے حرف کو نہیں لایا گیا، کیونکہ ضَرَبْتُمَا کے تحت اَنْتُمَا ضمیر پوشیدہ ہے لہذا جس طرح اَنْتُمَا میں میم ہے اسی مناسبت کی بناء پر ضَرَبْتُمَا میں میم کی زیادتی کی گئی۔

سوال:۳۴:　ضَرَبْتُمَا اور اَنْتُمَا کی میم کو فتحہ کیوں دیا گیا؟

جواب:　میم کو فتحہ الف کی وجہ سے دیا گیا ہے ورنہ تو میم ساکن تھی اور الف بھی ساکن تھا، پس اجتماعِ ساکنین سے بچنے کے لیے حرکت دینا لازم تھا اب چونکہ میم کے بعد الف تھا اور الف اپنے ماقبل فتحہ چاہتا ہے لہذا میم کو فتحہ دے دیا گیا۔

سوال:۳۵:　اَنْتُمَا میں میم کی زیادتی کیوں کی گئی؟

جواب:　واحد مذکر حاضر کی ضمیر اَنْتَ تھی جب تثنیہ بنایا گیا تو الفِ تثنیہ کا اضافہ کیا گیا تو اَنْتَا ہو گیا، پھر الفِ تثنیہ اور الفِ اشباع کے درمیان التباس ہوا تو میم کی زیادتی کر کے اس التباس کو دور کیا گیا، اب رہا یہ سوال کہ میم ہی کو کیوں لائے دیگر حرف کو لے آتے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مخرج میں میم تاء کے قریب ہے کہ میم حرفِ شفویہ ہے اور یہ مخرجِ اوّل ہے اور تاء مخرجِ ثانی میم سے سے ہے پس مخرجِ اوّل مخرجِ ثانی کے قریب ہے لہذا اقرب کی بناء پر میم کو خاص کیا گیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اَنْتُمَا میں میم کی زیادتی ہُمَا کی اتباع کرتے ہوئے کی گئی ہے کہ جس طرح ہُمَا میں میم ہے اور وہ تثنیہ کی ضمیر ہے اسی طرح اَنْتُمَا بھی تثنیہ کی ضمیر ہے لہذا میم کو خاص کر دیا گیا۔

سوال:۳۶:　ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُمْ ضَرَبْتُنَّ میں تاء کو ضمہ کیوں دیا گیا؟

جواب:　اس کے کئی جوابات دئے گئے ہیں (۱) تاء فاعل کی ضمیر ہے اور ضمہ تمام حرکات میں سب سے قوی ہوتا ہے اور فاعل بھی کلام میں سب سے قوی اور اہمیت کا حامل ہوتا ہے لہذا مناسب ہوا کہ قوی کو قوی حرکت دی جائے کہ ضمہ فاعل کی حرکت کے مناسب ہے اور اس وجہ سے ضمہ دیا گیا۔ (۲) تاء الف کے ساتھ مل کر ضمیر ہے پس ضمیر کے جزءِ اوّل کو ضمہ دے کر متحرک کیا گیا کیونکہ ضمہ قوی الحرکات ہے۔ (۳) الف ضمیر ہے اور تاء تثنیہ مذکر حاضر اور تثنیہ مذکر غائب کے درمیان فرق کرنے کے لیے ہے اور پھر تاء کے بعد میم کی زیادتی کی گئی الفِ اشباع سے بچنے کے لیے اور تاء کو ضمہ دیا گیا کیونکہ تاء فاعل کے لیے فرق کرنے والا ہے (فاعل الف ہے)۔ (۴) اور بصریین کہتے ہیں کہ تاء کو ضمہ میم کی موافقت کی وجہ سے دیا گیا ہے کیونکہ میم شفویہ ہے اور ضمہ بھی شفویہ ہے پس ضمہ میم کی جنس سے ہوا، پس اہلِ عرب نے تاء کی حرکت میم کی جنس سے لے آئیں مناسبت کی وجہ سے۔

سوال:۳۷:　صیغہ واحد مذکر حاضر ضَرَبْتَ کی تاء کو فتحہ کیوں دیا گیا؟

جواب:　(۱) اس کا ایک جواب یہ ہے کہ واحد مذکر حاضر ضَرَبْتَ۔ میں تاء کو فتحہ دیا گیا تا کہ واحد متکلم اور تثنیہ سے التباس نہ ہو کہ ان میں ضمہ ہے۔ (۲) اور دوسرا جواب یہ ہے کہ جب غائب مذکر کے تین صیغے وضع ہو گئے تو پھر مؤنث غائب کے تین صیغے وضع کئے گئے، پھر نمبر مذکر حاضر کا آیا جب واحد کا صیغہ بنا تو تاء کو حرکت دینے کی بات سامنے آئی اور تاء کو فتحہ دے دیا گیا اخف الحرکات کی وجہ سے، پھر جب مؤنث حاضر کی باری آئی تو واحد مؤنث کی تاء کو کسرہ دے دیا گیا کیونکہ فتحہ مذکر میں دے دیا تھا اب ہمارے پاس کسرہ اور ضمہ بچا تھا پس اس کو ضمہ نہیں دیا گیا کہ وہ اثقل الحرکات ہے لہذا کسرہ دے دیا الساکن اذا حرک حرک بالکسر کے تحت، اور جب واحد متکلم کی باری آئی تو اس کو ضمہ دے دیا گیا کہ فتحہ اور کسرہ دوسرے صیغوں کو دیا جا چکا تھا۔

سوال:۳۸:　ضَرَبْتُمْ میں میم کی زیادتی کیوں کی گئی اور میم کو ساکن کیوں کیا گیا؟

جواب:　ضَرَبْتُمْ میں میم کی زیادتی اس لیے کی گئی تا کہ ضَرَبْتُمْ ضَرَبْتُمَا کے بعد آتا ہے لہذا تثنیہ کی اتباع کرتے ہوئے جمع میں بھی اسی چیز کی زیادتی کی گئی جس چیز کی تثنیہ میں کی گئی تھی اور واوِ اشباع سے بچانے کے لیے۔ (۱) اب رہا یہ سوال کہ میم ساکن کیوں ہے؟ تو ساکن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی اصل ضَرَبْتُمُوْا ہے کیونکہ جب

ضَرَبَ سے جمع حاضر کا صیغہ بنایا گیا تو آخر میں واوِ جمع کی زیادتی کی گئی تو ضَرَبُوْا ہوا اور یہ جمع غائب کے صیغے سے ملتبس ہوا تو فرق کرنے کے لیے تاء کی زیادتی کی گئی اور ضَرَبْتُوْا ہوا پھر تثنیہ کی اتباع کرتے ہوئے تاء کے بعد میم کی زیادتی کی گئی تو ضَرَبْتُمْوْا ہوا پھر واو کی وجہ سے میم کو ضمہ دیا گیا تو ضَرَبْتُمُوْا ہوا، پھر واو کو حذف کر دیا گیا کیونکہ ضَرَبْتُمُوْا کی میم اسم کی منزل میں ہے اور عربی لغت کے اندر کسی اسم کے آخر میں واو ما قبل مضموم نہیں ہوتا سوائے ہُوَ کے اسی وجہ سے دَلْوٌ کی جمع اَدْلٍ آتی ہے کیونکہ اَدْلٍ کی اصل اَدْلُوٌ ہے اَفْعُلٌ کے وزن پر، پس اگر اَدْلُوٌ رہنے دیتے تو واو ما قبل ضمہ ہوتا لہذا واو کو یاء سے بدل دیا اور لام کو یاء کی مناسبت سے کسرہ دے دیا تو اَدْلِيٌ ہو گیا پھر تنوین کو نونِ ساکن کر کے ظاہر کیا گیا تو اَدْلِيُنْ ہوا پھر یاء پر ضمہ دشوار ہونے کی وجہ سے یاء کو ساکن کیا تو یاء اور نون کے درمیان اجتماعِ ساکنین ہوا تو یاء گر گئی تو اَدْلِنْ ہوا پھر نون کو تنوین کی صورت میں لکھا گیا تو اَدْلٍ ہو گیا۔

پس جب واو ساقط ہو گئی تو میم ساکن ہو گیا کیونکہ میم کو ضمہ واو کی وجہ سے دیا گیا تھا، تو ضَرَبْتُمْ ہو گیا۔

نوٹ: یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ میم اسم کی منزل میں کیسے ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ میم اسم کا جزء ہوتا ہے کیونکہ لفظِ میم کے ذریعے اسم بنتا ہے جیسے اسمِ مفعول، اسمِ ظرف، اسمِ آلہ اور ثلاثی مزید فیہ و رباعی مجرد و مزید فیہ کا اسمِ فاعل جیسے یُخْرِجُ فعل تھا لیکن جب علامتِ مضارع حذف کر کے میمِ مضموم لگا دیا گیا تو مُخْرِجٌ اسمِ فاعل بن گیا۔ علٰی ہٰذا القیاس۔

سوال:۳۹: ضَرَبُوْا اور ضَرَبْتُمُوْهُ میں تو ما قبل ضمہ آ رہا ہے یہاں پر واو کو کیوں حذف نہیں کیا گیا؟

جواب: ضَرَبُوْا سے واو کو اس لیے حذف نہیں کیا گیا کہ باء اسم کی منزل میں نہیں ہے اور ضَرَبْتُمُوْهُ سے واو کو اس لیے حذف نہیں کیا گیا کہ ہُ ضمیرِ منصوب متصل ہے جس کی وجہ سے واو آخر میں نہ رہی اور جو ہم نے قاعدہ بیان کیا وہ اس واو کا ہے جو آخر میں واقع ہو اور اس سے پہلے میم بمنزلۂ اسم ہو۔ ضَرَبْتُمُوْهُ میں واو سے پہلے میم بمنزلۂ اسم تو ہے مگر واو ہُ ضمیرِ منصوب متصل کی وجہ سے آخر میں نہ رہی جس کی وجہ سے حذف نہیں کیا گیا۔ جیسے کہ عِظَايَةٌ کی یاء آخر میں تاء آنے کی وجہ سے کلمہ کا آخری حرف نہ رہا لہذا اس یاء کو ہمزہ سے نہیں بدلا گیا، حالانکہ قاعدہ ہے کہ جو واو اور یاء آخر میں الفِ زائدہ کے بعد واقع ہو وہ وجوباً ہمزہ سے بدل جاتی ہے جیسے اَحْيَايٌ سے اَحْيَاءٌ، اور اَسْمَاوٌ سے اَسْمَاءٌ۔

سوال:۴۰: ضَرَبْتُنَّ میں نون کو مشدد کیوں لایا گیا حالانکہ ضَرَبْنَ میں نون کو مشدد نہیں کیا گیا؟

جواب: اس کے دو جواب ہیں (۱) ضَرَبْتُنَّ کی اصل ضَرَبْتُمْنَ ہے، پس میم کو نون سے بدل دیا گیا قریب المخرج ہونے کی وجہ سے، پھر نون کو نون میں ادغام کر دیا گیا تو ضَرَبْتُنَّ ہو گیا جیسے عَنْبَرٌ میں نون کو میم سے بدل دیا جاتا ہے اور عَمْبَرٌ پڑھا جاتا ہے یوں ہی مِنْ بَعْدِ کو مِمْ بَعْدِ پڑھا جاتا ہے۔

(۲) اور دوسرا قول یہ ہے کہ ضَرَبْتُنَّ کی اصل ضَرَبْتُنْ ہے کیونکہ جو علت میم کی زیادتی کرنے کی ضَرَبْتُمَا اور ضَرَبْتُمْ میں پائی جاتی تھی یعنی الفِ اشباع کے ساتھ التباس وہ ضَرَبْتُنْ میں نہیں پائی جا رہی کہ ضَرَبْتُنْ کسی صیغہ سے ملتبس نہیں ہو رہا۔ فعلِ ماضی اور فعلِ مضارع کے جمع مؤنث کے صیغے ضَرَبْنَ، يَضْرِبْنَ، تَضْرِبْنَ میں نون کا ما قبل ساکن ہے اسی طرح ضَرَبْتُنْ میں نون کے ما قبل کو ساکن کرنا چاہا تھا تا کہ یہ صیغہ بھی تمام نوناتِ نساء کے موافق ہو جائے لیکن تاء کو ساکن کرنا ممکن نہ تھا ورنہ اجتماعِ ساکنین لازم آتا، اور اگر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے تاء کو حذف کرتے تو یہ بھی ممکن نہ تھا کہ تاء خطاب کی علامت ہے اور علامت حذف نہیں ہوتی پس اجتماعِ ساکنین سے بچنے کے لیے ایک نونِ ساکن کا اضافہ کیا قریب المخرج کی وجہ سے، پھر نون کو نون میں ادغام کر دیا تو ضَرَبْتُنَّ ہو گیا۔ اور ضَرَبْنَ میں نون کو مشدد لانے کی کوئی صورت موجود نہیں اسی لیے اسے بغیر تشدید کے لایا گیا ہے۔

سوال:۴۱: فعلِ ماضی کے صیغے واحد متکلم ضَرَبْتُ میں تاء کی زیادتی کیوں کی گئی اور تاء کو ضمہ کیوں دیا گیا؟

جواب: صیغہ واحد متکلم کے تحت اَنَا ضمیر پوشیدہ ہوتی ہے، پس اگر واحد متکلم کا صیغہ بنانے کے لیے اَنَا کے حرف میں سے کسی حرف کی زیادتی کرتے تو دیگر صیغوں سے التباس لازم آتا، جیسے کہ اگر الف کا اضافہ کرتے تو ضَرَبَا بنتا اور یہ تثنیہ مذکر غائب کا صیغہ ہے، اور اگر نون کا اضافہ کرتے تو ضَرَبْنَ بنتا اور یہ جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے لہذا واحد متکلم کا صیغہ بنانے کے لیے اسی حرف کو چنا گیا جو واحد متکلم کے اخوات ہے یعنی واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد مؤنث حاضر میں لایا گیا اور وہ تاء ہے لہذا ضَرَبْتَ ہوا، اب حرکت دینے کی باری آئی کیونکہ اگر ساکن کرتے تو واحد مؤنث غائب سے التباس ہوتا، اور اگر فتحہ دیتے تو واحد مذکر حاضر سے التباس ہوتا، اور اگر کسرہ دیتے تو واحد مؤنث حاضر سے التباس ہوتا، تو ہم نے تاء کو ضمہ دے دیا، ضمہ کے اَثقل الحرکات ہونے کے بوجود کیونکہ اب کوئی چارہ ہی نہیں تھا۔

سوال:۴۲: فعلِ ماضی کے صیغے جمع متکلم ضَرَبْنَا میں نا کی زیادتی کیوں کی گئی؟

جواب: کیونکہ جمع متکلم کے صیغہ کے تحت نَحْنُ ضمیر پوشیدہ ہوتی ہے، پس ضروری ہوا کہ نَحْنُ میں سے کسی حرف کی زیادتی کی جائے تا کہ وہ نَحْنُ ضمیر پر دلالت کرے، تو نَحْنُ میں سے نون کا اضافہ کیا گیا تو ضَرَبْنَ بن گیا جو جمع مؤنث غائب کے ساتھ ملتبس ہوا تو اس کا التباس دور کرنے کے لیے اس کے آخر میں الف کا اضافہ کر دیا گیا تو ضَرَبْنَا بن گیا۔

سوال:۴۳: ضمائر کی اقسام اور تعداد کتنی ہیں؟

جواب: جو ضمائر فعلِ ماضی اور دیگر افعال میں داخل ہوتی ہیں وہ ساٹھ ہیں، اور ضمائر کی اقسام اصل میں تین ہیں، (۱) مرفوع (۲) منصوب (۳) مجرور۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں (۱) متصل (۲) منفصل۔ یوں ضمائر کی کل چھ قسمیں ہو گئیں، پھر ان چھ میں سے مجرور منفصل خارج ہو جاتی ہے کیونکہ مجرور منفصل میں حرفِ جار اسمِ مجرور سے مؤخر ہو جائے گا اور یہ خلافِ قاعدہ ہے جیسے مَرَرْتُ زَيْدٌ بِ۔ پس اب کل پانچ ضمائر رہ گئیں۔ (۱) مرفوع متصل (۲) مرفوع منفصل (۳) منصوب متصل (۴) منصوب منفصل (۵) مجرور متصل۔

پھران میں سے ہرایک کی بارہ بارہ ضمیریں ہیں۔ حالانکہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ اٹھارہ ضمیر ہوں، چھ غائب اور غائبہ کی، چھ مخاطب اور مخاطبہ کی، چھ متکلم اور متکلمہ کی، مگر غائب اور غائبہ میں صرف پانچ پر اکتفاء کیا گیا ہے، کیونکہ تثنیہ کی ضمیر دونوں کے لیے ہُمَا آتی ہے، پس قلتِ استعمال کے پیشِ نظر ایک ہُمَا کو ساقط کردیا گیا ہے۔
اسی طرح مخاطب اور مخاطبہ میں صرف پانچ ضمیروں پر اکتفاء کیا گیا ہے کیونکہ کہ تثنیہ کی ضمیر دونوں کے لیے اَنْتُمَا آتی ہے، پس قلتِ استعمال کے تحت ایک اَنْتُمَا کو ساقط کردیا گیا۔ اور متکلم اور متکلمہ میں صرف دو ضمیروں پر اکتفاء کیا گیا ہے، کیونکہ اس کی بقیہ ضمیروں کی پہچان دیکھنے یا سننے سے ہوجاتی ہے۔ اس طرح اٹھارہ ضمیروں کی جگہ بارہ ضمیریں رہ گئیں۔ اب بارہ کو پانچ میں ضرب دیا تو ساٹھ ضمیریں بنی۔ ورنہ تو کل ضمیریں ستر ہیں۔

(۱) مرفوع متصل: ضَرَبَ۔ضَرَبَا۔ضَرَبُوْا۔ضَرَبَتْ۔ضَرَبَتَا۔ضَرَبْنَ۔ضَرَبْتَ۔ضَرَبْتُمَا۔ضَرَبْتُمْ۔ضَرَبْتِ۔ضَرَبْتُمَا۔ ضَرَبْتُنَّ۔ ضَرَبْتُ۔ضَرَبْنَا۔
(۲) مرفوع منفصل: هُوَ۔هُمَا۔هُمْ۔هِيَ۔هُمَا۔هُنَّ۔اَنْتَ۔اَنْتُمَا۔اَنْتُمْ۔اَنْتِ۔اَنْتُمَا۔اَنْتُنَّ۔اَنَا۔نَحْنُ۔
(۳) منصوب متصل: ضَرَبَهُ۔ضَرَبَهُمَا۔ضَرَبَهُمْ۔ضَرَبَهَا۔ضَرَبَهُمَا۔ضَرَبَهُنَّ۔ضَرَبَكَ۔ضَرَبَكُمَا۔ضَرَبَكُمْ۔ضَرَبَكِ۔ضَرَبَكُمَا۔ضَرَبَكُنَّ۔ضَرَبَنِي۔ضَرَبَنَا۔
(۴) منصوب منفصل: اِيَّاهُ۔اِيَّاهُمَا۔اِيَّاهُمْ۔اِيَّاهَا۔اِيَّاكَ۔اِيَّاكُمَا۔اِيَّاكُمْ۔اِيَّاكِ۔اِيَّاكُمَا۔اِيَّاكُنَّ۔اِيَّايَ۔اِيَّانَا۔
(۵) مجرور متصل: لَهُ۔لَهُمَا۔لَهُمْ۔لَهَا۔لَهُمَا۔لَهُنَّ۔لَكَ۔لَكُمَا۔لَكُمْ۔لَكِ۔لَكُمَا۔لَكُنَّ۔لِي۔لَنَا۔

سوال:۴۴: قیاس کا تقاضا ہے کہ هُوَ کی تثنیہ هُوَا اور جمع هُوُوْا آئے لیکن اس کے برعکس هُمَا اور هُمْ آتی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: سب سے پہلے یہ جان لو کہ هُوَ کی واؤ اور هِیَ کی یاء بصریین کے نزدیک اصلِ کلمہ میں سے ہے حرفِ اشباع میں سے نہیں۔ (۱) کیونکہ حرفِ اشباع متحرک نہیں ہوتا بلکہ ساکن ہوتا ہے۔ (۲) اور صرف ضرورت کے وقت آتا ہے۔ اور کوفیین کے نزدیک یہ واؤ اور یاء حرفِ اشباع میں سے ہے اور ضمیر صرف ھاء ہے، لیکن بصریین کی دونوں مذکورہ دلیلوں سے کوفیین کا رد ہوگیا۔ قیاس کے مطابق هُوَا اور هُوُوْا ہی آتا ہے مگر واؤِ جمع اور وہ واؤ جو هُوَا میں ہے کا اجتماع ناجائز ہے کیونکہ حروفِ علت میں سے واؤ اثقل الحروف ہے اور ساتھ ہی هُوُوْا میں واؤ پر ضمہ ہے جو اثقل الحرکات ہے، پس هُوُوْا میں حد درجہ ثقل جمع ہوگیا، اس ثقل کو دور کرنے کے لیے پہلی واؤ کو میم سے بدل دیا قریب المخرج ہونے کی وجہ سے کہ دونوں شفوی ہیں تو هُمُوْا ہوا، پھر میم کا بمنزلہ اسم ہونے کی وجہ سے واؤِ جمع کو حذف کردیا کیونکہ کسی بھی اسم میں واؤ ماقبل ضمہ نہیں آتا سوائے هُوَ کے، پھر میم کو ساکن کردیا کہ اس پر ضمہ واؤ کی وجہ سے تھا اور اب واؤ رہا نہیں تو ضمہ کہاں سے اور کس لیے ہوگا، لہٰذا اس طرح هُمْ ہوگیا۔ اور جب تثنیہ بنایا گیا تو الفِ تثنیہ کا هُمْ میں اضافہ کردیا گیا تو هُمَا ہوگیا۔ اور بعض بصریین کا قول ہے کہ هُوَ کی تثنیہ هُوَا بنی، پس واؤِ ضعیف پر فتحۂ قوی واقع ہوا تو واؤ کو میم سے بدل دیا دونوں کا شفوی ہونے کی وجہ سے تاکہ فتحۂ قوی میمِ قوی پر واقع ہو، تو اس طرح هُمَا ہوگیا اور جب جمع کا صیغہ بنایا گیا تو هُمُوْا بنا، پھر واؤ حذف ہوگئی علتِ مذکورہ کی وجہ سے اور یوں هُمْ ہوگیا۔

سوال:۴۵: اَنْتُمَا میں میم کیوں داخل کی گئی، حالانکہ اَنْتَ کی تثنیہ اَنْتَا آنا چاہئے تھا؟ جواب:

اَنْتَ کی تثنیہ اَنْتَا ہی آتی ہے مگر الفِ تثنیہ اور الفِ اشباع کے مابین التباس ہوا جس کی وجہ سے تاء کے بعد میم کا اضافہ کیا گیا اور تاء کو ضمہ دیا گیا میم اور ضمہ کے مابین تناسب کی وجہ سے، تو اَنْتُمَا ہوگیا اور جب جمع کی ضمیر بنائی گئی تو اَنْتُمُوْا بنی، پھر واؤ کو حذف کردیا گیا میم بمنزلہ اسم کی بناء پر، جیسا کہ اوپر گزرا تو اَنْتُمْ ہوگیا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ضَرَبْتُمَا میں میم کو داخل کیا گیا کیونکہ اَنْتُمَا میں داخل ہے، اور اَنْتُمَا میں داخل کیا گیا کیونکہ هُمَا میں داخل ہے، اور هُمَا میں میم کو داخل کیا گیا کیونکہ هُمْ میں داخل ہے، اور هُمْ میں اس لیے میم داخل ہے کہ اس کی اصل هُوُوْا تھی، پھر یہ هُمْ کیسے بنا ہم نے اس کی وضاحت سوال نمبر ۴۴ میں کردی ہے لہٰذا اس کے جواب کو پڑھ لیں۔

سوال:۴۶: هُوُوْا کی پہلی واؤ کو میم سے بدلنے کی بجائے حذف کردیتے تو تخفیف بھی ہوجاتی اور دوسرے کسی حرف کی جانب محتاجی بھی نہیں ہوتی۔ جواب:

هُوُوْا کی پہلی واؤ کو حذف کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ اصلی ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ حذف کی صورت میں کلمہ اپنی درست مقدار سے کم ہوجاتا کہ کلمہ کم از کم تین حرف پر مشتمل ہوتا ہے، اور هُوَ پہلے ہی دو حرف پر مشتمل ہے اور اگر واؤ کو حذف کرتے تو هُ تنہا رہ جاتا جو کہ جائز نہیں۔

سوال:۴۷: اگر پہلی واؤ کو حذف کرنے پر خرابی لازم آرہی ہے تو دوسری واؤ کو حذف کردیتے؟

جواب: اگر هُوُوْا سے دوسری واؤ کو حذف کرتے تو هُوُ بچتا جو کہ وقف کی حالت میں هُوْ ہوتا، پس اس صورت میں هُوَ جو واحد کی ضمیر ہے اس کے درمیان اور هُوْ جو جمع کی ضمیر ہے اس کے درمیان التباس پیدا ہوجاتا جس کی وجہ سے دوسری واؤ کو اس اعتبار سے حذف کرنا درست نہیں۔ اور جو میم کا اضافہ کرکے پھر دوسری واؤ کو حذف کرتے ہیں اس کی دوسری علت ہے جو گزر چکی ہے اور پھر حذف کرنے کے بعد کوئی التباس بھی نہیں رہتا برخلاف هُوُوْا سے واؤ کو حذف کرنے کے۔

سوال:۴۸: تو کیا هُوَ کی واؤ کو حذف کرنا جائز نہیں ہے؟

جواب: چند صورتوں میں جائز ہے (۱) جب یہ کسی اسم سے متصل ہو اور وہ اسم مضاف اور هُوَ مضاف الیہ بن رہا ہو جیسے غُلَامُهُ، (۲) جب حرفِ جر کا مجرور واقع ہو جیسے بِهِ، لَهُ، مِنْهُ، (۳) جب فعل متصل ہو اور یہ اس فعل کا مفعول واقع ہو جیسے ضَرَبَهُ، ان کے علاوہ هُوَ کی واؤ کو حذف کرنا جائز نہیں ہے۔ اور مذکورہ تینوں جگہوں میں حذف کرنے کی علت یہ ہے کہ اتصال کی وجہ سے کثرتِ حروف کا حصول ہوتا ہے۔

سوال:۴۹: تو کیا هِیَ کی یاء کو بھی حذف کرنا درست نہیں ہے؟

جواب: جی ہاں هِیَ کی یاء کو کسی صورت میں حذف کرنا درست نہیں ہے اگرچہ کوئی اسم یا حرفِ جار یا فعل متصل ہو، بلکہ یاء کو الف سے بدل کر ہَا پڑھنا درست ہے بوقتِ اتصال۔ جیسے کہ یَا غُلَامِیَ کی یاء کو الف سے بدل کر یَا غُلَامَ ، اور یَا بَادِیَةُ کو یَا بَادَاةُ پڑھا جاتا ہے، تاکہ یاءِ ضعیف پر فتحہ نہ آئے۔

سوال:۵۰: هُوَ کی واؤ کو جب اتصالِ کلمہ کی بناء پر حذف کردیا گیا تو کبھی هُ پڑھتے ہیں اور کبھی هِ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: جب ہاء کا ماقبل مضموم یا مفتوح ہو یا ساکن ہو تو ہاء پر ضمہ پڑھیں گے تا کہ ضمہ واؤ کے حذف ہونے پر دلالت کرے جیسے غُلَامُهُ ، لَهُ ، مِنْهُ۔ اور جب ہاء کا ما قبل مکسور یا یاءِ ساکنہ ہو تو پھر ہاء پر کسرہ پڑھیں گے، تا کہ کسرہ سے ضمہ کی جانب خروج لازم نہ آئے جیسے بِهِ ، فِيْهِ ، پھر ضمہ والی صورت اور کسرہ والی صورت میں اشباع کریں گے تو لَهٗ ، مِنْهٗ ، اور بِهٖ ، فِيْهٖ ہوجائیگا۔

سوال:۵۱: هِيَ کی تثنیہ هِيَا آنی چاہیئے تھی مگر هُمَا آتی ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: هِيَ کی تثنیہ هِيَا ہی آتی لیکن یاء حرفِ علت ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے اور فتحہ قوی حرکت ہے لہذا یاء کو میم سے بدل دیا تا کہ یاءِ ضعیف پر فتحۂ قوی نہ آئے، پھر هِمَا ہوگیا پھر ہاء کو میم کی مناسبت سے ضمہ دے دیا کہ ضمہ اور میم شفوی ہیں تو یوں هُمَا ہوگیا۔

سوال:۵۲: هُنَّ ضمیر کا نون مشدد کیوں رکھا گیا؟

جواب: جب هِيَ کی تثنیہ هُمَا بنی اور پھر جب جمع بنایا گیا تو هُمَا سے الفِ تثنیہ ساقط کرکے نونِ جمع لگادیا گیا تو هُمْنَ ہوگیا، پھر میم کو قریب المخرج کی وجہ سے نون کرکے نون کو نون میں ادغام کردیا یوں هُنَّ ہوگیا۔ جیسے عَنْبَرٌ کو عَمْبَرٌ کیا گیا ہے، کیونکہ عربی لغت کے اندر میم کو نون سے اور نون کو میم سے بدلنا جائز ہے۔

سوال:۵۳: منصوب متصل کی ضمیروں میں فاعل اور مفعول کی ضمیر ایک ساتھ کیوں جمع نہیں ہوسکتیں؟

جواب: منصوب متصل میں فاعل اور مفعول کی ضمیر ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتیں ورنہ تو ایک ہی شخص ایک ہی حالت میں کا فاعل ومفعول بننا لازم آئیگا، اور یہ عادۃً اور عقلاً درست نہیں جیسے ضَرَبْتَكَ (تونے مارا خودکو) اور ضَرَبْتُنِي (میں نے اپنے آپ کو مارا)۔ ہاں افعالِ قلوب میں جمع ہوسکتے ہیں جیسے عَلِمْتَكَ فَاضِلاً (تونے اپنے آپ کو فاضل جانا) اور عَلِمْتُنِي فَاضِلاً (میں نے اپنے آپ کو فاضل جانا)۔ کیونکہ افعالِ قلوب کا مفعولِ اوّل حقیقت میں مفعول نہیں کیونکہ عَلِمْتَكَ فَاضِلاً کی تقدیر عَلِمْتَ فَضْلَكَ ہے، عَلِمْتَكَ میں جو کاف ضمیر مفعول ہے وہ حقیقت میں مفعول نہیں۔ لہذا اس کے واقع ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال:۵۴: جب جمع مذکر سالم کی اضافت یاءِ متکلم کی طرف کی جاتی ہے تو ضَارِبِيَّ آتی ہے حالانکہ ضَارِبُوْنَ يَ آنی چاہئے تھی، ایسا کیوں نہیں ہوتا؟ جواب: نحو کا یہ قاعدہ مشہور ومعروف ہے کہ نونِ تثنیہ اور نونِ جمع اضافت کی وجہ سے ساقط ہوجاتا ہے لہذا ضَارِبُوْنَ يَ سے اضافت کی وجہ سے نونِ جمع ساقط ہو گیا تو ضَارِبُوْيَ بچا، پھر واؤ اور یاء جمع ہوئے اور ان میں پہلا ساکن ہے لہذا واؤ کو یاء سے بدل دیا، پھر یاء کا یاء میں ادغام کردیا اور باء کو یاء کی مناسبت سے کسرہ دے دیا کہ یاء اپنے ماقبل کسرہ چاہتی ہے لہذا ضَارِبِيَّ ہوگیا، اور یہ قاعدہ اہلِ عرب میں شائع ہے جیسے کہ مَهْدِيٌّ میں تعلیل کی گئی ہے کہ یہ اصل میں مَهْدُوْيٌ تھا، پس واؤ اور یاء کا اجتماع ہوا اور ان میں پہلا ساکن تھا لہذا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا پھر دال کو یاء کی مناسبت سے کسرہ دیا تو مَهْدِيٌّ ہوگیا۔

سوال:۵۵: ضمیرِ مرفوع متصل کتنی جگہ اور کون کون سے صیغوں میں پوشیدہ ہوتی ہے؟

جواب: ضمیرِ مرفوع متصل پانچ جگہوں میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ (۱) واحد مذکر غائب کے صیغہ میں چاہے ماضی ہو یا مضارع ہو، امر ہو یا نہی ہو، جیسے ضَرَبَ يَضْرِبُ لِيَضْرِبْ لَايَضْرِبْ۔ (۲) واحد مؤنث غائب کے صیغہ میں چاہے ماضی ہو یا مضارع ہو، امر ہو یا نہی ہو، جیسے ضَرَبَتْ تَضْرِبُ لِتَضْرِبْ لَا تَضْرِبْ۔ (۳) مضارع اور امر اور نہی کے واحد مذکر حاضر کے صیغہ میں، جیسے تَضْرِبُ اِضْرِبْ لَا تَضْرِبْ۔ (۴) فعلِ مضارع کے واحد متکلم اور جمع متکلم کے صیغوں میں جیسے اَضْرِبُ نَضْرِبُ۔ (۵) صفت کے تمام صیغوں میں، اب وہ صفت چاہے اسمِ فاعل ہو یا اسمِ مفعول ہو، جیسے ضَارِبٌ ضَارِبَانِ ضَارِبُوْنَ ضَارِبَةٌ ضَارِبَتَانِ ضَارِبَاتٌ ، مَضْرُوْبٌ مَضْرُوْبَانِ مَضْرُوْبُوْنَ مَضْرُوْبَةٌ مَضْرُوْبَتَانِ مَضْرُوْبَاتٌ۔

سوال:۵۶: کیا فعلِ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث حاضر تَضْرِبِيْنَ میں ضمیر پوشیدہ نہیں ہے؟

جواب: تَضْرِبِيْنَ میں ضمیر مستتر ہے یا بارز اس میں علماءِ صرف کا اختلاف ہے۔ (۱) اخفش نحوی کے نزدیک تَضْرِبِيْنَ کا فاعل اَنْتِ مستتر ہے اور یاء علامتِ خطاب ہے۔ (۲) جب کہ سیبویہ نحوی اور عام صرفیوں کے نزدیک یاء ضمیرِ بارز فاعل کے لئے ہے جیسے کہ تَضْرِبُوْنَ میں واؤ ضمیرِ بارز فاعل کے لئے ہے، اور یہی قول معتبر ہے۔

سوال:۵۷: تَضْرِبِيْنَ میں ضمیرِ بارز کے لئے یاء ہی کو کیوں منتخب کیا گیا، اَنْتِ کے حروف میں سے کسی ایک کو چن لیتے ہوں مناسبت بھی باقی رہتی؟ جواب: چونکہ قرآنِ پاک میں واحد مؤنث حاضر کی ضمیر بارز فاعل کے لئے یاء آتی ہے يٰاَمَةَ اللّٰهِ ، پس قرآنِ عظیم کی پیروی کرتے ہوئے یاء کا انتخاب کرلیا گیا۔ اور رہی یہ بات کہ اَنْتِ کے حروف میں سے کسی حرف کو کیوں نہیں لیا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر الف کا اضافہ کرتے تو تَضْرِبَانِ بنتا اور یوں تثنیہ کے صیغے سے ملتبس ہوتا۔ اور اگر نون کا اضافہ کرتے تو تَضْرِبْنَنِ بنتا اور یوں دونون کا اجتماع ہوتا، اور اگر تاء کا اضافہ کرتے تو تَضْرِبْتِنَ بنتا، اور یوں تاء کی تکرار لازم آتی ایک شروع میں اور دوسری درمیان میں، اور اگر یاء کو نہ لاتے تو واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر کے مابین کوئی فرق نہ رہتا کہ دونوں صیغے ایک جیسے ہوجاتے جیسے تَضْرِبْنَ اور تَضْرِبْنَ ، پس ان تمام خرابیوں سے بچنے کے لئے یاء کو منتخب کیا گیا ہے۔

سوال:۵۸: التباس سے بچنے کے لئے نون کے ماقبل کو حرکت دی جاسکتی تھی یا نون کو حذف کردیا جاتا اور یاء کو نہ لایا جاتا ؟

جواب: اگر نون کے ماقبل باء کو فتحہ دیا جاتا تو حالتِ وقف میں نونِ خفیفہ کے صیغے واحد مذکر حاضر سے التباس ہوتا جیسے تَضْرِبَنْ ، اور اگر ضمہ دیتے تو جمع مذکر حاضر کے صیغے سے التباس ہوتا جیسے تَضْرِبُنْ ، اور اگر کسرہ دیتے تو واحد مؤنث حاضر کے صیغے سے التباس لازم آتا جیسے تَضْرِبِنْ ، اور اگر نون کو حذف کیا جاتا تو واحد مذکر حاضر

کے صیغے سے التباس لازم آتا جیسے تَضرِبُ، لہذا یاء کو لانے میں ہی عافیت نظر آتی ہے ورنہ ہر طرح سے خرابی لازم آرہی ہے۔

سوال:۵۹: کیا مرفوع کے علاوہ منصوب و مجرور کی ضمیر بھی مستتر ہوتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

جواب: ضمیر صرف مرفوع میں ہی مستتر ہوتی ہے، منصوب و مجرور میں نہیں ہوتی کیونکہ مرفوع فعل کے جزء کی منزل میں ہے جبکہ منصوب و مجرور فعل کے جزء میں سے نہیں۔ بلکہ فضلہ میں سے ہے اور مرفوع فعل کا فاعل بنتی ہے اور فاعل فعل کے لئے لازم ہوتا ہے۔

سوال:۶۰: فعلِ ماضی کے صیغہ واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب میں ہی ضمیر کو مستتر رکھا گیا ہے ان کے تثنیہ وجمع کے صیغے میں ضمیر کو مستتر کیوں نہیں رکھا گیا؟

جواب: ضمیرِ بارز لانا ثقیل ہے اور ضمیر مستتر لانا خفیف ہے، اور واحد کا صیغہ تثنیہ اور جمع سے پہلے آتا ہے لہذا وہ تخفیف کے زیادہ لائق ہوا، اس لئے اس میں ضمیر مستتر رکھا گیا برخلاف تثنیہ اور جمع کے۔

سوال:۶۱: فعلِ ماضی کے صیغہ متکلم اور مخاطب میں ضمیر مستتر کیوں نہ رکھا گیا؟

جواب: کیونکہ استتار ایک کمزور دلیل ہے جبکہ ابراز قوی دلیل ہے، اور متکلم و مخاطب کلام میں قوی ہوتے ہیں کہ کلام کا دارومدار انہیں پر ہوتا ہے، لہذا قوی صیغہ کو قوی دلیل دی گئی (یعنی ان میں ضمیرِ بارز رکھی گئی۔

دلائل علی القوی والضعیف: کیونکہ اصل فاعل کا ظاہر ہونا ہے، اور بارز ظاہر کا نائب ہے لہذا بارز فاعل کے وجود پر قوی دلالت کرتا ہے، کیونکہ یہ ظاہر کے قریب ہے لفظ میں مذکور ہونے کی وجہ سے، اور مستتر بارز کا نائب ہے لہذا مستتر فاعل کے وجود پر ضعیف دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ لفظ میں مذکور نہ ہونے کی وجہ سے ظاہر کے ساتھ کسی بھی طرح کی مشارکت نہیں رکھتا۔

سوال:۶۲: تب تو مضارع کے صیغہ واحد مذکر حاضر اور واحد و جمع متکلم میں بھی ضمیر بارز لانا چاہئے تھی، کیونکہ یہ صیغے بھی تو قوی ہیں، لیکن ان میں ضمیر مستتر لائی گئی ہے؟

جواب: ایسا ماضی اور مضارع کے درمیان فرق کرنے کے لئے کیا گیا ہے، کہ ماضی میں ضمیر بارز لائیں اور مضارع میں ضمیر مستتر، یہاں پر یہ سوال بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے برعکس کردیا جاتا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ماضی مضارع سے پہلے آتا ہے، اور خفت ثقل سے پہلے ہے، لہذا پہلے کو پہلا دیا گیا، السابق فالسابق کے تحت۔

سوال:۶۳: کیا ان مذکورہ پانچ مقامات کے علاوہ بھی کہیں ضمیر مستتر ہوتی ہے؟

جواب: نہیں، ان مذکورہ پانچ مقامات کے علاوہ کہیں بھی ضمیر مستتر نہیں ہوتی ہے، کیونکہ اور دوسری جگہوں میں استتار کی علت موجود نہیں ہوتی، جیسے کہ ضَرَبَ میں عدمِ ابراز کی وجہ سے ضمیر مستتر ہیں، اور ضَرَبَتْ میں تاء علامتِ مؤنث ہے لہذا یہاں بھی عدمِ ابراز پایا گیا تو ضمیر مستتر رکھی گئی، اسی طرح یَضرِبُ میں یاء، تَضرِبُ میں تاء، اَضرِبُ میں ہمزہ، اور نَضرِبُ میں نون، علامتِ مضارع ہیں، لہذا یہاں پر بھی عدمِ ابراز پایا گیا، تو ضمیر مستتر رکھی گئی، کیونکہ یہ افعال ہیں اور افعال بلا فاعل نہیں ہوتے، اور جب ان تمام صیغوں میں فاعل نہ تو ظاہر ہے اور نہ بارز تو مجبوراً فاعل کو مستتر ماننا پڑا، اور اسی طرح صفات میں فاعل نہ تو ظاہراً پایا گیا اور نہ بارزاً تو لامحالہ ضمیر مستتر ماننی پڑے گی، کیونکہ وہ موصوف ہے اور صفت موصوف کے بغیر نہیں پائی جاتی۔

سوال:۶۴: کیا ضَرَبَتْ کی تاء کو فاعل کی ضمیر نہیں بناسکتے؟

جواب: نہیں، کیونکہ جب ضَرَبَتْ کے بعد فاعل اسمِ ظاہر آتا ہے تو یہ تاء حذف نہیں ہوتی مثلاً ضَرَبَتْ ہِنْدٌ، اگر تاء فاعل کی ضمیر ہوتی تو اسم ظاہر کے آنے سے ساقط ہوجاتی، کیونکہ ساقط نہ ہونے کی صورت میں بغیر عطف کے دو فاعل کا ہونا لازم آرہا ہے، جو کہ درست نہیں۔

سوال:۶۵: صفات کے صیغے ضَارِبَانِ اور ضَارِبُوْنَ وغیرہ میں الفِ تثنیہ اور واؤِ جمع کو فاعل کیوں نہ بنایا گیا، جبکہ ضَرَبَا اور ضَرَبُوْا میں اور دیگر افعال کے الفِ تثنیہ اور واؤِ جمع کو فاعل بنایا گیا ہے؟

جواب: صفات کے صیغۂ تثنیہ میں آنے والا الف اور صیغۂ جمع میں آنے والا واو فاعل کی ضمیر نہیں بن سکتے، کیونکہ یہ حالتِ نصبی اور جری میں تبدیل ہوجاتے ہیں کہ الف اور واؤ یاء بن جاتے ہیں اور جو ضمیر ہوتی ہے وہ کبھی بھی تبدیل نہیں ہوتی جیسے فعلِ مضارع کا تثنیہ اور جمع صیغہ تَضْرِبَانِ اور تَضْرِبُوْنَ میں الف اور واؤ حالتِ رفع میں، حالتِ نصب میں، اور حالتِ جزم میں باقی رہتے ہیں۔

سوال:۶۶: کن کن صیغوں میں ضمیر کا مستتر ہونا واجب ہے؟

جواب: اِفْعَلْ - تَفْعَلُ - نَفْعَلُ - اَفْعَلُ، میں ضمیر کا مستتر ہونا واجب ہے، کیونکہ یہ صیغے معین فاعل پر دلالت کرتے ہیں، یعنی مخاطب یا متکلم پر، اب اگر ان صیغوں میں فاعل اسمِ ظاہر لائیں تو قبیح ہے کہ اسمِ ظاہر غائب ہوتا ہے اور صیغہ خطاب و تکلم کا ہے، پس اِفْعَلْ زَیْدٌ، اَفْعَلُ زَیْدٌ، درست نہیں۔

فَصۡلٌ فِی الۡمُسۡتَقۡبِلِ
فصل مستقبل کے بیان میں

نوٹ: فعلِ ماضی کی طرح فعلِ مضارع کے بھی چودہ صیغے آتے ہیں، اب رہا یہ سوال کہ چودہ صیغے کیوں آتے ہیں تو اس کا جواب فعلِ ماضی کی بحث میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

سوال:۱: فعلِ مضارع کو مضارع اور مستقبل کہنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس کے معنی میں استقبال کا معنی پائے جانے کی وجہ سے اسے مستقبل کہتے ہیں، اور مضارع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اسمِ فاعل کے مشابہ ہوتا ہے اور لغوی معنی کے اعتبار سے ایک ہی پستان سے دودھ پینے والے مضارع کہلاتے ہیں، گویا اس میں اشتراک کا معنی پایا جاتا ہے۔

سوال:۲: وہ کون سی چیزیں ہیں جن میں فعلِ مضارع اور اسمِ فاعل کے ساتھ مشابہت واشتراک پایا جاتا ہے؟

جواب: وہ چھ چیزیں ہیں۔

(۱) حروف کی تعداد میں: کہ جتنے حروف مضارع میں ہوں گے اتنے ہی اسمِ فاعل میں ہوں گے جیسے یَضۡرِبُ اور ضَارِبٌ۔

(۲) حرکات وسکانات میں: جیسے یَضۡرِبُ اور ضَارِبٌ۔ دونوں میں پہلا حرف متحرک، دوسرا حرف ساکن، تیسرا حرف مکسور، اور چوتھا حرف مضموم۔

(۳) نکرہ کی صفت واقع ہونے میں: جیسے مَرَرۡتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ، مَرَرۡتُ بِرَجُلٍ یَضۡرِبُ۔

(۴) لامِ ابتداء کے داخل ہونے میں: جیسے اِنَّ زَیۡداً لَقَائِمٌ، اِنَّ زَیۡداً لَیَقُوۡمُ۔

(۵) جس طرح اسمِ جنس لامِ عہد سے خاص ہوجاتا ہے ایسے ہی فعلِ مضارع بھی سین اور سَوۡفَ سے خاص ہوجاتا ہے۔

(۶) جس طرح لفظ عَیۡنٌ مختلف معنی مثلاً سونا، آنکھ، چشمہ میں مشترک ہے اسی طرح فعلِ مضارع بھی زمانۂ حال اور مستقبل میں مشترک ہے۔

سوال:۳: فعلِ ماضی میں حروفِ اَتَیۡنَ کی زیادتی کرکے فعلِ مضارع بنایا جاتا ہے، ایسا کیوں نہیں کیا جاتا کہ فعلِ ماضی سے کچھ حروف کی کمی کرکے فعلِ مضارع بنایا جائے؟

جواب: فعلِ ماضی میں کمی کرنے کی صورت میں کلمہ تین حروف سے کم ہوجاتا ہے جو کہ درست نہیں، کیونکہ کلمہ کم از کم تین حروف پر مشتمل ہوتا ہے۔

سوال:۴: فعلِ مضارع بنانے کے لئے حروفِ اَتَیۡنَ کو فعلِ ماضی کے شروع میں ہی کیوں لاتے ہیں، فعلِ ماضی کے آخر میں کیوں نہیں لاتے، حالانکہ زیادتی کا محل کلمہ کا آخر ہوتا ہے، اس لئے کہ آخر ہی تغیر وتبدل کا محل ہوتا ہے؟

جواب: یہ بات درست ہے کہ تغیر وتبدل کا محل کلمہ کا آخر ہوتا ہے لیکن فعلِ ماضی کے آخر میں حروفِ اَتَیۡنَ کا اضافہ کرنے سے فعلِ مضارع فعلِ ماضی کے ساتھ ملتبس ہوجاتا ہے، مثلاً ہمزہ کے اضافہ سے صیغہ ضَرَبَا بنے گا اور یوں فعلِ ماضی کے صیغہ تثنیہ مذکر غائب سے، اور تاء کے اضافہ سے صیغہ ضَرَبَتۡ بنے گا اور یوں فعلِ ماضی کے صیغہ واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد مؤنث حاضر، واحد متکلم سے، اور نون کے اضافہ سے صیغہ ضَرَبۡنَ بنے گا اور یوں فعلِ ماضی کے صیغہ جمع مؤنث غائب سے ملتبس ہوجائے گا، اور یاء کے اضافہ سے اگرچہ التباس نہیں ہوتا مگر اپنے اخوات کے ساتھ وہ بھی محمول ہے۔

سوال:۵: فعلِ مضارع کو فعلِ ماضی سے ہی کیوں بنایا جاتا ہے؟

جواب: چونکہ فعلِ ماضی میں ایک بات ثابت ہوتی ہے جبکہ فعلِ مضارع آنے والی بات پر دلالت کرتا ہے جو ابھی تک ثابت نہیں ہوئی، لہٰذا یہی مناسب ہے کہ آنے والے کو گزرے ہوئے سے بنایا جائے کہ وہ اوّل ہے۔

سوال:۶: حروفِ اَتَیۡنَ کی زیادتی فعلِ مضارع بنانے کے لئے کی جاتی ہے فعلِ ماضی بنانے کے لئے کوئی زیادتی نہیں کی گئی، ایسا کیوں؟

جواب: چونکہ مزید علیہ مجرد کے بعد ہوتا ہے اور زمانہ مستقبل بھی گزرے ہوئے زمانہ کے بعد ہوتا ہے، پس ماضی زمانہ میں پہلے ہے اور مجرد مزید علیہ سے پہلے ہے تو پہلے کو پہلا، اور مزید علیہ بعد میں اور فعلِ مضارع بھی زمانہ کے اعتبار سے بعد میں ہے تو لاحق کو لاحق دیا گیا۔

سوال:۷: واحد متکلم کے لئے علامتِ مضارع کے طور پر ہمزہ ہی کیوں متعین کیا گیا؟

جواب: اس کے دو جواب دئے گئے ہیں۔

(۱) اس لئے کہ ہمزہ کا مخرج اقصائے حلق ہے اور مخارج کی ابتداء اقصائے حلق سے ہی ہوتی ہے، جبکہ گفتگو کا آغاز بھی متکلم سے ہوتا ہے، لہٰذا واحد متکلم کے لئے یہی مناسب تھا کہ ہمزہ کو متعین کیا جائے۔

(۲) اور دوسرا جواب یہ ہے کہ واحد متکلم کے تحت اَنَا ضمیر مضمر ہوتا ہے، پس اَنَا کا ہمزہ بطورِ علامتِ مضارع واحد متکلم کے لئے متعین کردیا گیا ہے۔

سوال:۸: مخاطب کے صیغوں کے لئے واؤ کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

جواب: کیونکہ واؤ کا مخرج شفتین یعنی دونوں ہونٹھ ہیں اور شفتین پر مخارج کی انتہاء ہوجاتی ہے، اور مخاطب وہ ہے جس پر گفتگو کی انتہاء ہوجاتی ہے، پس مناسبت کی

بناء پر انتہاء کو انتہاء دیا گیا یعنی مخاطب کو واؤ دیا گیا۔

سوال:۹: علاماتِ مضارع حروفِ اتین ہیں ان میں واؤ نہیں ہے پھر مخاطب کے لئے واؤ کیسے آ گیا حالانکہ مخاطب پر تو تاء آتا ہے؟

جواب: اصل میں مخاطب کے تمام صیغوں کی تاء واؤ تھی، فعل کے معتل الفاء ہونے کی صورت میں حالتِ عطف میں کئی واؤ کو جمع ہونے سے بچانے کے لئے واؤ کو تاء سے بدل دیا گیا مثلاً وَجِلَ سے جب مضارع بنا تو وَوْجَلُ ہوا اور جب عطف ہوا تو یَضْرِبُ وَوَوْجَلُ بنا، اس صورت میں تین واؤ جمع ہو گئیں جو ثقل کا باعث ہیں نیز فعل پہلے سے ہی حدث وزمان اور نسبتِ الی الفاعل کی بناء پر ثقیل ہوتا ہے، یوں ثقل پر ثقل ہوا تو واؤ علامتِ مضارع کو تاء سے بدل دیا تو یَضْرِبُ وَتَوْجَلُ ہو گیا اسی لئے کہا جاتا ہے کہ کسی کلمہ کے شروع میں واؤ کا اضافہ کرنا درست نہیں کہ ثقل کا باعث ہوتا ہے، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وَوَوْجَلُ سے کتے کے بھونکنے سے مشابہت پیدا ہو جاتی ہے جو کہ کراہت کا باعث ہے، لہٰذا واؤ کو تاء سے بدل دیا گیا۔

سوال:۱۰: واؤ کو تاء سے بدلنے کا کوئی قاعدہ بھی ہے یا اپنے طور پر بدلا گیا ہے؟

جواب: اپنے طور پر نہیں بلکہ قاعدہ کے تحت ہی تبدیلی ہوئی ہے، کہ اہلِ عرب اکثر مقامات پر شروع میں آنے والی واؤ اضافی کو تاء سے بدل دیتے ہیں جیسے تُرَاثٌ اور تُجَاہٌ کہ یہ اصل میں واؤ کے ساتھ وِرَاثٌ اور وِجَاہٌ تھے۔

سوال:۱۱: آپ کا بیان کردہ قاعدہ درست نہیں کہ وَرَنْتَلٌ کے شروع میں آئی ہوئی واؤ کو تاء سے نہیں بدلا گیا اس کا جواب کیا ہے؟

جواب: دراصل ہم نے جو قاعدہ بیان کیا وہ واؤِ اضافی کا ہے جبکہ وَرَنْتَلٌ کی واؤ واؤِ اصلی ہے لہٰذا فلا اِعْتِرَاضَ عَلَیْہِ۔

سوال:۱۲: غائب کے صیغوں کے لئے یاء کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

جواب: اس لئے کہ یاء کا مخرج وسطِ دہن ہے اور غائب بھی مخاطب اور متکلم کے گفتگو کے وسط (یعنی بیچ) میں ہوتا ہے، پس مناسبت کی وجہ سے وسط کو وسط دیا گیا۔

سوال:۱۳: فعلِ مضارع کے جمع متکلم کے لئے نون کا اضافہ کیوں کیا گیا، نیز نون کو ہی کیوں خاص کیا گیا؟

جواب: (۱) اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ جس طرح فعلِ ماضی میں اس صیغے کے لئے نون کو متعین کیا گیا تھا اسی طرز پر یہاں پر بھی نون کو متعین کیا گیا ہے۔

(۲) اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حروفِ علت میں سے کوئی حرف اس صیغے کو وضع کرتے وقت باقی نہ رہا کہ یاء غائب کو دیا، واؤ مخاطب کو دیا، الف واحد متکلم کو، پس اب اس حرف کا اضافہ کیا گیا جو حروفِ علت کے قریب ہے اور وہ نون ہے کہ یہ خیشوم کی ہوا سے نکلنے میں حروفِ علت کے قریب ہے۔

سوال:۱۴: علاماتِ مضارع کو معروف میں فتحہ کیوں دیا گیا؟

جواب: (۱) اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ علاماتِ مضارع کو معروف میں فتحہ اس لئے دیا گیا کہ فتحہ اخف الحرکات میں سے ہے۔ (۲) اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مجہول کے مقابلہ میں معروف کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے اور کثرتِ استعمال خفت کا تقاضا کرتا ہے لہٰذا فتحہ دیا گیا برخلاف مجہول کے۔

سوال:۱۵: علاماتِ مضارع کو مجہول میں ضمہ کیوں دیا گیا؟

جواب: علاماتِ مضارع کو مجہول میں ضمہ اس لئے دیا گیا کہ ضمہ فتحہ کی فرع ہے اور مجہول بھی معروف کی فرع ہے، لہٰذا اصل کو اصل حرکت اور فرع کو فرع والی حرکت مناسبت کی بناء پر دی گئی۔ اور رہا اس سوال کا جواب کہ ضمہ فتحہ کی فرع کیسے ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ضمہ ثقیل ہے کیونکہ اس کے ادا کرنے میں دونوں ہونٹوں کو حرکت دینے کی حاجت پڑتی ہے، اور فتحہ خفیف ہے کیونکہ اس کے ادا کرنے میں ہونٹوں کو حرکت دینے کی حاجت پیش نہیں آتی، پس اس لحاظ سے خفیف اصل ہوا اور ثقیل اس کی فرع، اور یہ قاعدہ ہر باب کے فعلِ مضارعِ مجہول کے لئے ہے چاہے وہ ثلاثی ہو یا رباعی، مجرد ہو یا مزید فیہ۔

سوال:۱۶: اور کن مقامات میں علاماتِ مضارع کو ضمہ دیا جاتا ہے اور اس کی علت کیا ہے؟

جواب: جس باب کی فعلِ ماضی میں چار حروف ہوں چاہے چاروں حروفِ اصلی ہوں جیسے بَعْثَرَ ، یا اصلی اور زائد سے ملا کر ہوئے ہوں جیسے اَکْرَمَ، ان باب کے مضارع معروف میں علاماتِ مضارع کو ضمہ دیں گے جیسے بَعْثَرَ یُبَعْثِرُ اَکْرَمَ یُکْرِمُ صَرَّفَ یُصَرِّفُ قَاتَلَ یُقَاتِلُ۔

دلیل:۱: اس لئے کہ فعلِ ماضی میں چار حرف آنے کی وجہ سے یہ رباعی ہیں اور رباعی ثلاثی کی فرع ہے، یوں ہی فتحہ کی فرع ضمہ ہے، پس مناسبت کی بناء پر فرع کو فرع اور اصل کو اصل دیا۔

دلیل:۲: اور دوسری دلیل یہ ہے کہ ان کو ضمہ ان کے قلتِ استعمال کی وجہ سے دیا گیا ہے کہ کثرتِ استعمال والے ابواب کو خفت کی بناء پر فتحہ دیا جاتا ہے اور قلتِ استعمال والے ابواب کو ثقالت کی بناء پر ضمہ دیا جاتا ہے۔ نوٹ: اب ان کے علاوہ وہ ابواب جن کی ماضی میں تین حرف آتے ہیں ان کے مضارع معروف میں علاماتِ مضارع کو کثرتِ استعمال کی بناء پر فتحہ دیں گے۔ اور وہ ابواب جن کی ماضی میں پانچ یا اس سے زائد حرف آتے ہیں ان کے مضارع معروف میں علاماتِ مضارع کو کثرتِ حروف کی بناء پر فتحہ دیں گے۔

سوال:۱۷: یُھَرِیْقُ کے ماضی میں پانچ حرف آتے ہیں مذکورہ قاعدے کے مطابق علامتِ مضارع پر فتحہ آنا چاہیئے تھا لیکن اس میں ضمہ آتا ہے ایسا کیوں؟

جواب: یُھَرِیْقُ اصل میں یُرِیْقُ ہے بابِ افعال سے، جس کی ماضی میں چار حرف ہیں، خلافِ قیاس اس میں ہاء کا اضافہ کر کے یُھَرِیْقُ بنایا گیا ہے۔ فلا اعتراض علیہ۔

سوال:۱۸: بعض لغات میں علاماتِ مضارع کو کسرہ دیتے ہیں ایسا کیوں؟

جواب: بعض لغات میں علاماتِ مضارع کو کسرہ دیتے ہیں، لیکن یہ اسی صورت میں ہوتا ہے کہ اس کا ماضی مکسور العین ہو جیسے عَلِمَ، یا اس کے ماضی میں مکسور الہمزہ ہو جیسے اِجْتَنَبَ وغیرہ، تو جب ان میں سے مضارع بنائیں گے تو علاماتِ مضارع کو کسرہ دیں گے تاکہ یہ کسرہ ماضی کے کسرہ پر دلالت کرے جیسے یِعْلَمُ اور تِجْتَنِبُ وغیرہ۔ اور بعض لغات میں یاء علامتِ مضارع کو کسرہ نہیں دیتے اور بقیہ تین کو دیتے ہیں جیسے تِعْلَمُ اِعْلَمُ نِعْلَمُ، کیونکہ یاء حرفِ علت کی وجہ سے ضعیف ہے لہٰذا اس پر کسرہ کا آنا ثقیل ہوتا ہے۔

سوال:۱۹: فعلِ ماضی کے مکسور العین اور مکسور الہمزہ ہونے پر دلالت کے لئے علاماتِ مضارع ہی کو کسرہ دینے کے لئے کیوں متعین کیا گیا؟

جواب: رحمۃ اللہ علیہ (۱) اس لئے کہ علاماتِ مضارع حروفِ زوائد میں سے ہے، لہٰذا ان کو ہی متعین کیا گیا برخلاف حروفِ اصلیہ کے، (۲) اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر فاء کلمہ کو کسرہ دیتے تو چار حرکات کا جمع ہونا لازم آتا جیسے یَعِلَمُ، اور اگر عین کلمہ کو کسرہ دیتے تو مضارع مکسور العین اور مفتوح العین کے درمیان التباس لازم آتا یعنی یہ پتہ نہ چلتا کہ کون باب ضَرَبَ سے ہے اور کون سَمِعَ سے ہے، دونوں کے مضارع میں کسرہ ہوتا جیسے یَضْرِبُ اور یَعِلَمُ

سوال:۲۰: باب تَفَعُّلٌ اور تَفَاعُلٌ سے دوسری تاء کو کیوں حذف کر دیا جاتا ہے نیز دوسری ہی کو کیوں خاص کیا گیا؟

جواب: اس لئے کہ یہاں پر ایک جنس کے دو حرف جمع ہو گئے تھے اور جہاں پر دو حرف ایک جنس کے جمع ہو جائیں تو اس میں تین وجہیں جائز ہیں۔

(۱) ان دونوں میں سے ایک حرف کو حذف کرنا جیسے مَسِسْتُ سے مَسْتُ اور ظَلَلْتُ سے ظَلْتُ۔

(۲) ان دونوں میں سے ایک کو حرفِ علت سے بدلنا جیسے تَقَضُّضَ الْبَازِی سے تَقَضِّیَ الْبَازِی۔

(۳) ان دونوں کا آپس میں ادغام کرنا جیسے مَدَدَ سے مَدَّ اور فَرَرَ سے فَرَّ۔

اور بابِ تَفَعُّلٌ اور تَفَاعُلٌ کی دونوں تاء میں سے کسی ایک کو حرفِ علت سے بدلنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ پہلی تاء علامتِ مضارع ہے اور دوسری تاء فعلِ ماضی کا حرف ہے پس اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کو حرفِ علت سے بدلیں گے تو تغیر لازم آئے گا اور یوں علامتِ مضارع علامتِ مضارع نہ رہے گا اور فعلِ ماضی کا حرف جب حرفِ علت بن جائے گا تو معرفت باقی نہ رہے گی کہ یہ صیغہ کس باب سے ہے، اور رہی تیسری وجہ (ادغام کرنا) تو یہ بھی جائز نہیں کہ علامتِ مضارع ساکن ہو جائے گا کہ ادغام میں پہلا حرف ساکن ہوتا ہے اور سکون سے ابتداء کرنا محال ہے۔ پس جب دونوں وجہیں باطل ہو گئیں تو پہلی وجہ باقی رہی اور وہ حذف کرنا ہے۔

اور رہی یہ بات کہ دوسری ہی کو کیوں خاص کیا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی تاء کو حذف نہیں کر سکتے کہ وہ علامتِ مضارع ہے اور علامات حذف نہیں ہوتے ورنہ علامت ہی باطل ہو جائے گی، نیز مضارع اسی ہی کی وجہ سے تو مضارع بنا تھا اور جب علامت حذف ہو جائے گی تو مضارع مضارع نہ رہے گا، اور دوسری وجہ یہ کہ ثقل دوسری تاء سے پیدا ہوا ہے نہ کہ پہلی تاء سے، ورنہ تو ثلاثی اور رباعی کے تمام مضارع کے صیغے ثقیل ہو جاتے جب کہ ایسا نہیں، پس جب ثقل دوسری تاء سے ہے تو دوسری تاء کو ہی حذف کرنا اولی ہے۔ (یہ سیبویہ کا مذہب ہے)

جبکہ کوفیوں کا مذہب یہ ہے کہ پہلی تاء کو حذف کیا جائے گا کیونکہ وہ زائدہ ہے اور زائدہ کو حذف کرنا اولی ہے۔

کوفیوں کا رد: جس طرح علامتِ مضارع زائدہ ہے اسی طرح دوسری تاء بھی تو زائدہ ہے کہ اسی کے سبب تو بابِ تَفَعُّلٌ مزید فیہ کے ابواب میں سے ہے، لہٰذا یہ دلیل درست نہیں، سیبویہ کا مذہب درست ہے، پس تَتَقَلَّدُ اور تَتَبَاعَدُ میں دوسری تاء کو حذف کریں گے۔

سوال:۲۱: فعلِ مضارع میں فاء کلمہ کو ساکن کیوں کیا گیا؟

جواب: اگر فاء کلمہ کو حرکت دیتے تو چار حرکات کا پے در پے آنا لازم آتا جو کہ ناپسندیدہ ہے اس لئے فاء کلمہ کو ساکن کر دیا گیا۔

سوال:۲۲: فاء کلمہ کو ہی ساکن کرنے کے لئے کیوں خاص کیا گیا، اس قباحت سے بچنے کے لئے کسی دوسرے حرف کو ساکن کر دیا جاتا؟

جواب: جب تک فَعَلَ فعلِ ماضی تھا تب تک توالیِ حرکات لازم نہیں آیا جوں ہی فعلِ مضارع بنانے کے لئے علامتِ مضارع کو داخل کیا گیا تو توالیِ حرکات لازم آیا جیسے یَفَعَلُ، پس توالیِ حرکات کا سبب علامتِ مضارع ہوا، لہٰذا اسی کو ساکن کرنا چاہئے تھا، مگر اس کو ساکن کرنا درست نہیں ورنہ ابتداء بالسکون لازم آئے گا جو کہ محال ہے، پس ساکن کرنے کے لئے فاء کلمہ کا انتخاب علامتِ مضارع سے قریب ہونے کی وجہ سے کیا گیا، جس طرح ضَرَبْنَ میں باء کو ساکن کیا جاتا ہے، کیونکہ نونِ جمع مؤنث کی وجہ سے توالیِ حرکات لازم آیا اور نونِ جمع مؤنث کو ساکن کرنا درست نہیں لہٰذا باء کو ساکن کیا گیا نونِ جمع مؤنث کے قریب ہونے کی وجہ سے۔ اب رہا یہ سوال کہ ضَرَبْنَ میں باء کو ساکن کرنے کے بجائے نونِ جمع مؤنث ہی کو ساکن کر دیا جاتا کہ نون حرفِ زائد بھی ہے اور اصلی حرف کے مقابلہ میں زائد حرف میں تصرف کرنا اولی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نونِ جمع مؤنث کو ساکن نہیں کیا گیا تاکہ ان ضمائر سے مخالفت لازم نہ آئے جو حرکات کو قبول کرنے والے ہیں اور نونِ جمع مؤنث بھی ضمائر میں سے ایک ضمیر ہے۔

سوال:۲۳: فعلِ مضارع کے صیغہ واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر کو ایک جیسا کیوں بنایا گیا، جیسے تَضْرِبُ اَنْتَ اور تَضْرِبُ ہِیَ؟

جواب: اس لئے کہ یہ دونوں صیغے فعلِ ماضی میں بھی شکلاً ایک جیسے ہیں جیسے ضَرَبَتْ اور ضَرَبْتَ، البتہ فعلِ ماضی میں واحد مؤنث غائب کی تاء ساکن ہے اور فعلِ مضارع میں واحد مؤنث غائب کی تاء ساکن نہیں، ورنہ تو ابتداء بالسکون لازم آتا۔

سوال:۲۴: ان دونوں صیغوں کے درمیان فرق کرنے کے لئے واحد مؤنث غائب میں علامتِ مضارع کو ضمہ یا کسرہ بھی دیا جا سکتا تھا، مگر ایسا کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: واحد مذکر حاضر اور واحد مؤنث غائب کے صیغے کے درمیان فرق کرنے کے لئے واحد مؤنث غائب کے علامتِ مضارع کو ضمہ اس لئے نہیں دیا جا سکتا کہ بعض صورتوں میں فعلِ مضارع مجہول سے التباس لازم آتا جیسے تُمْدَحُ کہ یہ مجہول بھی ہے، اور کسرہ بھی نہیں دیا جا سکتا کہ تِعْلَمُ والی لغت کے ساتھ التباس لازم آتا۔

سوال:۲۵: اگر ضمہ اور کسرہ التباس کی وجہ سے نہیں دیا گیا تو فتحہ کی صورت میں بھی تو واحد مؤنث غائب کا واحد مذکر حاضر کے ساتھ التباس لازم آ رہا ہے، پس اس

التباس کو کیوں نہیں دور کیا گیا؟
جواب: فعلِ مضارع واحد مؤنث غائب کے صیغے کو چاہے ضمہ دو یا کسرہ دو یا فتحہ دو، تینوں صورتوں میں التباس لازم آ رہا ہے، لیکن جو فتحہ کی صورت میں التباس ہے وہ ضمہ اور کسرہ کی صورت کے التباس سے بہتر ہے کہ ضمہ اور کسرہ ثقیل حرکت ہیں جبکہ فتحہ خفیف حرکت ہے، پس اخف الحرکات فتحہ کی صورت کا التباس کو گوارا کر لیا گیا کہ صیغوں میں خفت مطلوب ہوتی ہے۔
سوال۲۶: فعلِ مضارع کے چار تثنیہ، دو جمع مذکر غائب اور حاضر، اور واحد مؤنث حاضر کے آخر میں نون کیوں داخل کیا گیا ہے؟
جواب: ان صیغوں کے آخر میں آنے والا نون علامتِ رفع ہے، کیونکہ فعل کے آخر میں ضمیر فاعل کے ملنے سے فعل درمیان میں آ گیا تھا اور یوں فعل کا محلِ اعراب باطل ہو گیا تھا، جیسے یَضْرِبُ میں الفِ تثنیہ اور واؤ جمع اور یائے واحد مؤنث حاضر لگایا گیا تو یَضْرِبَا یَضْرِبُوْا یَضْرِبِیْ ، جس کی وجہ سے معرفت مشکل ہو گئی تھی کہ یہ صیغہ حالتِ رفعی میں ہے یا نصبی و جزمی میں، پس حالتِ رفعی کے پہچان کے لئے علامتِ رفع کے طور پر آخر میں نون کا اضافہ کر دیا گیا، اور حالتِ نصبی و جزمی کی معرفت کے لئے اس نون کو حذف کر دیا گیا جیسے لَنْ یَّضْرِبَا لَمْ یَضْرِبَا۔
سوال:۲۷: کیا یَضْرِبْنَ اور تَضْرِبْنَ جمع مؤنث غائب اور حاضر کا نون بھی علامتِ رفع ہے، اگر ہے تو حالتِ نصبی و جزمی میں ساقط کیوں نہیں ہوتا؟
جواب: یَضْرِبْنَ اور تَضْرِبْنَ کا نون علامتِ رفع نہیں بلکہ علامتِ تانیث ہے جیسے کہ ضَرَبْنَ میں نون علامتِ تانیث ہے، اسی وجہ سے جمع مؤنث غائب میں تاء نہیں آتی جیسے کہ واحد مؤنث غائب اور تثنیہ مؤنث غائب تَضْرِبُ تَضْرِبَانِ میں تاء آتی ہے تا کہ تانیث کی دو علامتیں جمع نہ ہو جائیں، اور اس نون کا علامتِ تانیث ہونے کی وجہ سے حالتِ نصبی اور جزمی میں ساقط ہونا نہیں پایا جاتا، کہ حالتِ نصبی اور جزمی میں علامتِ رفع کا نون ساقط ہوتا ہے نہ کہ علامتِ تانیث کا۔
سوال:۲۸: جمع مؤنث حاضر تَضْرِبْنَ میں تو دو علامتِ تانیث جمع ہیں یہ کیسے؟
جواب: اس کی تاء علامتِ تانیث نہیں بلکہ علامتِ خطاب ہے،
سوال:۲۹: فعلِ مضارع کے صیغے جمع مؤنث غائب و حاضر مبنی کیوں ہوتے ہیں؟
جواب: کیونکہ فعلِ مضارع کے معرب ہونے کی علت اسمِ فاعل سے مشابہتِ تامہ رکھنا ہے اور یَضْرِبْنَ تَضْرِبْنَ میں اسمِ فاعل کے ساتھ مشابہتِ تامہ نہیں پائی جاتی جس کی بناء پر یہ فعلِ ماضی کی طرح مبنی ہیں، کہ فعلِ ماضی میں بھی مشابہتِ تامہ نہیں، جیسے کہ فعلِ ماضی کی فصل میں بیان ہوا ہے، اب رہی یہ بات کہ یہ دو صیغے اسمِ فاعل کے ساتھ مشابہتِ تامہ کیوں نہیں رکھتے ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مشابہتِ تامہ کے چھ چیزوں میں مشابہ ہونا شرط ہے جو مستقبل کی فصل میں مذکور ہیں اگر ان میں سے کوئی ایک شرط فوت ہوتی تو مشابہتِ تامہ نہیں پائی جائے گی اور انہیں میں سے ایک حرکات وسکنات میں مشابہ ہونا ہے اور یَضْرِبْنَ اور تَضْرِبْنَ اسمِ فاعل کے ساتھ حرکات وسکنات میں مخالف ہیں کہ ان صیغوں میں پانچ حروف ہیں جبکہ اسمِ فاعل میں چار حروف، اور ان صیغوں کا چوتھا حرف ساکن ہے جبکہ اسمِ فاعل کا چوتھا حرف متحرک ہے فافہم۔
سوال:۳۰: تَضْرِبِیْنَ میں تو دو علامتِ تانیث کیسے جمع ہو گئیں پہلی تاء اور دوسری یاء؟
جواب: تَضْرِبِیْنَ میں یاء علامتِ تانیث نہیں بلکہ ضمیر فاعل ہے جیسے کہ مذکور ہوا، فلا اعتراض علیہ۔
سوال:۳۱: فعلِ مضارع پر حرف لَمْ کے داخل ہونے سے ماضی کا معنی کیوں پیدا ہو جاتا ہے؟
جواب: اس لئے کہ لَمْ جازمہ اور لفظی عامل ہونے کی وجہ سے کلمۂ شرط کے مشابہ ہے لہذا جس طرح کلمۂ شرط فعلِ ماضی میں داخل ہو کر ماضی کے معنی کو مستقبل میں بدل دیتے ہیں اسی طرح لَمْ مستقبل میں داخل ہو کر مستقبل کو ماضی کے معنی میں کر دیتا ہے، لہذا لَمْ معنی تبدیل کرنے میں بھی کلمۂ شرط کے مشابہ ہے۔

فَصْلٌ فِی الْاَمْرِ وَ النَّهْیِ
فصل امر اور نہی کے بیان میں

سوال: فعلِ امر کی تعریف کیا ہے؟

جواب: فعلِ امر ایسا فعل ہے جس کے ذریعہ فاعلِ مخاطب سے فعل طلب کیا جائے مثلاً اِضْرِبْ (تو مار) لِیَضْرِبْ (چاہئے کہ وہ مارے)۔

سوال:۲: فعلِ امر فعلِ مضارع سے کیوں مشتق ہوتا ہے؟

جواب: فعلِ امر اور فعلِ مضارع کے درمیان معنیٰ استقبال کے اعتبار سے مشابہت ہونے کی وجہ سے فعلِ امر کو فعلِ مضارع سے بنایا جاتا ہے۔

سوال:۳: فعلِ امر کے صیغۂ غائب کے شروع میں اضافہ کے لئے لام کا انتخاب کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: فعلِ امر کے صیغۂ غائب کے شروع میں اضافہ کے لئے لام کا انتخاب اس لئے کیا گیا ہے کہ لام کا مخرج مخرجِ وسط ہے اور غائب بھی متکلم اور مخاطب کے کلام کے درمیان ہوتا ہے نیز لام حروفِ زوائد میں سے ہے لہذا زیادتی کے زائد حرف کا انتخاب کیا گیا ہے۔

سوال:۴: حروفِ زوائد کون کون سے ہیں؟

جواب: حروفِ زوائد اس شعر میں مذکور ہیں ہویت السمان (میں موٹی عورتوں کو پسند کرتا ہوں پس انہوں نے مجھے جوان کر دیا اور میں عرصہ دراز سے موٹی عورتوں کو پسند کرتا ہوں) پس حروفِ زوائد اس شعر کے ہویت السمان میں جمع ہیں۔ نیز سالمونیہا اور الیوم تنساہ اور یا اوس ہل نمت اور لم یا تنا سہو میں بھی جمع ہیں۔

سوال:۵: لام کا اضافہ کرنے کے بجائے کسی حرفِ علت کو اضافہ کے لئے چن لیتے ایسا کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: حرفِ علت کو اضافہ کے طور پر نہیں چنا گیا اس لئے کہ اگر الف کو لاتے تو ابتداء بالسکون لازم آتا اور اگر واو یا یاء کی زیادتی کرتے تو تو حرفِ علت کا اجتماع لازم آتا بعض صورت میں یعنی امر غائب معروف اور امر غائب وحاضر مجہول میں جیسے یَیْضرِبْ، وِیَضْرِبْ، یِیُضْرَبْ وِیُضْرَبْ، یِتُضْرَبْ وِتُضْرَبْ، کہ ایک علامتِ مضارع ہے اور دوسرا علامتِ امر ہے اور ان دونوں حرفِ علت کا جمع ہونا ثقیل ہے۔

سوال:۶: لامِ امر کو کسرہ کیوں دیا گیا؟

جواب: کیونکہ لامِ امر لامِ جارہ کے صورتاً و معنیً مشابہ ہے، صورتاً یوں کہ دونوں میں کسرہ آتا ہے اور معنیً یوں کہ افعال میں جزم اسماء میں جر کی طرح ہے۔

سوال: لامِ امر فاء، واؤ اور ثُمَّ سے جب ملتا ہے تو ساکن کیوں ہو جاتا ہے؟

جواب: کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جہاں فَعِلٌ کا وزن ہو چاہے اصلی ہو یا عارضی وہاں عرب والے درمیان والے حرف کو ساکن کر دیتے ہیں جیسے کَتِفٌ سے کَتْفٌ، اب چونکہ امر میں لام کے بعد حرف متحرک ہوتا ہے اس لئے واو یا فاء یا ثُمَّ کے داخل ہونے کی صورت میں فَعِلٌ کا وزن پیدا ہو جاتا ہے اس لئے لام کو ساکن کر دیتے ہیں اور اس کی علت یہ ہے کہ اس صورت میں کسرہ سے فتحہ یا ضمہ کی جانب خروج لازم آتا ہے جو کہ اہلِ عرب کے یہاں ناپسندیدہ ہے جیسے فَلْیَضْرِبْ، وَلْیَضْرِبْ، ثُمَّ لْیَضْرِبْ، وَہْیَ، فَہْیَ، فَخْذٌ، واو کی صورت میں لام کو ساکن کرنا کثرتِ استعمال کی بناء پر واجب ہے، اور فاء اور ثُمَّ میں جائز ہے۔ حوالہ۔ نصاب الادب ص۳۱۳۔

سوال:۸: امر حاضر کے صیغوں سے علامتِ مضارع کیوں حذف کر دیتے ہیں اور امر حاضر ہی کو کیوں منتخب کیا گیا؟

جواب: امر حاضر کے صیغوں سے علامتِ مضارع کو اس لئے حذف کر دیتے ہیں کہ اگر علامتِ مضارع کو حذف نہ کرتے تو ان صیغوں کے شروع میں لامِ امر کا اضافہ کرنا واجب ہوتا تاکہ فعلِ امر فعلِ مضارع سے ملتبس نہ ہو، اور جب لامِ امر کا اضافہ کرتے تو بعض صورتوں میں امر حاضر امر غائب سے ملتبس ہو جاتا جیسے کہ جب آپ نے لِتَضْرِبْ کہا تو نہ جانا گیا کہ مامور مخاطب ہے یا غائب لہذا اس التباس کو دور کرنے کے لئے دونوں میں سے کسی ایک سے علامتِ مضارع کو حذف کرنا واجب ہوا، اور مخاطب کے صیغوں سے علامتِ مضارع کو حذف کرنا اولی ہے کہ یہ صیغے کثرت سے استعمال ہوتے ہیں اور کثرتِ استعمال خفت کا تقاضا کرتا ہے اور حذف کرنا تخفیف کی ایک نوع ہے اسی وجہ سے امر حاضر کے صیغوں کو حذف کے لئے منتخب کیا گیا۔ اور اسی وجہ سے امر مجہول کے صیغوں سے علامتِ مضارع کو حذف نہیں کیا گیا کہ وہ بہت کم استعمال ہوتے ہیں۔

سوال:۹: امر حاضر میں علامتِ مضارع کو حذف کرنے کے بعد ہمزہ کیوں لاتے ہیں؟ اور ہمزہ ہی کو خاص کرنے کی کیا وجہ ہے حالانکہ دیگر حروفِ زوائد موجود ہیں؟

جواب: چونکہ علامتِ مضارع کے حذف ہونے کے بعد ابتداء بالسکون لازم آرہا تھا لہذا اس خرابی سے بچنے کے لئے ہمزہ کو لے آئیں تاکہ کلمہ کی قرائت ممکن ہو سکے۔ اور ہمزہ ہی کو تمام حروفِ زوائد میں سے خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمزہ ابتداء کرنے کے لحاظ سے قوی حرف ہے اور قوی حرف سے ابتداء کرنا اولی ہے، نیز ہمزہ مبدأ مخارج سے ہے لہذا کلام کی ابتداء اسی سے کرنا اولی ہے۔

سوال: امر حاضر میں ہمزہ کو کسرہ کیوں دیتے ہیں جیسے اِضْرِبْ؟

جواب: کیونکہ ہمزۂ وصل میں اصل کسرہ ہے، لہذا اصل کے پیشِ نظر ہمزہ کو کسرہ دیا گیا کہ یہ ہمزہ ہمزۂ وصلی ہے۔ نیز جمہور کا موقف یہ ہے کہ ہمزۂ ساکنہ کی زیادتی کی گئی پھر ابتداء کی وجہ سے حرکت دینے کی ضرورت پڑی تو الساکن اذا حرک حرک بالکسر کے تحت کسرہ دیا گیا۔

سوال:۱۱: اُنْصُرْ میں ہمزہ کو تو ضمہ دیا گیا حالانکہ ہمزۂ وصلی میں اصل کسرہ ہے؟

جواب: اگر اُنْصُرْ میں کسرہ دیتے تو ضمہ کی جانب خروج لازم آتا جو کہ ثقل کا باعث ہے، پس ثقل سے بچنے کے لئے ہمزہ کو ضمہ دیا گیا اگر چہ ہمزۂ وصل میں اصل کسرہ ہے۔

سوال:۱۲: اُنْصُرْ کو کسرہ دینے کی صورت میں کسرہ سے ضمہ کی جانب خروج کیسے لازم آرہا ہے جب کہ دونوں کے درمیان میں ایک حرفِ ساکن آڑ بنا ہے؟

جواب: بصریین کے نزدیک ساکن حرف مضبوط رکاوٹ نہیں بنتا، اسی وجہ سے قِنْوَۃٌ کی واؤ کو یاء سے بدل کر قِنْیَۃٌ قاف کے کسرہ کی وجہ سے پڑھتے ہیں ؒ حالانکہ قاف اور واؤ کے درمیان نون حرفِ ساکن موجود ہے لہذا اُنْصُرْ میں بھی نون ساکن کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور امر کے ہمزۂ وصلی کو کسرہ اور ضمہ دینے کی ایک دوسری دلیل بھی ذکر کی جاتی ہے کہ اِضْرِبْ میں ہمزہ کو کسرہ عین کلمہ کی اتباع کرتے ہوئے دیا گیا ہے، اور اُنْصُرْ میں بھی ہمزہ کو ضمہ عین کلمہ کی اتباع کرتے ہوئے دیا گیا ہے، بر خلاف اِعْلَمْ اور اِمْنَعْ کے، کہ ان میں ہمزۂ وصلی کو فتحہ عین کلمہ کی اتباع کرتے ہوئے نہیں دیا گیا، کیونکہ ہمزہ کو فتحہ دینے کی صورت میں فعلِ مضارع کے واحد متکلم کے صیغے سے التباس لازم آرہا ہے، جب مضارع کا حرفِ آخر کلمۂ شرط کی وجہ سے ساکن ہو جیسے اِنْ تَمْنَعْ اَمْنَعْ، پس اگر امر میں ہمزہ کو فتحہ دیتے تو اس مثال کا اَمْنَعْ میں التباس ہوتا کہ یہ امر ہے یا فعلِ مضارع، اور ایسے ہی جب مضارع کے آخری حرف کو ضرورتِ شعری کی بناء پر ساکن کر دیتے تو التباس امر اور مضارع کے درمیان لازم آئے گا جیسے شاعر کا قول: اَلْیَوْمَ اَشْرَبْ مِنْ غَیْرِ مُسْتَحْقِبٍ اِثْماً مِنَ اللّٰہِ وَلَا وَاغِلٍ۔ (آج میں محبوب کے ہاتھ سے شراب پیتا ہوں نہ تو مجھے اللہ تعالی کی طرف سے کوئی گناہ ہے اور نہ میں طفیلی ہوں)۔ پس اگر امر میں ہمزہ کو فتحہ دیتے تو اَشْرَبْ جو کہ مضارع متکلم ہے اس کے امر ہونے کا شبہ پیدا ہوتا۔

سوال:۱۳: اَیْمُنٌ کے ہمزۂ وصل کو فتحہ کیوں دیا گیا، جبکہ ہمزۂ وصل کو ضمہ یا کسرہ دیتے ہیں؟

جواب: اَیْمُنٌ یَمِیْنٌ کی جمع ہے اور اس کا ہمزہ قطعی ہے نہ کہ وصلی، لیکن اس کا استعمال بکثرت ہوتا ہے اور کثرتِ استعمال تخفیف کا تقاضا کرتا ہے اور تخفیف وصل سے بھی حاصل ہوتی ہے اس لئے اَیْمُنٌ کے ہمزۂ قطعی کو وصلی بنا کر لفظ میں حذف کر دیا جاتا ہے۔ فلا اعتراض علیہ۔

سوال:۱۴: الفِ تعریف کو فتحہ کیوں دیا گیا جبکہ وہ ہمزۂ وصلی ہے؟

جواب: چونکہ یہ بھی بکثرت مستعمل ہے لہذا تخفیف کے لئے اس کو حرکت فتحہ کی دی گئی ہے۔

سوال:۱۵: بابِ افعال کے امر حاضر اَکْرِمْ کے ہمزۂ وصلی کو فتحہ کیوں دیا گیا، حالانکہ اس کا عین کلمہ مکسور ہے؟

جواب: ؒ بابِ افعال کے امر حاضر اَکْرِمْ کا ہمزہ، ہمزۂ وصلی نہیں بلکہ قطعی ہے، یہ امر کا ہمزہ نہیں بلکہ یہ ماضی کا ہمزہ ہے جو فعلِ مضارع کے صیغوں سے حذف کر دیا گیا تھا کیونکہ واحد متکلم کے صیغے میں دو ہمزوں کا اجتماع لازم آرہا تھا جس کی بناء پر ماضی کے ہمزہ کو حذف کر دیا گیا تھا جیسے ءُاَکْرِمُ سے اُکْرِمُ پھر واحد متکلم کی مناسبت سے مضارع کے تمام صیغوں سے ماضی کے ہمزہ کو حذف کر دیا گیا تو یُکْرِمُ، تُکْرِمُ ہو گیا۔ پھر جب امر بنایا گیا تو علامتِ مضارع کو حذف کر دیا اور ماضی کا ہمزہ عود کر آیا تو تُاَکْرِمُ سے اَکْرِمُ ہوا، پس آخر حرف کو ساکن کیا تو اَکْرِمْ ہو گیا۔

سوال:۱۶: فعلِ امر کا ہمزہ وصل کی صورت میں لکھنے میں باقی رہتا ہے لیکن پڑھنے میں نہیں آتا، اور جب پڑھنے میں نہیں آتا تو اسے حذف کر دینا چاہئے تھا مگر حذف نہیں کرتے اس کی کیا وجہ ہے؟ جیسے وَاعْلَمْ؟

جواب: فعلِ امر کا ہمزہ وصلِ کلام کی صورت میں یقیناً قرائت میں نہیں آتا اور اگر اس بناء پر امر کے ہمزہ کو حذف کر دیں گے تو ثلاثی مجرد کا امر بابِ تفعیل کے امر سے ملتبس ہو جائے گا، جیسے وَعْلَمْ اور وَعَلِّمْ، پس اس التباس سے بچنے کے لئے امر کے ہمزہ کو لکھنے میں باقی رکھا گیا ہے۔

سوال:۱۷: یہ التباس تو حرکت ذریعہ دور کیا جاسکتا ہے یعنی زیر و زبر سے پتہ چل جاتا ہے کہ وہ ثلاثی مجرد کا امر ہے یا بابِ تفعیل کا جیسے وَعْلَمْ اور عَلِّمْ؟

جواب: عام طور پر حرکات کو ترک کر دیا جاتا ہے لہذا التباس کا خدشہ موجود ہے اسی وجہ سے عُمَرُ اور عَمْرٌو میں فرق کرنے کے لئے واؤ کا اضافہ عَمْرو کے آخر میں کرتے ہیں پس اب ان پر حرکت ہو یا نہ ہو دونوں کے درمیان فرق واؤ سے ہو جاتا ہے، کہ عَمْر واؤ سے پڑھا جائے گا اور عُمَر بغیر واؤ کے، پس اسی طرح امر کے ہمزہ کو بھی باقی رکھا گیا ہے۔

سوال:۱۸: اگر ہمزۂ وصلی لکھنے میں باقی رہتا ہے تو بسم اللہ کا ہمزہ کیوں حذف کیا گیا ہے؟

جواب: ؒ بسم اللہ کے کثرتِ استعمال کی بناء پر ہمزۂ وصلی کو حذف کر دیا گیا ہے کیونکہ کثرتِ استعمال تخفیف چاہتا ہے۔

سوال:۱۹: پھر اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ میں بِاسْمِ کا ہمزہ کیوں حذف نہیں ہوا؟

جواب: یہاں پر قلتِ استعمال کی وجہ سے حذف نہیں کیا گیا ہے، کیونکہ قلتِ استعمال تخفیف کا تقاضا نہیں کرتا ہے۔

سوال:۲۰: امر غائب میں آخری حرف کو جزم کیوں دیا گیا؟

جواب: کیونکہ لامِ امر معنی کو مستقبل میں لے جانے کی وجہ سے کلمۂ شرط کے مشابہ ہے لہذا لامِ امر نے وہی عمل کیا جو کلمۂ شرط کرتا ہے، جس طرح اِنْ جب ماضی میں داخل ہو تو ماضی کے معنی کو مستقبل میں منتقل کر دیتا ہے جیسے اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ، (اگر تو نے مارا تو میں بھی ماروں گا) اسی طرح لامِ امر جب جملۂ خبریہ میں داخل ہو تو خبریہ کو انشائیہ بنا دیتا ہے جیسے لِیَضْرِبْ زَیْدٌ (زید کو چاہئے کہ وہ مارے) پس جب دونوں کے درمیان معنی کے اعتبار سے مشابہت ہے تو عمل کے اعتبار سے بھی مشابہت ہے اور وہ آخری حرف کو جزم دینا ہے۔

سوال:۲۱: امر حاضر کے صیغوں میں لامِ امر کیوں نہیں آتا حالانکہ حدیث میں فَلْتَفْرَحُوْا لام کے ساتھ امت حاضر کا صیغہ آیا ہے؟

جواب: ؒ کوفیین حضرات امر حاضر کو لامِ امر کے ساتھ لِتَضْرِبْ استعمال کرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اِضْرِبْ کی اصل لِتَضْرِبْ ہے اور ان کی

دلیل نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوْا ہے لیکن جمہور صرفیین کا قول یہ ہے کہ یقیناً اِضْرِبْ کی اصل لِتَضْرِبْ ہی ہے پھر کثرتِ استعمال کی بناء پر لامِ امر کو حذف کردیا گیا تو تَضْرِبْ بچا، پھر مضارع اور امر میں فرق کرنے کے لئے علامتِ مضارع کو حذف کردیا گیا جس کی وجہ سے ابتداء بالسکون لازم آرہا تھا لہذا علامتِ مضارع کی جگہ ہمزۂ وصل لگادیا گیا تو اِضْرِبْ ہوگیا۔ اور آخری حرف کو اپنی حالت میں مجزوم ہی رکھا گیا۔ یا یہ کہ ہمزہ نے وہی عمل کیا جو لامِ امر نے کیا تھا یعنی آخری حرف کو جزم دینا، جیسے کہ فاءِ رُبَّ کے معنی میں آکر رُبَّ کی طرح عمل کرتا ہے یعنی مجرور کردیتا ہے جیسے شاعر کا قول:

فَمِثْلِكِ حُبْلٰى قَدْ طَرَقْتُ وَ مُرْضِعٍ	فَأَلْهَيْتَهَا عَنْ ذِیْ تَمَائِمَ مُحْوِلٍ

ترجمہ: میں تیری جیسی کئی حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کے پاس رات کے وقت آیا، تو میں نے انہیں ایک سال کے دودھ پیتے بچے سے غافل کردیا۔

پس یہاں پر فَمِثْلِكِ میں مِثْلِ مجرور ہے اور اسے فاء نے جر دیا ہے جو کہ رُبَّ کے معنی میں ہے۔

ردکوفیین: اور جو حدیث میں لِتَفْرَحُوْا آیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول لِتَفْرَحُوْا سے حاضر اور غائب دونوں طبقوں کے لوگوں سے خطاب فرمایا ہے کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تما حاضر اور غائب لوگوں کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں۔

سوال:۲۲: فعلِ امر مبنی کیوں ہوتا ہے؟

جواب: بصریین کے نزدیک فعلِ امر مبنی ہے کہ افعال میں اصل مبنی ہونا ہے۔

سوال:۲۳: اگر فعلِ امر فعل ہونے کی وجہ سے مبنی ہے تو مضارع بھی تو فعل ہے یہ کیوں مبنی نہیں ہے؟

جواب: فعلِ مضارع کے معرب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اسے اسمِ فاعل کے ساتھ مشابہتِ تامہ حاصل ہے، جب کہ فعلِ امر کو اسمِ فاعل سے مشابہتِ تامہ حاصل نہیں کہ فعلِ امر علامتِ مضارع کے حذف ہوجانے کے بعد اسمِ فاعل سے مشابہتِ تامہ باقی نہیں رہتی، اسی وجہ سے فَلْتُفْرَحُوْا کو بالاتفاق معرب قرار دیا گیا ہے کہ اس میں علامتِ مضارع باقی ہے، اور یہی وجہِ اعراب ہے۔

فعلِ امر کا اسمِ فاعل کے ساتھ مشابہتِ تامہ نہ رکھنے کی وجہ: (۱) فعلِ امر حرکات وسکنات میں اسمِ فاعل کے ہم وزن نہیں ہوتا۔ (۲) نکرہ کی صفت بننے میں اسمِ فاعل کے مشابہ نہیں ہوتا۔ کہ فعلِ امر انشاء ہوتا ہے اور اسمِ فاعل خبر ہوتا ہے، ہاں اگر فعلِ امر کی تاویل کی جائے تو پھر فعلِ امر اسمِ نکرہ کی صفت بن سکتا ہے۔ ورنہ تو نہیں۔

سوال:۲۴: فعلِ امر میں نونِ ثقیلہ اور خفیفہ کیوں لاتے ہیں؟

جواب: چونکہ نونِ ثقیلہ اور خفیفہ تاکید کے لئے ہیں لہذا فعلِ امر میں طلب کے اندر تاکید پیدا کرنے کے لئے نونِ تاکید ثقیلہ اور خفیفہ لاتے ہیں، اور نونِ ثقیلہ کے ذریعہ نونِ خفیفہ کے مقابلہ زیادہ تاکید حاصل ہوتی ہے۔

سوال:۲۵: نونِ ثقیلہ اور خفیفہ کو فعلِ امر کے شروع میں کیوں نہیں لاتے؟

جواب: کیونکہ زیادتی تغیر کی ایک قسم ہے اور محلِ تغیر کلمہ کا آخری حرف ہے اسی وجہ سے نونِ ثقیلہ اور خفیفہ کا اضافہ شروع میں نہ کرکے آخر میں کیا گیا ہے۔

سوال:۲۶: لِيَضْرِبَنَّ میں باء کو فتحہ کیوں دیا گیا اور فتحہ ہی کو کیوں خاص کیا گیا؟

جواب: لِيَضْرِبَنَّ بنا ہے لِيَضْرِبْ سے پھر نونِ تاکید کا اضافہ کیا گیا تو لِيَضْرِبْنَّ ہوا پس باء اور نونِ مدغم کے ساکن ہونے کی وجہ سے اجتماعِ ساکنین ہوا لہذا اجتماعِ ساکنین سے بچتے ہوئے باء کو فتحہ دیا گیا۔ ہاں اگر کسرہ دیتے تو فعل میں کسرہ آتا جو کہ درست نہیں، اور اگر ضمہ دیتے تو جمع مذکر غائب لِيَضْرِبُنَّ سے التباس ہوجاتا، پس ان دونوں خرابیوں سے بچتے ہوئے اور خفت کو طلب کرتے ہوئے باء کو اخف الحرکات فتحہ دیا گیا۔

سوال:۲۷: لِيَضْرِبَنَّ میں دوسرے نون کو فتحہ کیوں دیا گیا؟

جواب: اگر فتحہ نہ دیتے تو دونوں نون ساکن ہوتے اور یوں اجتماعِ ساکنین لازم آتا، پس خفت کے پیشِ نظر نون کو فتحہ دیا گیا۔ اور ضمہ یا کسرہ ثقل کی بناء پر نہیں دیا گیا۔

سوال:۲۸: نونِ ثقیلہ اور خفیفہ کی صورت میں لِيَضْرِبُنَّ جمع مذکر غائب سے واؤ کو کیوں حذف کردیتے ہیں؟

جواب: لِيَضْرِبُنَّ اصل میں لِيَضْرِبُوْنَّ تھا پس واؤ اور نونِ تاکید کا پہلا نون دونوں ساکن ہیں پس اجتماعِ ساکنین سے بچنے کے لئے واؤ کو حذف کردیا گیا اور اس واؤ پر دلالت کرنے کے لئے باء پر ضمہ باقی رکھا گیا۔

سوال:۲۹: واحد مؤنث حاضر لِتَضْرِبِنَّ سے یاء کو کیوں حذف کیا گیا؟

جواب: کیونکہ لِتَضْرِبِنَّ اصل می لِتَضْرِبِيْنَّ تھا، یاء اور پہلے نون کے ساکن ہونے کی وجہ سے اجتماعِ ساکنین لازم آیا لہذا یاء کو حذف کیا گیا اور باء پر کسرہ کو باقی رکھا گیا تاکہ وہ یاء کے حذف ہونے پر دلالت کرے۔

سوال:۳۰: نونِ تاکید لانے کی صورت میں تثنیہ کا الف کیوں نہیں گرایا جاتا؟

جواب: تثنیہ کا صیغہ لِيَضْرِبَانِّ سے الف کو حذف کردیا جاتا تو لِيَضْرِبَنَّ بچتا، اور واحد مذکر کے صیغہ سے ملتبس ہوجاتا۔

سوال:۳۱: الفِ تثنیہ کے بعد آنے والے نون کو کسرہ کیوں دیتے ہیں جیسے لِيَضْرِبَانِّ؟

جواب: اس لئے کہ نونِ ثقیلہ جو تثنیہ کے صیغہ میں آتا ہے اسے الف کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے نونِ تثنیہ کے ساتھ مشابہت حاصل ہے، پس مشابہت کی وجہ سے نونِ تثنیہ کی طرح اسے بھی کسرہ دیا گیا۔

سوال:۳۲: جمع مؤنث غائب وحاضر میں نونِ ثقیلہ کو کسرہ کیوں دیا حالانکہ اس نون سے پہلے الفِ تثنیہ نہیں بلکہ الفِ فاصل ہے؟

جواب: اگر چہ اس صیغہ کے نونِ ثقیلہ کے بعد الفِ تثنیہ نہیں مگر الف تو ہے پس یہ الفِ فاصل الفِ تثنیہ کے مشابہ ہے جس کی بناء پر کسرہ دیا گیا ہے۔

سوال:۳۳: نونِ ثقیلہ کی وجہ سے تثنیہ کے نونِ اعرابی کو کیوں حذف کیا جاتا ہے حالانکہ وہ نون رفع پر دلالت کرتا ہے؟

جواب: جب فعلِ مضارع میں نونِ ثقیلہ داخل ہوتا ہے تو فعلِ مضارع مبنی ہو جاتا ہے اور نونِ اعرابی معرب ہونے کی نشانی ہے اب اگر نونِ اعرابی کو حذف نہ کرتے تو ایک فعل کا معرب اور مبنی ہونا لازم آتا جو کہ خلافِ قیاس ہے اور فعلِ امر تو پہلے سے ہی مبنی ہوتا ہے اس میں نونِ ثقیلہ لاؤ یا نہ لاؤ، نونِ اعرابی پہلے ہی حذف ہو جاتا ہے، پس نونِ ثقیلہ کی بناء پر ساتوں صیغوں سے نونِ اعرابی گر جاتی ہے اور نونِ ثقیلہ کا ماقبل مبنی ہو جاتا ہے۔

سوال:۳۴: جمع مؤنث غائب وحاضر کے صیغے میں الفِ فاصل کیوں لاتے ہیں؟

جواب: جمع مؤنث غائب وحاضر کے صیغے میں الفِ فاصل اس لئے لاتے ہیں تاکہ تین نون جمع نہ ہو جائیں، کیونکہ تین نون کا اجتماع ثقل کا باعث ہے، پس نونِ جمع مؤنث غائب اور نونِ ثقیلہ کے درمیان الفِ فاصل لاکر اس ثقل کو دور کرتے ہیں۔

سوال:۳۵: کیا نونِ ثقیلہ اور نونِ خفیفہ کے حکم میں کوئی فرق ہے؟

جواب: نونِ خفیفہ کا وہی حکم ہے جو نونِ ثقیلہ کا ہے البتہ الفِ تثنیہ اور الفِ فاصل کے بعد نونِ خفیفہ نہیں آتا ہے۔

سوال:۳۶: جن صیغوں میں الف آتا ہے ان صیغوں میں نونِ خفیفہ کے نہ آنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: جن صیغوں میں الف آتا ہے اگر ان میں نونِ خفیفہ کو لائیں تو اجتماع ساکنین فی غیر حدہ لازم آتا ہے، پس اگر ساکنین فی غیر حدہ سے بچنے کے لئے الفِ تثنیہ کو حذف کریں اور لَیَضْرِبَانْ سے لَیَضْرِبَنْ پڑھیں تو صیغہ واحد مذکر سے التباس ہوگا، اور اعراب نہ ہونے کی صورت میں واحد مذکر، جمع مذکر غائب سے ملتبس ہوگا، اور اگر صیغہ جمع مؤنث غائب وحاضر سے الفِ فاصل کو حذف کریں لَیَضْرِبْنَنْ اور لَتَضْرِبْنَنْ پڑھے تو دونون کا اجتماع لازم آئے گا، اور اگر لَیَضْرِبْنَنْ سے پہلے نون کو بھی حذف کریں اور لَیَضْرِبَنْ پڑھے تو فعلِ مضارع منصوب بلام کیٔ ہو جائے گا یوں صیغہ نونِ تاکید سے خارج ہو جائے گا، اور اگر دوسرے نون کو حذف کریں تب بھی یہی خرابی لازم آئے گی، لہٰذا ان تمام خرابیوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نونِ خفیفہ ان صیغوں میں نہیں آتی۔

سوال:۳۷: اجتماعِ ساکنین فی غیرِ حدّہ کی وضاحت کریں اور بتائیں کہ وہ یہاں کیسے لازم آتا ہے؟

جواب: اجتماعِ ساکنین فی حدّہ: یہ ہے کہ پہلا حرفِ ساکن مدہ ہو اور دوسرا حرفِ ساکن مدغم، جیسے وَالضَّآلِّیْنَ میں الف مدہ اور پہلا لام جو مدغم ہے ساکن ہے پس یہ اجتماع جائز ہے، اجتماعِ ساکنین فی غیرِ حدّہ: یہ ہے کہ پہلا حرفِ ساکن مدہ ہو اور دوسرا حرفِ ساکن مدغم نہ ہو جیسے نونِ خفیفہ کہ یہ نون ساکن ہوتا ہے جیسے لَیَضْرِبَانْ اور یہ اجتماع ناجائز ہے کیونکہ یہ ثقل کا باعث ہے،

نوٹ: چار تثنیہ اور دو جمع مؤنث غائب وحاضر کے صیغوں میں نونِ ثقیلہ کے ساتھ الف ساکن کا اجتماع اجتماعِ ساکنین فی حدّہ ہے، اور نونِ خفیفہ کے ساتھ اجتماع فی غیرِ حدّہ ہے۔

سوال:۳۸: کیا کسی نحوی کے نزدیک نونِ خفیفہ تمام صیغوں میں نونِ ثقیلہ کی طرح آتی ہے؟

جواب: جی ہاں! کوفیوں میں سے یونس نحوی کے نزدیک نونِ خفیفہ نونِ ثقیلہ پر قیاس کرتے ہوئے تمام صیغوں میں آتا ہے دونوں کے ساتھ تلفظ کے ممکن ہونے کی وجہ سے جیسے مَحْیَایْ یاءِ اضافت کے سکون کے ساتھ۔

سوال:۳۹: نونِ ثقیلہ اور خفیفہ کتنے اور کون کون سے مقامات میں آتے ہیں اور کیوں آتے ہیں؟

جواب: یہ دونوں نون سات مقامات میں آتے ہیں اور ان مقامات پر ان کا آنا اس لئے ہے کہ ان میں طلب کا معنی پایا جاتا ہے اور وہ مقامات یہ ہیں۔

(۱) امر: اِضْرِبَنَّ　اس میں فعل کا طلب کرنا پایا جاتا ہے۔

(۲) نہی: لَا تَضْرِبَنَّ　اس میں ترکِ فعل کی طلب پائی جا رہی ہے۔

(۳) استفہام: ہَلْ تَضْرِبَنَّ　اس میں ذہن میں صورتُ الشّی کے حصول کی طلب پائی جا رہی ہے۔

(۴) تمنّی: لَیْتَکَ تَضْرِبَنَّ　اس میں محبت کے طریقہ پر شیٔ کے حصول کی طلب پائی جا رہی ہے۔

(۵) عرض: اَلَا تَضْرِبَنَّ　اس میں نرمی کے ساتھ شیٔ اور حکم کی طلب پائی جا رہی ہے۔

(۶) قسم: وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ　اس میں قسم کی وجہ سے بظاہر طلب کا معنی نہیں پایا جا رہا ہے مگر جب کوئی وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ کہتا ہے تو گویا کہ اس نے اَسْاَلُ اللّٰہَ لَاَضْرِبَنَّ کہا یوں سوال کرنے کے طور پر معنیٔ طلب پایا گیا،

(۷) نفی: لَا تَجْرِبَنَّ　اس میں حرفِ نفی کے ساتھ نونِ تاکید بہت کم آتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نفی نہی سے مشابہت رکھتا ہے کہ دونوں کے صیغے ایک جیسے ہیں۔

سوال:۴۰: نہی اور نفی میں تو ترکِ فعل کا معنی پایا جاتا ہے تو طلبِ فعل کا معنی کیسے پایا گیا؟

جواب: نہی میں تو ترکِ فعل کی طلب موجود ہے، اور رہی بات نفی کی تو یہ نہی کے مشابہ ہونے کی وجہ سے نہی کی طرح ترکِ فعل کی طلب کا معنی دیتا ہے، فلا اعتراض علیہ۔

سوال:۴۱: کیا فعلِ امر اور فعلِ نہی کے حکم میں کوئی فرق ہے، اور فعلِ نہی کو فعلِ امر کے بعد کیوں لائیں؟

جواب: فعلِ نہی تمام وجوہ میں فعلِ امر کے مثل ہے سوائے اس کے کہ فعلِ امر مبنی ہوتا ہے اور فعلِ نہی معرب، اور رہی یہ بات کہ فعلِ نہی کو فعلِ امر کے بعد کیوں لائیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فعلِ امر مبنی ہونے کی وجہ سے مبنی للفاعل ہے اور فعلِ نہی معرب ہونے کی وجہ سے مبنی للمفعول ہے، اور فاعل مفعول سے مقدم ہوتا ہے لہذا اسی کا لحاظ کرتے ہوئے فعلِ امر کو مقدم اور فعلِ نہی کو مؤخر کیا گیا ہے۔

سوال:۴۲: فعلِ نہی معرب کیوں ہے؟

جواب: چونکہ فعلِ نہی میں علتِ اعراب یعنی علامتِ مضارع برقرار رہتی ہے جب کہ فعلِ امر حاضر معروف میں اسے حزف کر دیا جاتا ہے لہذا فعلِ نہی علتِ اعراب کے سبب بالا جماع معرب ہے، اور فعلِ امر عدمِ علتِ اعراب کے سبب مبنی ہے۔

سوال:۴۳: فعلِ مجہول کی تعریف کیا ہے نیز ماضی، رمضارع، امر اور نہی کا فعلِ مجہول کس وزن پر آتے ہیں؟

جواب: جس فعل کا کرنے والا معلوم نہ ہو اسے مجہول کہتے ہیں اور فعلِ ماضی میں فُعِلَ کے وزن پر، اور فعلِ مضارع میں یُفْعَلُ کے وزن پر، اور فعلِ امر میں لِتُفْعَلْ کے وزن پر، اور فعلِ نہی میں لَا تُفْعَلْ کے وزن پر آتا ہے۔

سوال:۴۴: فعلِ مجہول کے لانے کا سبب کیا ہے، یہ کیوں لایا جاتا ہے؟

جواب: اس کی کئی وجوہات ہیں جو علمِ البلاغۃ میں بیان کی گئی ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں

(۱) فاعل کی خساست کی وجہ سے اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں ہوتا تو فعل کی نسبت فاعل کے بجائے مفعول کی طرف کر دی جاتی ہے جیسے شُتِمَ الْخَلِیْقَۃُ (مخلوقِ خدا کو گالی دی گئی) پس جو مخلوقِ خدا کو گالی دے وہ خسیس وحقیر ہے وہ ذکر کرنے کے قابل نہیں۔

(۲) فاعل کی عظمت کی وجہ سے اس کا ذکر کرنا بے ادبی ہوتی ہے تو فعل کی نسبت فاعل کے بجائے مفعول کی طرف کر دی جاتی ہے جیسے عُوْقِبَ اللِّصُّ (چور کو سزا دی گئی) یہ اصل میں عَاقَبَ السُّلْطَانُ اللِّصَّ تھا۔

(۳) فاعل کی شہرت کی وجہ سے اس کا ذکر چھوڑ دیا جاتا ہے تو فعل کی نسبت فاعل کے بجائے مفعول کی طرف کر دی جاتی ہے جیسے خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفاً (انسان کمزور پیدا کیا گیا) پس فاعل اعرف المعارف ہے لہذا اس کے ذکر کی کوئی حاجت نہیں اور وہ اللہ تعالی ہے، کہ خُلِقَ ایسا فعل ہے جو غیر اللہ سے متصور نہیں۔ پس ان تمام وجوہات کی بناء پر فعل کو مجہول یعنی مبنی للمفعول لاتے ہیں۔

سوال:۴۵: فعلِ مجہول کا صیغہ مثلاً فُعِلَ، یُفْعَلُ وغیرہ تو غیر معقول ہیں پھر بھی اس کو ان اوزان پر لایا گیا؟

جواب: چونکہ فعلِ مجہول کا معنی بھی غیرِ معقول ہے، کیونکہ فعل کی نسبت فاعل کے بجائے مفعول کی طرف کی جاتی ہے لہذا اس کے لئے صیغہ بھی غیرِ معقول استعمال کیا گیا ہے۔

سوال:۴۶: فُعِلَ ماضی مجہول کا صیغہ کیسے غیرِ معقول ہے؟

جواب: فُعِلَ کے غیرِ معقول ہونے کی واضح دلیل یہ ہے کہ اس وزن پر اسم سے صرف دو کلمے وُعِلَ اور دُئِلَ ہی آتے ہیں، نیز فُعِلَ میں ضمہ سے کسرہ کی طرف خروج لازم ہونے کی وجہ سے بھی غیرِ معقول ہے۔ پس جب کلامِ عرب میں وُعِلَ اور دُئِلَ کے علاوہ کوئی کلمہ نہیں پایا جاتا تو یہ وزن غیرِ معقول ہو گیا اس لئے کہ اگر یہ وزن معقول ہوتا تو ضرور اس وزن پر کثیر کلمات آتے جبکہ ایسا نہیں۔

سوال:۴۷: یُفْعَلُ مضارع مجہول کا صیغہ کیسے غیرِ معقول ہے؟

جواب: اس لئے کہ یہ صیغہ حرکات وسکنات میں فُعْلَلٌ کے مثل ہے اور فُعْلَلٌ کے وزن پر کوئی کلمہ نہیں آتا سوائے جُنْدَبٌ اور بُرْقَعٌ کے، گویا یہ بھی غیرِ معقول اور قلیل الاستعمال ہے۔

سوال:۴۸: ثلاثی مزید فیہ میں فعلِ مجہول کس وزن پر آتا ہے؟

جواب: ثلاثی مزید فیہ میں سات ابواب کے علاوہ ماضی مجہول پہلے حرف کے ضمہ اور آخر سے پہلے حرف پر کسرہ کے ساتھ اُفْعِلَ کے وزن پر آتا ہے جیسے اُکْرِمَ۔ اور مضارع مجہول میں پہلے حرف پر ضمہ اور آخر کے ماقبل پر فتحہ کے ساتھ یُفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے جیسے یُکْرَمُ یہ ثلاثی مجرد کی اتباع کرتے ہوئے یُفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے۔

سوال:۴۹: جن سات ابواب کی استثناء کی گئی ہے وہ ابواب کون سے ہیں اور ان سے فعلِ مجہول کس وزن پر آئے گا؟

جواب: وہ سات ابواب یہ ہیں۔

(۱) تَفَعُّلٌ (۲) تَفَاعُلٌ ((۳) اِفْتِعَالٌ (۴) اِنْفِعَالٌ (۵) اِسْتِفْعَالٌ (۶) اِفْعِنْلَالٌ (۷) اِفْعِیْعَالٌ

پس ان ابواب سے ماضی مجہول پہلے اور دوسرے متحرک حرف پر ضمہ اور آخر کے ماقبل پر کسرہ کے ساتھ آتا ہے جیسے تُقُبِّلَ۔ تُقُوْبِلَ۔ اُجْتُنِبَ۔ اُسْتُنْصِرَ۔ اُنْفُطِرَ۔ اُفْعُنْلِلَ۔ اُفْعُوْعِلَ۔

سوال:۵۰: بابِ تَفَعُّلٌ اور تَفَاعُلٌ کی ماضی مجہول میں فاء کلمہ کو ضمہ کیوں دیا گیا ہے؟

جواب: اس لئے کہ اگر ان ابواب میں فاء کلمہ کو ضمہ نہ دیا جاتا تو پھر بابِ تفعیل اور مفاعلۃ کے مضارع مجہول کے ساتھ التباس لازم آتا جیسے یُصَرَّفُ۔ یُقَبَّلُ۔ اور

یُقَاتَلُ ۔تُقَابَلُ ۔پس اس التباس کی وجہ سے ان دونوں باب میں فاءکلمہ کو ضمہ دیا گیا ہے۔

سوال:۵۱: باقی پانچ ابواب میں پہلے حرف کو ضمہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: رحمۃ اللہ علیہ بقیہ پانچ ابواب میں پہلے حرف کو ضمہ اس لئے دیتے ہیں کہ ضمہ نہ دینے کی صورت میں حالتِ وقف میں امر کے ساتھ التباس لازم آنے کا خدشہ تھا مثلاً بابِ افتعال میں ماضی مجہول اور فعلِ امر ہم شکل ہیں جیسے وَاجْتُنِبْ حالتِ وقف میں ماضی مجہول ہے، اور وَاجْتَنِبْ فعلِ امر ہیان دونوں میں فرق صرف یہ ہے کہ فعلِ امر میں تاء مفتوح ہے اور فعلِ ماضی مجہول میں مضموم ہے، پس اعراب نہ ہونے کے وقت دونوں ہم شکل ہیں، اور اعراب کے وقت صرف تاءِ مضموم ہی التباس کے ڈر کو ختم کرتا ہے۔

فَصۡلٌ فِی اِسۡمِ الۡفَاعِلِ

فصل اسمِ فاعل کے بیان میں

سوال:۱: اسمِ فاعل کسے کہتے ہیں اور یہ کس سے مشتق ہوتا ہے؟

جواب: اسمِ فاعل وہ اسم ہے جس کے ساتھ فعل بمعنی حدوث قائم ہو، اور یہ فعلِ مضارع سے مشتق ہوتا ہے۔

سوال:۲: اسمِ فاعل فعلِ مضارع سے ہی کیوں مشتق ہوتا ہے؟

جواب: اس لئے کہ اسمِ فاعل کو فعلِ مضارع سے مشابہتِ تامہ حاصل ہے مثلاً دونوں نکرہ کی صفت واقع ہو سکتے ہیں نیز اس کے علاوہ کئی امور میں مشابہت پائی جاتی ہے جن کا ذکر مستقبل کی فصل میں ہو چکا ہے۔

سوال:۳: ثلاثی مجرد سے اسمِ فاعل کا صیغہ کس وزن پر آتا ہے اور کیسے بنتا ہے؟

جواب: ثلاثی مجرد سے اسمِ فاعل فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے، علامتِ مضارع کو حذف کر کے فاء اور عین کلمہ کے درمیان الف کا اضافہ کرتے ہیں اور عین کلمہ کو کسرہ دیتے ہیں اور آخر میں تنوین لاتے ہیں جیسے یَضۡرِبُ سے ضَارِبٌ

سوال:۴: اضفہ کے لئے الف کی تخصیص کیوں کی گئی ہے اور اضافہ کی ضرورت کیوں درپیش ہوئی؟

جواب: اگر الف کا اضافہ نہ کرتے تو اسمِ فاعل فعلِ ماضی سے ملتبس ہو جاتا جیسے ضَرِبٌ اور ضَرَبَ۔ اور اضافہ کے لئے الف کی تخصیص اس کی خفت کی وجہ سے کی گئی ہے۔

سوال:۵: الف کا اضافہ شروع میں کیوں نہیں کیا جاتا، یا آخر میں کیوں نہیں کیا جاتا جب کہ آخر ہی محلِ تغییر ہے؟

جواب: کیونکہ ان دونوں صورتوں میں التباس لازم آتا ہے، پس اگر الف کا اضافہ شروع میں کرتے تو ابتداء بالسکون لازم آتا، اور اگر خفت کے پیشِ نظر الف کو فتحہ دیتے تو وقف کی حالت میں فعلِ مضارع کے واحد متکلم کے صیغے اَضۡرِبُ سے ملتبس ہو جاتا، اور اگر الف کو کسرہ دیتے تو فعلِ امر حاضر معروف اِضۡرِبۡ سے ملتبس ہو جاتا، اور اگر الف کو ضمہ دیتے تو حرکت نہ ہونے کی صورت میں فعلِ امر حاضر معروف اُنۡصُرۡ سے ملتبس ہو جاتا، اور اگر الف کا آخر میں اضافہ کرتے تو فعلِ ماضی کے تثنیہ مذکر غائب کے صیغہ ضَرَبَا سے ملتبس ہو جاتا، اور اگر الف کی زیادتی عین اور لام کلمہ کے درمیان کرتے تو حرکت نہ ہونے کی صورت میں مبالغہ کے صیغہ فَتَّاحٌ۔صَبَّارٌ سے ملتبس ہو جاتا۔ پس ان خرابیوں کے پیشِ نظر الف کی زیادتی فاء اور عین کلمہ کے درمیان کی گئی ہے۔

سوال:۶: اسمِ فاعل میں عین کلمہ کو کسرہ کیوں دیا گیا فتحہ یا ضمہ دے دیتے؟

جواب: اسمِ فاعل کے عین کلمہ کو کسرہ کی جگہ اگر ضمہ دیتے تو ثقل لازم آتا اس لئے کہ ضمہ واؤ کا جزء ہے اور واؤ ثقیل ہے لہذا ثقیل کا جزء بھی ثقیل ہوا، اور اگر عین کلمہ کو فتحہ دیتے تو بابِ مفاعلۃ کے فعلِ ماضی کے صیغہ قَاتَلَ سے ملتبس ہو جاتا لہذا عین کلمہ کو کسرہ دے کر ان خرابیوں سے اجتناب کیا گیا ہے۔

سوال:۷: اسمِ فاعل کے عین کلمہ کو کسرہ دینے کی صورت میں بھی تو بابِ مفاعلۃ کے فعلِ امر سے التباس لازم آتا ہے، لہذا اس خرابی کو کیوں دور نہ کیا گیا؟

جواب: یہ بات درست ہے کہ عین کلمہ کو کسرہ دینے کی صورت میں بابِ مفاعلۃ کے فعلِ امر سے ساتھ التباس لازم آ رہا ہے، لیکن ضرورت کے تحت عین کلمہ کو کسرہ دیا گیا ہے کیونکہ کسرہ درمیانی حرکت ہے اور کسرہ کا التباس عین کے ضمہ کے التباس سے اولی ہے اس لئے کہ اہلِ عرب کی لغت ہر ثقل سے سالم ہے۔ اور عین کلمہ کے فتحہ کے التباس سے عین کلمہ کے کسرہ کا التباس اہون (بہت تھوڑا) ہے اس لئے کہ فعلِ امر بھی فعلِ مضارع سے مشتق ہوتا ہے اور اسمِ فاعل بھی، پس کسرہ دینے کی صورت میں فرع کے فرع کا التباس فرع کے فرع کے ساتھ ہے کہ فعلِ ماضی کی فرع فعلِ مضارع اور فعلِ مضارع کی فرع فعلِ امر اور اسمِ فاعل ہیں، جبکہ فتحہ دینے کی صورت میں فرع کے فرع کا التباس اصل کے اصل کے ساتھ ہے کہ فعلِ مضارع فعلِ امر اور اسمِ فاعل کی اصل ہے اور اس اصل یعنی فعلِ مضارع کی اصل فعلِ ماضی ہے۔ فافہم۔

سوال:۸: صفتِ مشبہ کو اسمِ فاعل کی بحث میں کیوں ذکر کیا گیا ہے الگ سے اس کا باب کیوں نہیں باندھا گیا، نیز صفتِ مشبہ کی تعریف کیا ہے؟

جواب: چونکہ ثلاثی مجرد کے اسمِ فاعل اور صفتِ مشبہ کے درمیان مشابہتِ تامہ پائی جاتی ہے لہذا مشابہت کو پیشِ نظر رکھ کر صفتِ مشبہ کا ذکر اسمِ فاعل کے ساتھ کر دیا گیا ہے۔ اور رہی اس کی تعریف تو وہ یہ ہے: صفتِ مشبہ وہ اسم ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس میں صفت بطورِ ثبوت کے ہو۔

سوال:۹: صفتِ مشبہ کے اوزان کون کون سے ہیں؟

جواب: صفتِ مشبہ کے سماعی ہونے کی وجہ سے اس کے اوزان خاص نہیں ہیں لیکن ہم یہاں پر چند اوزان لکھتے ہیں جو کثیر الاستعمال ہیں۔

اوزان	اوزان	اوزان	اوزان
(۱) فَعِلٌ فَرِقٌ۔ (ڈرپوک)	(۲) فَعۡلٌ شَکۡسٌ۔ (بدخو)	(۳) فُعۡلٌ صُلۡبٌ۔ (سخت)	(۴) فِعۡلٌ مِلۡحٌ۔ (نمکین)
(۵) فُعُلٌ جُنُبٌ۔ (ناپاک)	(۶) فَعَالٌ جَبَانٌ۔ (بزدل)	(۷) فَعَلٌ حَسَنٌ۔ (خوبصورت)	(۸) فُعَالٌ شُجَاعٌ۔ (بہادر)
(۹) فَعۡلَانٌ عَطۡشَانٌ۔ (پیاسا)	(۱۰) اَفۡعَلُ اَحۡوَلُ۔ (بھینگا)		

سوال:۱۰: ان اوزان میں سے کون سا وزن ماضی مکسور العین سَمِعَ یَسۡمَعُ کے ساتھ خاص ہے؟

جواب: اَفْعَلُ کاوزن ماضی مکسور العین سَمِعَ یَسْمَعُ کے ساتھ خاص ہے جیسے اَحْوَلُ۔

سوال:۱۱: کیا اَفْعَلُ کے وزن پر آنے والے اسماء سَمِعَ یَسْمَعُ کے علاوہ کسی دوسرے ابواب سے بھی آتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! چھ اسماء ایسے ہیں جو اَفْعَلُ کے وزن پر آکر بھی ماضی مضموم العین فَعُلَ یَفْعُلُ کے باب سے آتے ہیں، اور وہ اسماء یہ ہیں۔

(۱) اَحْمَقُ　(۲) اَخْرَقُ　(۳) آدَمُ　(۴) اَرْعَنُ　(۵) اَسْمَرُ　(۶) اَعْجَفُ۔ یہ فَعُلَ یَفْعُلُ باب سے آتے ہیں۔

سوال:۱۲: کیا ان کے علاوہ بھی کوئی اسم باب فَعُلَ یَفْعُلُ سے آتا ہے؟

جواب: جی ہاں! اصمعی کے نزدیک اَعْجَمُ بھی فَعُلَ یَفْعُلُ باب سے آتا ہے۔

سوال: کیا ان مندرجہ بالا اسماء کی لغات میں کچھ اختلاف بھی ہے؟

جواب: جی ہاں! فراء کے نزدیک اَحْمَقُ ماضی مکسور العین فَعِلَ یَفْعَلُ سے بھی آتا ہے اور اسی طرح اَخْرَقُ۔ اَسْمَرُ۔ اَعْجَفُ بھی ایک لغت کے مطابق ماضی مکسور العین فَعِلَ یَفْعَلُ سے آتے ہیں۔

سوال:۱۴: کیا صفتِ مشبہ کے یہی اوزان ہیں اور ان کے علاوہ نہیں ہیں؟

جواب: مصنف نے اپنی کتاب مراح الارواح میں کل دس اوزان شمار کروائے ہیں حالانکہ ان دس اوزان کے علاوہ بھی دیگر اوزان پر صفتِ مشبہ آتا ہے جو علم الصیغہ اور دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارہ مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب بنام نصاب الصرف میں مذکور ہیں۔

سوال:۱۵: اسم تفضیل کی تعریف کیا ہے اور یہ کس وزن پر آتا ہے اور ثلاثی مجرد کے علاوہ دوسرے ابواب سے کیوں نہیں آتا؟

جواب: تعریف: اسم تفضیل وہ اسم ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس میں کسی کے مقابلہ میں مصدری معنی کی زیادتی ہو جیسے بَکْرٌ اَکْبَرُ مِنْ زَیْدٍ (بکر زید سے بڑا ہے۔ وزن: ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے جیسے اَکْبَرُ۔ اَفْضَلُ وغیرہ۔

ثلاثی مجرد کے علاوہ ابواب سے اَفْعَلُ کے وزن پر اسم تفضیل نہیں آتا ہے اس لئے کہ اگر کلمہ چار حرف والا ہو یا اس سے زیادہ والا، اور اس کے شروع میں الفِ تفضیل کا اضافہ کیا جائے تو کلمہ اَفْعَلُ کے وزن سے نکل جائے گا جیسے یَجْتَنِبُ سے اَجْتَنِبُ، پس مزید فیہ میں اَفْعَلُ کا وزن برقرار نہ رہ سکا۔ اور اگر حروف زوائد کو حذف کر کے اَفْعَلُ کے وزن پر لائیں تو ثلاثی مجرد کے اسم تفضیل سے ملتبس ہو جائے گا جیسے بابِ افعال سے اَخْرَجُ اَفْعَلُ کے وزن پر بنائیں تو یہ نہیں معلوم ہو سکے گا کہ اس کا معنی زیادہ نکلنے والا ہے یا زیادہ نکالنے والا، یا بابِ استفعال سے خروج کی زیادتی کی طلب ہے، پس اس التباسِ فاسد کی بناء پر غیر ثلاثی مجرد سے اَفْعَلُ کے وزن پر اسم تفضیل نہیں آتا۔

سوال: تو کیا غیر ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل نہیں آتا؟

جواب: آتا ہے مگر اَفْعَلُ کے وزن پر نہیں بلکہ اس باب کے مصدر کو منصوب ذکر کر کے اس سے پہلے لفظِ اَشَدُّ یا اَزْیَدُ یا اَکْبَرُ وغیرہ ذکر کرتے ہیں جیسے اَشَدُ اُخْرَاجاً۔ اَزْیَدُ اِجْتِنَاباً۔ اَکْبَرُ اِسْتِنْصَاراً۔

سوال:۱۷: رنگ وعیب کے معانی پر مشتمل ابواب سے اسم تفضیل کیوں نہیں آتا ہے؟

جواب: اس لئے کہ رنگ وعیب میں اَفْعَلُ کا وزن صفتِ مشبہ کے لئے آتا ہے جیسے اَحْمَرُ۔ اَسْوَدُ۔ اَقْبَحُ۔ پس اگر اَفْعَلُ کے وزن پر لون وعیب سے اسم تفضیل بھی لائیں اور آپ اَسْوَدُ کہیں تو پتہ نہیں چلے گا کہ اس کا معنی ذو سواد ہے یا زائد فی السواد ہے، اس التباسِ فاسد کی بناء پر لون وعیب سے اَفْعَلُ کے وزن پر اسم تفضیل نہیں آتا ہے۔

سوال:۱۸ تو کیا لون وعیب سے اسم تفضیل نہیں آتا ہے؟

جواب: ایسی بات نہیں ہے لون وعیب سے بھی اسم تفضیل آتا ہے مگر اَفْعَلُ کے وزن پر نہیں بلکہ اس کے مصدر کو منصوب ذکر کر کے اس سے پہلے اَشَدُّ یا اَزْیَدُ یا اَکْبَرُ لگا کر بناتے ہیں جیسے اَشَدّ حُمْرَۃً۔

سوال: اسم تفضیل اسم فاعل سے آتا ہے اسم مفعول سے کیوں نہیں آتا ہے؟

جواب: اس لئے کہ اس صورت میں معنی کے اعتبار سے اسم فاعل اور اسم مفعول کے اسم تفضیل کے درمیان التباس لازم آتا ہے، کہ پتہ نہیں چل سکے گا کہ اَضْرَبُ کا معنی زیادہ مارنے والا ہے یا زیادہ مار کھانے والا ہے، پس اس قباحت کے پیشِ نظر اسم مفعول سے اسم تفضیل نہیں آتا ہے۔

سوال:۲۰: اس کا الٹ بھی تو کیا جا سکتا تھا کہ اسم تفضیل اسم فاعل کے لئے نہ آتا اور اسم مفعول کے لئے آتا؟

جواب: اس کا الٹ کرنے سے بہت ساری خرابیاں لازم آرہی تھیں جن کی بناء پر اسم مفعول کے اسم تفضیل سے اعراض کر کے اسم فاعل کے اسم تفضیل کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔ اور وہ خرابیاں یہ ہیں۔

(۱) فاعل مقصود ہوتا ہے جبکہ مفعول زائد وفضلہ۔

(۲) فاعل میں عموم ہوتا ہے کہ یہ لازم ومتعدی دونوں میں پایا جاتا ہے جبکہ مفعول میں خصوص کہ یہ صرف متعدی سے آتا ہے۔

(۳) کلام میں اگر مفعول نہ ہو تب بھی کلام پورا ہو جاتا ہے جبکہ فاعل نہ ہو تو کلام ہی نہیں پایا جاتا۔

(۴) اگر اسم مفعول سے اسم تفضیل لاتے اور اسم فاعل سے نہ لاتے تو صرف فعلِ متعدی سے ہی اسم تفضیل آتا اور فعلِ لازم سے نہ آتا اس طرح چند افعال میں اسم تفضیل محدود ہو جاتا۔

پس ان خرابیوں کے پیشِ نظر مفعول سے نہ لاکر فاعل سے لایا گیا ہے۔

سوال:۲۱: آپ نے کہا کہ مفعول سے اسمِ تفضیل نہیں آتا حالانکہ اَشْغَلُ مِنْ ذَاتِ النِّحْيَيْنِ میں أَشْغَلُ مفعول کے معنی میں زیادتی کے لئے آیا ہے، اس طرح غیر ثلاثی مجرد سے اسمِ تفضیل اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے جیسے اَعْطَاهُم۔ اَوْلَاهُم۔ نیز لون وعیب سے بھی اَفْعَلُ کے وزن پر اَحْمَقُ اسمِ تفضیل آیا ہے؟

جواب: رحمۃ اللہ علیہ یہ تمام مثالیں ثراذ ہیں اور الشاذ کالمعدوم۔ لہذا ان کے ذریعہ دلیل پکڑنا درست نہیں ہے۔

سوال:۲۲: ذاتِ النحيين اور احمق من هبنّقة سے کیا مراد ہے؟

جواب: (۱) ذاتُ النِّحْيَيْنِ: ذات بمعنی والی اور النحيين یہ تثنیہ ہے النِّحْي کی، بمعنی گھی کی مشک، اور النحيين کا لفظ ایک مشہور ومعروف مثل میں استعمال ہوتا ہے جیسے أَشْغَلُ مِنْ ذَاتِ النِّحْيَيْنِ درحقیقت یہ مثل اس طرح مشہور ہوئی کہ ایک عورت تھی جو بنوتمیم (جو کہ ثعلب کی شاخ ہے) سے تعلق رکھتی تھی وہ ایک مرتبہ بازارِ عکاظ میں حاضر ہوئی جو بازارِ مکہ کے قریب ہے اور اس عورت کے پاس گھی کے دو مشک تھے، تو اس کو خولہ بن جبیر الانصاری اپنے خالو کے مکان کی طرف لے گیا تا کہ اس سے گھی خرید ے، پس اس سے کہا کہ اپنا گھی دکھاؤ لہذا اس نے ایک مشک کو کھول کر دیا تو اس نے اس کو چکھا اور واپس کر دیا تو اس عورت نے اپنا ایک ہاتھ اس مشک کے منہ پر رکھ کر بند کر دیا اور دوسرے مشک کو کھول کر اس کو دیا، لہذا اس نے اس کے ساتھ بھی وہی کیا جو پہلے والے مشک کے ساتھ کیا تھا تو اس نے اپنا دوسرا ہاتھ اس دوسرے مشک کے منہ پر رکھ کر اس کو بند کر دیا اب اس عورت کے دونوں ہاتھوں کے مشغول ہونے کی وجہ سے اس مرد نے اس کے ساتھ جماع کرنے لگا اور وہ اپنے ہاتھوں کے مشغول ہونے کی وجہ سے اس کو ہٹانے پر قادر نہ ہوسکی گویا اس نے گھی کو بچایا اور اپنے عزت کو گنوا بیٹھی تو اس پر یہ مقولہ مشہور ہو گیا کہ وہ اس عورت سے بھی زیادہ مشغول ہے۔

(۲) ہبنقۃ: یہ ایک ایسے آدمی کا لقب ہے جس کو ذو قلادہ یعنی قلادے والا کہا جاتا تھا اور اس کا نام یزید بن ثوران تھا جو کہ قیس بن ثعلبہ کا دادا تھا، اور یہ حماقت کی ضرب المثل میں مشہور تھا، اس کی تمام تر حماقت کا حاصل یہ تھا کہ یہ اپنی گردن میں قلادہ ڈالے رکھتا تھا جو مختلف رنگوں کے چیتھڑوں یا دھاگوں سے بنا ہوا تھا جب اس سے پوچھا گیا کہ تو اپنے گردن میں یہ قلادہ کیوں لٹکاتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ میں اس کو اپنی گردن میں اس لئے لٹکاتا ہوں تا کہ میں لوگوں میں اپنے آپ کو پہچان سکوں، ایک دفعہ ایسا ہوا کہ اس کے بھائی نے رات کے وقت اس کا قلادہ چرالیا اور اس کو اپنی گردن میں ڈال لیا، جب صبح ہوئی اور یزید بن ثوران نے اپنے بھائی کو دیکھا کہ اس نے وہ قلادہ اپنی گردن میں لٹکائے ہوئے ہے تو یزید بن ثوران ہنسا اور اپنے بھائی سے کہنے لگا، اے میری بھائی! کیا تو نے مجھ سے قلادہ چرالیا ہے؟ تب تو تو میں ہوا تو پھر میں کون ہوں۔ اس طرح یہ مثل مشہور ہوگئی اور کسی بے وقوف شخص کو دیکھ کر ایسا کہا جاتا ہے۔

سوال:۲۳: کیا اسمِ فاعل فعیل کے وزن پر بھی آتا ہے؟

جواب: جی ہاں! اسمِ فاعل فَعِيْلٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے نَصِيْرٌ۔ نیز فَعِيْلٌ کا وزن اسمِ مفعول کے لئے بھی آتا ہے جیسے قَتِيْلٌ بمعنی مقتول اور جَرِيْحٌ بمعنی مجروح۔ جب فَعِيْلٌ بمعنی مفعول ہو تو مذکر اور مؤنث کے لئے فَعِيْلٌ ہی آئے گا جیسے رَجُلٌ قَتِيْلٌ۔ اور۔ اِمْرَأَةٌ قَتِيْلٌ۔ اور یہ برابری اس لئے رکھی گئی ہے تا کہ اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول میں فرق کیا جاسکے، ہاں اگر کلمہ اسمائے اعداد میں سے ہو تو پھر مؤنث کے لئے آخر میں گول تاء لگائیں گے جیسے شَاةٌ ذَبِيْحَةٌ بمعنی مذبوحہ بکری، اِمْرَأَةٌ لَقِيْطَةٌ بمعنی ملقوطہ عورت، اور مذکر کے لئے جَمَلٌ ذَبِيْحٌ۔ جَمَلٌ لَقِيْطٌ۔ اور کبھی فَعِيْلٌ بمعنی فاعل، فَعِيْلٌ بمعنی مفعول کے مشابہ ہوتا ہے، پس اس صورت میں فَعِيْلٌ بمعنی فاعل مذکر اور مؤنث کے لئے برابر ہوتا ہے جیسے اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ، پس قَرِيْبٌ رَحْمَةٌ کی صفت ہے اور قَرِيْبٌ بمعنی قارب ہے لیکن اسمِ مفعول کے مشابہ ہونے کی وجہ سے قریب پر جو رحمۃ کی صفت ہے تاءِ تانیث نہیں لگائی گئی حالانکہ رحمۃ مؤنث کی وجہ سے قریبۃ ہونا چاہئے تھا،

سوال:۲۴: کیا مبالغہ کے لئے اسمِ فاعل فَعُوْلٌ کے وزن پر بھی آتا ہے؟

جواب: رحمۃ اللہ علیہ جی ہاں! فاعل کے مبالغہ کے لئے فَعُوْلٌ کا وزن آتا ہے جیسے مَنُوْعٌ بمعنی مانع بہت روکنے والا، فَعُوْلٌ کا وزن جب فاعل کے لئے آئے تو مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے فَعُوْلٌ مذکر کا صیغہ ہی استعمال ہوگا جیسے رَجُلٌ مَنُوْعٌ۔ اِمْرَأَةٌ مَنُوْعٌ۔ اور اگر فَعُوْلٌ بمعنی مفعول ہو تو مؤنث کے لئے تاءِ تانیث کے ساتھ اور مذکر کے لئے بغیر تاءِ تانیث کے جیسے رَجُلٌ مَنُوْعٌ۔ اِمْرَأَةٌ مَنُوْعَةٌ۔

نوٹ: پس مفعول کو فَعِيْلٌ میں برابری دی گئی ہے مذکر اور مؤنث کے استعمال میں، اور فاعل کو فَعُوْلٌ میں برابری دی گئی مذکر اور مؤنث کے استعمال میں، عدل اور انصاف کو طلب کرتے ہوئے کہ مفعول فَعِيْلٌ میں کثیر الاستعمال ہے اور فَعُوْلٌ میں قلیل الاستعمال، جبکہ فاعل فَعُوْلٌ میں کثیر الاستعمال ہے اور فَعِيْلٌ میں قلیل الاستعمال۔

سوال:۲۵: اسمِ فاعل کے مبالغہ کے لئے اور کون کون سے اوزان آتے ہیں؟

جواب: فاعل کے مبالغہ کے لئے فَعَّالٌ کا وزن آتا ہے جیسے صَبَّارٌ بہت صبر کرنے والا، نیز ایک وزن مِفْعَلٌ کا آتا ہے جیسے سَيْفٌ مِجْزَمٌ، لیکن مِفْعَلٌ کا وزن اسمِ آلہ کے لئے بھی آتا ہے لہذا مِفْعَلٌ کا وزن اسمِ فاعل اور اسمِ آلہ کے درمیان مشترک ہے، نیز اسمِ فاعل کے مبالغہ کے لئے یہ اوزان بھی ہیں۔

(۱) فِسِّيْقٌ (بہت فسق کرنے والا) (۲) كُبَّارٌ (بہت بڑا) (۳) طُوَّالٌ (بہت لمبا)
(۴) عَلَّامَةٌ (بہت علم والا) (۵) نَسَّابَةٌ (بہت نسب کو جاننے والا) (۶) رَوَّايَةٌ (بہت روایت کرنے والا)
(۷) فَرُوْقَةٌ (بہت فرق کرنے والا) (۸) ضُحَكَةٌ (لوگوں پر بہت ہنسنے والا) (۹) ضُحْكَةٌ
(۱۰) مِجْزَامَةٌ (کثیر جزام والا) (۱۱) (۱۲) مِعْطِيْرٌ (بہت عطر والا)

پس آخر کے نو اوزان سے آنے والا مبالغۃ الفاعل مذکر اور مؤنث میں یکساں استعمال ہوں گے ان کی قلتِ استعمال کی وجہ سے جیسے رَجُلٌ مِعْطِيْرٌ۔ اِمْرَأَةٌ مِعْطِيْرٌ۔

سوال:۲۶: مِفْعِيْلٌ کے آخر میں تاءِ تانیث کی ضرورت نہیں ہے لیکن مِسْكِيْنَةٌ کے آخر میں تاء آرہی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: چونکہ معنوی اعتبار سے مِسْكِيْنَةٌ فَقِيْرَةٌ کے مقابلہ میں ہے اور فَقِيْرَةٌ میں تاء موجود ہے اس لئے مِسْكِيْنَةٌ میں بھی تاء لائی گئی ہے جیسا کہ ہیؐ عَدُوَّةُ اللّٰہِ کے عَدُوَّةٌ میں تاء نہیں آنی چاہئے تھی کیونکہ فَعُوْلٌ جب فاعل کے معنی میں ہوتو مذکر اور مؤنث کے لئے فَعُوْلٌ کا وزن بغیر تاء کے استعمال ہوتی ہے لیکن یہاں پر عَدُوَّةٌ صَدِيْقَةٌ کے مقابلہ میں ہے، اس لئے صَدِيْقَةٌ کا لحاظ کرتے ہوئے عَدُوٌّ کے آخر میں تاء لگا کر عَدُوَّةٌ بنایا گیا ہے۔

سوال: ۲۷: غیرِ ثلاثی مجرد سے اسمِ فاعل کس وزن پر آتا ہے اور بنانے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: غیرِ ثلاثی مجرد سے اسمِ فاعل کا صیغہ فعلِ مضارع کے صیغہ سے یوں بنتا ہے کہ علامتِ مضارع کو حذف کرکے اس کی جگہ میم مضموم لگا دیتے ہیں اور آخر کے ماقبل کو کسرہ دے کر آخر میں تنوین لگا دیتے ہیں جیسے يُكْرِمُ سے مُكْرِمٌ، يَجْتَنِبُ سے مُجْتَنِبٌ۔ يَسْتَنْصِرُ سے مُسْتَنْصِرٌ وغیرہ۔

سوال: ۲۸: اسمِ فاعل بنانے کے لئے شروع میں میم ہی کو کیوں لگاتے ہیں، حروفِ علت میں سے کسی کو لے آتے؟

جواب: چاہئے تو یہی تھا کہ حروفِ علت میں سے کوئی حرف لگایا جاتا لیکن ان حروف کو لانا مشکل ہے کیونکہ شروع میں واؤ کا اضافہ کرنا درست نہیں جیسا کہ گزرا، اور اگر اس واؤ کو تاء سے بدلتے تو فعلِ مضارع کے مخاطب کے صیغہ سے التباس ہوتا، اور اگر الف کا اضافہ کرتے تو ابتداء بالسکون لازم آتا، پس اگر الف کو فتحہ دیتے تو فعلِ مضارع کے واحد متکلم سے التباس ہوتا، اور اگر یاء کا اضافہ کرتے تو فعلِ مضارع کے غائب سے التباس لازم آتا، لہٰذا ان خرابیوں سے بچتے ہوئے میم کا اضافہ کیا گیا کہ یہ حرف شفوی ہونے کی وجہ سے واؤ کے مشابہ ہے۔

سوال: ۲۹: میم کو ضمہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: کیونکہ میم کو فتحہ دینے کی وجہ سے ثلاثی مجرد کے اسمِ ظرف سے التباس لازم آتا ہے جیسے مَسْجِدٌ، اور کسرہ اس لئے نہیں دیتے کہ میم علامتِ مضارع کے قائم مقام ہے اور علامتِ مضارع پر کسرہ نہیں آتا لہٰذا میم کو بھی کسرہ نہیں دیا جائے گا، پس جب فتحہ اور کسرہ باطل ہو گئے تو ضمہ ثابت ہو گیا۔

سوال: ۳۰: آپ کے بقول اسمِ فاعل کے آخر کا ماقبل مکسور ہوتا ہے لیکن مُسْهَبٌ باب افعال سے اسمِ فاعل ہے مگر آخر کا ماقبل مکسور نہیں بلکہ مفتوح ہے، اسی طرح بابِ افعال سے يَافِعٌ اسمِ فاعل ہے حالانکہ بابِ افعال کا اسمِ فاعل مُفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے ایسا کیوں؟

جواب: یہ دونوں مثالیں شاذ ہیں اور الشاذ کالمعدوم، لہٰذا ان سے حجت پکڑنا درست نہیں۔

نوٹ: اسمِ فاعل کے آخر میں جب تاءِ تانیث آتی ہے تو تاءِ تانیث کا ماقبل فتحہ پر مبنی ہوتا ہے، کیونکہ یہ کلمہ اب وسط کی طرح ہو جاتا ہے اور اعراب وسط میں نہیں آتا جیسے کہ نونِ تاکید اور یاءِ نسبتی لگانے کے وقت اعراب ختم ہو جاتا ہے، اور فتحہ پر مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فتحہ خفیف حرکت ہے جیسے ضَارِبَةٌ۔ مُسْلِمَةٌ۔ لِيَضْرِبَنَّ۔

فَصْلٌ فِي اِسْمِ الْمَفْعُوْلِ
فصل اسمِ مفعول کے بیان میں

سوال: ۱: اسمِ مفعول کی تعریف کیا ہے، نیز ثلاثی مجرد سے یہ کس وزن پر آتا ہے اور کیسے بنایا جاتا ہے، اور کس سے مشتق ہوتا ہے؟

جواب: اسمِ مفعول وہ اسمِ مشتق ہے جو اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہو جیسے مَنْصُوْرٌ (مدد کیا ہوا)۔ ثلاثی مجرد سے اسمِ مفعول مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے، اور یہ فعلِ مضارع مجہول سے مشتق (بنایا جاتا) ہے

سوال: ۲: اسمِ مفعول فعلِ مضارع سے کیوں مشتق ہوتا ہے؟

جواب: چونکہ حرکات و سکنات اور حروف کی تعداد کے اعتبار سے مضارع مجہول اور اسمِ مفعول جو اصل میں مُفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے، اس طرح ان دونوں میں مشابہت پائی جاتی ہے، نیز یہ دونوں مبنی للمفعول ہوتے ہیں۔

سوال: ۳: اسمِ مفعول میں میم کی زیادتی کیوں کی گئی، کسی حرفِ علت کا اضافہ کرنا تھا؟

جواب: اسمِ مفعول میں میم کا اضافہ حروفِ علت کے متعذر ہونے کی وجہ سے کی گئی ہے مثلاً اگر الف لاتے تو ابتداء بالسکون لازم آتا، اور یہ متعذر ہے، اور اگر علامتِ مضارع کو حذف کرکے یاء لاتے تو مضارع سے التباس ہوتا، اور اگر علامتِ مضارع کا حذف نہ کرتے تو دو یاء کلمہ کے شروع میں جمع ہو جاتے جو فائدہ سے خالی تھی، اور اگر واؤ کا اضافہ کرتے تو عرب کے کلام میں کلمہ کے شروع میں واؤ نہیں آتی، پس ان تمام خرابیوں کے پیشِ نظر میم کو لایا گیا کہ میم واؤ کے قریب ہے مخرج کے اعتبار سے دونوں شفوی ہیں۔

سوال: ۴: میم کو فتحہ کیوں دیا گیا، کسرہ یا ضمہ دیتے اور عین کلمہ کو ضمہ کیوں دیا گیا؟

جواب: ثلاثی مجرد کے اسمِ مفعول کے میم کو فتحہ دیا گیا تاکہ بابِ افعال کے اسمِ مفعول کے ساتھ التباس نہ ہو سکے، اور کسرہ اس لئے نہیں دیا گیا ہے کہ کسرہ کی صورت میں اسمِ آلہ سے التباس لازم آتا ہے، اور عین کلمہ کو ضمہ اس لئے دیا گیا تاکہ اسمِ ظرف کے ساتھ التباس نہ ہو سکے۔

سوال: ۵: اسمِ مفعول کا صیغہ مَفْعُوْلٌ کیسے بن گیا؟

جواب: فعلِ مضارع مجہول سے علامتِ مضارع کو حذف کرکے اس کی جگہ میم مفتوح لے آتے تو مَفْعَلٌ ہوا، اب اس صورت میں اسمِ ظرف مَقْبَرٌ کے ساتھ التباس لازم آتا تھا اس لئے عین کلمہ کو ضمہ دے دیا تو مَفْعُلٌ ہوا، لیکن کلامِ عرب میں مَفْعُلٌ کا وزن بغیر تاء کے نہیں آتا اس لئے عین کلمہ کے ضمہ کو اشباع کے ساتھ پڑھتے

ہیں جس کی وجہ سے واؤ پیدا ہوتی ہے اور یوں مَفْعُوْلٌ کا صیغہ بن جاتا ہے اور آخر حرف میں تنوین اس لئے داخل کی گئی ہے کہ تنوین اسم کی علامت ہے۔

سوال:٦: غیرِ ثلاثی مجرد کا اسمِ مفعول اور اسمِ ظرف فعلِ مضارع مجہول کے وزن پر آتے ہیں جیسے یُکْرَمُ سے مفعول اور ظرف مُکْرَمٌ بغیر کسی تبدیلی کے سوائے میمِ مفعول کے، لیکن ثلاثی مجرد کے اسمِ مفعول میں حرکات کی تبدیلی اور حرف کی زیادتی کی جاتی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: رحمۃ اللہ علیہ ثلاثی مجرد کے اسمِ مفعول میں حرکات کی تبدیلی اور حروف کی زیادتی اس لئے کی گئی ہے تاکہ تبدیلی کے لحاظ سے ثلاثی مجرد کے اسمِ فاعل سے مشابہت پیدا ہوجائے، کیونکہ مضارع مفتوح العین ہو یا مضموم العین ہو اسمِ فاعل بناتے وقت عین کلمہ کی حرکت میں تبدیلی کر کے کسرہ دیتے ہیں اور بجائے فَاعَلٌ اور فَاعُلٌ کے فَاعِلٌ پڑھتے ہیں، پس اسمِ مفعول میں تبدیلی کر کے اسمِ فاعل کے ساتھ اس بھائی چارے کو قائم رکھا گیا ہے، اور غیر ثلاثی مجرد سے اسمِ مفعول کا صیغہ اسمِ فاعل کے صیغہ کی طرح ہوتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اسمِ فاعل میں آخر کا ماقبل مکسور ہوتا ہے اور اسمِ مفعول میں آخر کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے جیسے اسمِ فاعل مُکْرِمٌ اور اسمِ مفعول مُکْرَمٌ۔

فَصْلٌ فِی اِسْمِ الزَّمَانِ وَ الْمَکَانِ

فصل اسمِ زمان اور مکان کے بیان میں

سوال: ظرفِ مکان کی تعریف کریں اور بتائیں کہ یہ کس سے بنتا ہے؟

جواب: ظرفِ مکان وہ اسم ہے جس جگہ میں فاعل کا فعل واقع ہو، یہ فعلِ مضارع معروف سے بنتا ہے، پس علامتِ مضارع کو حذف کر کے میم مفتوح لگا دیتے ہیں اور آخر حرف کو تنوین دے دیتے ہیں جیسے یَفْعَلُ سے مَفْعَلٌ۔

سوال:۲: اسمِ ظرف کے شروع میں میم مفتوح کا اضافہ کیوں کرتے ہیں؟

جواب: اسمِ ظرف کے شروع میں میم مفتوح لگانے کی یہ وجہ ہے کہ اسمِ ظرف اور اسمِ مفعول میں مشابہت ہوتی ہے کیونکہ فعل کا وقوع ان دونوں پر ہوتا ہے اس لئے اسمِ مفعول کی طرح اسمِ ظرف میں بھی میم مفتوح کا اضافہ کیا گیا ہے۔

سوال:۳: اگر اسمِ ظرف اسمِ مفعول کے مشابہ ہوتا ہے تو اسمِ مفعول کی طرح اسمِ ظرف میں واؤ کی زیادتی کیوں نہیں کی گئی؟

جواب: اگر اسمِ مفعول کی طرح اسمِ ظظرف میں بھی واؤ کا اضافہ کیا جاتا تو دونوں کے مابین التباس لازم آتا لہذا اس التباس کے پیشِ نظر واؤ کی زیادتی نہیں کی گئی ہے۔

سوال: مضارع مفتوح العین سے اسمِ ظرف کا صیغہ کس وزن پر آتا ہے؟

جواب: مضارع مفتوح العین سے اسمِ ظرف کا صیغہ مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے یَذْہَبُ سے مَذْہَبٌ، ہاں اگر وہ فعل مثالِ واوی یا یائی ہو تو پھر مَفْعَلٌ کے بجائے مکسور العین مَفْعِلٌ کے وزن پر آئے گا جیسے یَجَلُ سے مَوْجِلٌ۔

سوال:۵: اس فرق کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ اگر مثال سے اسمِ ظرف مفتوح العین مَفْعَلٌ کے وزن پر ہوتا تو فَوْعَلٌ کا وزن بن جاتا جیسے جَوْرَبٌ، جس سے یہ گمان ہوتا کہ یہ اسمِ ظرف نہیں بلکہ ثلاثی مجرد ملحق بر باعی مجرد کا مصدر ہے، اس طرح اسمِ ظرف کی میم زائد حروف اصلی میں داخل ہو جاتا، لہذا اس وہم کو دور کرنے کے لئے عین کلمہ کو کسرہ دے دیا کیونکہ کسرہ کی صورت میں فَوْعِلٌ کا وزن بن جائے گا اور یہ وزن مصدر کا نہیں آتا ہے۔

سوال:۶: مضارع مکسور العین سے اسمِ ظرف کا صیغہ کس وزن پر آتا ہے؟

جواب: مضارع مکسور العین سے اسمِ ظرف کا صیغہ مکسور العین مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے، البتہ ناقص سے مفتوح العین آتا ہے جیسے مَرْمًی، جو اصل میں مَرْمَیٌ ہے۔

سوال: اس فرق کی کیا وجہ ہے؟

جواب: ناقص سے مفتوح العین لانے کی یہ وجہ ہے کہ یاء دو کسرہ کے قائم مقام ہوتی ہے اور اگر عین کلمہ کو بھی کسرہ دیا جائے تو توالی کسرات لازم آئیں گے جو ثقل کا باعث ہے پس اس ثقل سے بچنے کے لئے ناقص میں عین کلمہ کو فتحہ دے دیا تا کہ توالی کسرات لازم نہ آئیں۔

سوال:۸: مضارع مضموم العین کا اسمِ ظرف مضموم العین مَفْعُلٌ کے وزن پر کیوں نہیں آتا؟

جواب: مضارع مضموم العین کا اسمِ ظرف مضموم العین مَفْعُلٌ کے وزن پر نہیں آتا کیونکہ ضمہ ثقیل ہوتا ہے لہذا اس کے اسمِ ظرف کو مکسور العین مَفْعِلٌ اور مفتوح العین مَفْعَلٌ کے درمیان تقسیم کر دیا گیا ہے، پس گیارہ اسماء مکسور العین مَفْعِلٌ کے وزن پر آئیں گے اور وہ یہ ہیں۔

(١)مَنْسِكٌ (٢) مَجْزِرٌ (٣) مَنْبِتٌ (٤) مَطْلِعٌ (٥) مَشْرِقٌ (٦)مَغْرِبٌ (٧) مَرْفِقٌ (٨) مَقْسِطٌ (٩) مَسْكِنٌ (١٠) مَسْجِدٌ (١١)مَفْرِقٌ۔

نوٹ: ظرفِ زمان بھی ظرفِ مکان کی طرح ہے مثلاً مَقْتَلُ الْحُسَیْنِ حضرتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جگہ یا شہادت کا وقت

فَصْلٌ فِی اِسْمِ الْآلَةِ
فصل اسمِ آلہ کے بیان میں

سوال:۱: اسم آلہ کی تعریف کیا ہے اور کس فعل سے بنتا ہے اور اس کا وزن کیا ہے؟

جواب: اسم آلہ وہ اسم ہے جو ایسی چیز کے لئے بولا جائے جو کام کے لئے بطورِ آلہ استعمال ہو، اور یہ فعلِ مضارع مجہول سے بنتا ہے، پس علامتِ مضارع کو حذف کر کے میم مکسور شروع میں لگا دیتے ہیں اور لام کلمہ کو تنوین دے دیتے ہیں جیسے یُضْرَبُ سے مِضْرَبٌ ہو گیا جیسے کہ ایک شاعر کا قول ہے:

اَلْمَفعَلُ لِلْمَوْضِعِ وَ الْمِفعَلُ لِلْآلَةِ وَ الفَعْلَةُ لِلْمَرَّةِ وَ الفِعْلَةُ لِلْحَالَةِ

ترجمہ: مَفْعَلٌ کا وزن اسمِ ظرف کے لئے آتا ہے اور مِفْعَلٌ کا وزن اسمِ آلہ کے لئے آتا ہے، اور فَعْلَةٌ کا وزن تعداد کے لئے آتا ہے اور فِعْلَةٌ کا وزن حالت کے لئے آتا ہے مثلاً ضَرْبَةٌ ایک بار مارنا۔ جِلْسَةٌ ایک مخصوص حالت میں بیٹھنا۔

سوال:۲: اسم آلہ کے میم کو کسرہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: چونکہ اسمِ ظرف کا میم بھی مفتوح ہوتا ہے اس لئے ان دونوں میں فرق کرنے کے لئے اسم آلہ کے میم کو مکسور رکھا جاتا ہے، اور اگر یہ کہا جائے کہ میم کو ضمہ دے کر بھی فرق کیا جا سکتا تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ضمہ ثقیل ہوتا ہے نیز ضمہ دینے کی صورت میں بابِ افعال کے اسم مفعول سے التباس لازم آتا جیسے مُضْرَبٌ اسمِ آلہ ہوتا اور مُکْرَمٌ مفعول، پس ان خرابیوں کے پیشِ نظر میم کو کسرہ دیا گیا ہے۔

سوال:۳: کیا اسم آلہ کے اور بھی کوئی اوزان ہیں؟

جواب: جی ہاں! اسمِ آلہ مِفْعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے مِقْرَاضٌ (کینچی) مِفْتَاحٌ (چابی) اور کبھی مضموم المیم اور مضموم العین بھی آتا ہے جیسے مُفْعُلٌ مُسْعُطٌ (نسوار دان) مُنْخُلٌ (چھلنی) وغیرہ، لیکن سیبویہ نے کہا کہ مُفْعُلٌ کا وزن اسم آلہ کے لئے نہیں آتا بلکہ یہ مثالیں جو پیش کی گئی ہیں یہ مخصوص چیزوں کے نام ہیں یعنی مُسْعُطٌ ایک برتن کا نام ہے اسمِ آلہ نہیں، اسی طرح دوسرے اسماء بھی اسم آلہ نہیں ہیں۔

اَلْبَابُ الثَّانِی فِی الْمُضَاعَفِ
دوسرا باب مضاعف کے بیان میں

سوال:۱: مضاعف کی تعریف کیا ہے نیز اس کو اصم کیوں کہتے ہیں؟

جواب: تعریف: وہ کلمہ ہے جس میں دو حروفِ اصلیہ ایک جنس کے ہوں جیسے مَدٌّ (کھینچنا) یہ اصل میں مَدَدٌ تھا۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں (۱) مضاعفِ ثلاثی جیسے فَرٌّ (بھاگنا) (۲) مضاعفِ رباعی جیسے غَرْغَرَةٌ (غرغرہ کرنا)

مضاعف کو اصم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اصم بہرے کو کہتے ہیں اور بہرے کو کوئی بات سنانے کے لئے شدت و جہر کی ضرورت پڑتی ہے، اور مضاعف میں ادغام ہوتا ہے اور ادغام کی بناء پر اس کے پڑھنے میں شدّت اور قدرے جہر پایا جاتا ہے لہذا شدت و جہر کی بناء پر مضاعف کو اصم بھی کہتے ہیں۔

سوال:۲: مضاعف میں حرفِ علت اور ہمزہ نہیں ہوتا اس لئے اس کو صحیح کہنا چاہئے تھا مگر کیا وجہ ہے کہ اس کو صحیح نہ کہ کر مضاعف کا نام دیا جاتا ہے؟

جواب: مضاعف کو صحیح نہ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ بعض اوقات ضرورت کی بناء پر اس کے ایک حرف کو حرفِ علت سے بدل دیا جاتا ہے جیسے تَقَضَّى الْبَازِی کہ اس کی اصل تَقَضَّضَ الْبَازِی ہے پس آخری ضاد کو یاء سے بدل دیا اور ماقبل کو یاء کی مناسبت سے کسرہ دے دیا، اور دوسری مثال اَمْلَیْتُ ہے کہ اس کی اصل اَمْلَلْتُ ہے پس ضرورت کی بناء پر دوسرے لام کو یاء سے بدل کر اَمْلَیْتُ کر دیا گیا ہے۔ ضرورت: ثقل کو دور کرنا ہے کہ جب متجانسین یا متقاربان فی المخرج حروف جمع ہو جائیں تو زبان پر ثقل کو پیدا کرتے ہیں لہذا اس ثقل کو دور کرنے کے لئے یا تو ادغام کرتے ہیں اور اگر ادغام ممکن نہ ہو تو ایک کو حرفِ علت سے بدل دیتے ہیں۔

سوال:۳: مضاعف کتنے ابواب سے آتا ہے؟

جواب: مضاعف اکثر و بیشتر تین ابواب سے آتا ہے۔

(۱) فَعَلَ یَفْعُلُ جیسے سَرَّ یَسُرُّ۔ (۲) فَعَلَ یَفْعِلُ جیسے فَرَّ یَفِرُّ۔ (۳) فَعِلَ یَفْعَلُ عَضَّ یَعَضُّ۔

اور فَعُلَ یَفْعُلُ سے بہت کم آتا ہے جیسے حَبَّ یَحَبُّ فَهُوَ حَبِیْبٌ۔ اور لَبَّ یَلَبُّ فَهُوَ لَبِیْبٌ۔ حَبَّ اور لَبَّ اصل میں حَبُبَ اور لَبُبَ تھے پھر ادغام کیا تو حَبَّ اور لَبَّ ہو گئے۔

سوال:۴: مضاعف میں ادغام کرنے کی کیا ضرورت ہے نیز ادغام کرنے کی کیا صورت ہے؟

جواب: چونکہ مضاعف میں دو حرف ایک جنس کے یا دو حرف قریب المخرج جمع ہوتے ہیں اور تکرارِ حروف ثقل کا باعث ہوتا ہے پس ثقل کو دور کرنے کے لئے ان دونوں حرف کو ایک دوسرے میں ادغام کر دیا جاتا ہے اور ادغام کرنے کی صورت یہ ہے کہ جب مضاعف میں دو ہم جنس حرف یا دو ہم مخرج جمع ہوں تو پہلے کا دوسرے میں ادغام کرتے ہیں جیسے متجانسین میں مَدَدَ سے مَدَّ، اور متقاربین میں اَخْرَجْشَّطَأَهُ اور قَالَتْ طَائِفَةٌ سے قَالَتَّائِفَةٌ، پہلی مثال میں جیم اور شین اور دوسری مثال میں تاء اور طاء

قریب المخرج ہیں۔

سوال (۵): ادغام کا معنی اور مفہوم کیا ہے اور کس طرح پڑھا جائے گا؟

جواب: اس میں دو قول ہیں۔

(۱) علامہ زمخشری کے نزدیک حرف کو اس کے مخرج میں اتنا ٹھہرانا کہ جتنی دیر میں دو حرف کو ٹھہرایا جاتا ہے ادغام ہے۔

(۲) اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ پہلے حرف کو ساکن کر کے دوسرے میں داخل کر دینا ادغام ہے۔

نوٹ: اگر دونوں حرف ایک جنس کے ہوں اور ایک کلمہ میں ہوں تو پڑھنے میں دو حرف آئیں گے اور لکھنے میں ایک حرف آئے گا جیسے مَدَّ یَمُدُّ۔ اور اگر دو کلمہ میں ہوں تو پڑھنے اور لکھنے میں دو حرف آئیں گے جیسے فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ۔ اور اگر ہم مخرج ہوں تو لکھنے اور پڑھنے میں دو حرف آئیں گے جیسے قَالَتْ طَّائِفَةٌ۔

سوال: ۶: اجتماع حرفین کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: جب دو متجانسین یا متقاربین حرف جمع ہو جائیں تو اس کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) دونوں متحرک ہوں۔ (۲) پہلا ساکن ہو اور دوسرا متحرک ہو۔ (۳) پہلا متحرک ہو اور دوسرا ساکن ہو۔

سوال: ۷: دونوں حرف متحرک ہوں تو ادغام کرنا کیا ہے اس کا حکم بیان کریں؟

جواب: اس کی چند صورتیں ہیں۔

(۱) دونوں متحرک ہوں:

اگر دونوں متحرک حرف دو کلمہ میں ہوں تو ادغام کرنا جائز ہے جیسے مَنَاسِكَكُمْ سے مَنَاسِكُّم۔

اور اگر دونوں متحرک حرف ایک کلمہ میں ہوں تو ادغام کرنا واجب ہے جیسے مَدَدَ سے مَدَّ۔

ہاں اگر وہ کلمہ الحاقیات میں سے ہو تو پھر ادغام کرنا جائز نہیں جیسے قَرْدَدٌ۔ جَلْبَبَ وغیرہ۔

علت: الحاقیات میں ادغام کرنے سے الحاق باطل ہو جاتا ہے حالانکہ الحاق کسی غرض کی بناء پر کیا جاتا ہے لہذا غرض کو باقی رکھنا ضروری ہے۔

اور ان اوزان میں بھی ادغام نہیں کیا جائے گا جن میں ادغام کرنے کی وجہ سے التباس لازم آتا ہے جیسے صَكَكٌ (سست آدمی) سُرَرٌ (چارپائیاں) جُدَدٌ (سخت زمین) طَلَلٌ (کھنڈرات) ان الفاظ میں ادغام کرنے کی صورت میں صَكَكٌ صَكٌّ سے، سُرَرٌ سُرٌّ سے، جُدَدٌ جُدٌّ سے، طَلَلٌ طَلٌّ سے ملتبس ہو جائے گا حالانکہ صَكَكٌ اور صَكٌّ کا معنی الگ الگ ہے اسی طرح تمام الفاظ کا جدا جدا معنی ہے کہ صَكٌّ کا معنی چیک ہے، سُرٌّ کا معنی ناف ہے، طَلٌّ کا معنی شبنم ہے۔

سوال: ۸: جن اوزان میں التباس لازم آتا ہے ان میں ادغام کرنا جائز نہیں تو رَدَّ فَرَّ عَضَّ میں بھی تو التباس لازم آرہا ہے کہ پتہ نہیں چلتا کہ رَدَّ ماضی مضموم العین ہے یا مفتوح العین۔ یوں ہی فَرَّ ماضی مفتوح العین ہے یا مکسور العین۔ اور عَضَّ مفتوح العین ہے یا مکسور العین ہے۔ لہذا ان میں بھی ادغام نہیں ہونا چاہئے تھا کیونکہ التباس لازم آرہا ہے؟

جواب: ان الفاظ و اوزان میں التباس لازم نہیں آتا کیونکہ رَدَّ ماضی ہے یَرُدُّ کی، اور مضاعف میں فَعُلَ یَفْعُلُ کا باب نہیں آتا، لہذا واضح ہو گیا کہ رَدَّ اصل میں رَدُدَ نہیں بلکہ رَدَدَ ماضی مفتوح العین نَصَرَ کے وزن پر ہے۔ اسی طرح فَرَّ ماضی ہے یَفِر کی، اور مضاعف باب فَعِلَ یَفْعِلُ سے نہیں آتا، لہذا پتہ چلا کہ فَرَّ اصل میں فَرِرَ نہیں بلکہ فَرَرَ ماضی مفتوح العین ضَرَبَ کے وزن پر ہے۔ اسی طرح عَضَّ ماضی ہے یَعَضُّ کی، اور مضاعف باب فَعَلَ یَفْعَلُ سے نہیں آتا، لہذا معلوم ہوا کہ عَضَّ اصل میں عَضَضَ نہیں بلکہ عَضِضَ ماضی مکسور العین سَمِعَ کے وزن پر ہے۔ فلا اعتراض علیه۔

سوال (۹): آپ نے بیان کیا کہ جب دو حرف متحرک متجانسین یا متقاربین ایک کلمہ میں جمع ہوں تو ادغام کرنا واجب ہے تو حَيِيَ میں ادغام کیوں نہیں کیا گیا ہے؟

جواب: حَيِيَ میں ادغام نہ کرنے کی دو وجہیں ہیں۔

(۱) اگر حَيِيَ ماضی میں ادغام کرتے تو لامحالہ مضارع میں بھی ادغام کرنا پڑتا اور اگر مضارع میں ادغام ہوتا تو يَحَيُّ بنتا اور اس صورت میں یائے ضعیف پر ضمہ آتا جو کہ ثقل کا باعث ہے۔

(۲) کہا گیا ہے کہ حَيِيَ کی آخری یاء غیر لازم ہے کیونکہ یہ بعض اوقات گر جاتی ہے جیسے حَيُوْا میں، اور کبھی یہ الف سے بدل جاتی ہے جیسے يَحْيَا میں، کہ اس کی اصل يَحْيَيُ ہے، یاء پر ضمہ دشوار ما قبل فتحہ کی وجہ سے یاء الف ہو گئی تو يَحْيَا ہو گیا۔

سوال: ۱۰: جب پہلا ساکن ہو اور دوسرا متحرک ہو تو ادغام کرنا کیا ہے اس کا حکم بیان کریں؟

جواب: (۲) پہلا ساکن اور دوسرا متحرک:

اگر دونوں حرف میں سے پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہو چاہے ایک کلمہ میں ہوں یا دو کلمہ میں ہوں ادغام کرنا ضرورت کے بناء پر واجب ہے کیونکہ ادغام کے بغیر کلمہ کا پڑھنا مشکل ہے جیسے مَدٌّ جو اصل میں مَدْدٌ تھا فَعْلٌ کے وزن پر۔ اور اِضْرِبْ بَّكْراً۔

سوال (۱۱): جب پہلا متحرک ہو اور دوسرا ساکن ہو تو ادغام کرنا کیا ہے اس کا حکم بیان کریں؟

جواب: **(۳) پہلا متحرک اور دوسرا ساکن:** اگر دونوں حرف میں سے پہلا متحرک اور دوسرا ساکن لازم ہو تو ایسی صورت میں ادغام کرنا ناممکن ہوگا کیونکہ ادغام صحیح ہونے کی شرط مفقود ہے لہٰذا ادغام نہیں ہوگا جیسے ظَلَلْتُ۔

شرط: ادغام کے صحیح ہونے کی شرط دوسرے حرف کا متحرک ہونا ہے۔

اور اگر مجبوراً ادغام کرنا چاہیں تو ضروری ہے کہ پہلے حرف کو ساکن کر دیا جائے لیکن اس صورت میں دو ساکن حرف جمع ہو جائیں گے جس کی بناء پر ثقل لازم آئے گا کہ اجتماعِ ساکنین ثقل کا باعث ہوتا ہے، پس یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک کیچڑ سے بچو تو دوسرے میں جا پڑو، کہ ادغام ثقل کو دور کرنے کے لئے کیا جاتا ہے اور ادغام کرنے کی صورت میں اجتماعِ ساکنین لازم آ رہا ہے جو خود ثقل کا باعث ہے، پس گئے تھے بچانے مگر خود پھنس گئے کے مصداق ہو گیا۔

اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ادغام کا مقصد تخفیف کا حصول ہے اور تخفیف دوسرے حرف کے سکون سے خود ہی حاصل ہے نیز ادغام کی شرط بھی نہیں پائی جاتی لہٰذا ادغام کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہاں دو ہم جنس حرف کے اجتماع سے بچنے کے لئے بعض مقامات پر ایک حرف کو حذف کرنا جائز ہے جیسے ظَلْتُ جو اصل میں ظَلَلْتُ تھا پس پہلے متحرک لام کو حذف کر دیا گیا، اور یہ جواز ایسے ہی ہے جیسے تَقَضِّیَ الْبَازِیْ میں آخری ضاد کو یاء سے بدل دیا گیا ہے کیونکہ اس کی اصل تَقَضُّضَ الْبَازِیْ ہے۔

اور اس قاعدے کے مطابق بعض لوگوں نے (وَقِرْنَ فِی بُیُوْتِکُنَّ) کی قرائت میں قِرْنَ کو قَرَارٌ مصدر سے لیا ہے یعنی اس کا مادّہ قَرَرَ ہے اس صورت میں قِرْنَ کی اصل اِقْرِرْنَ ہے پہلی راء کی حرکت قاف کو دے دی پھر راء کو حذف کر دیا گیا اور شروع میں واؤ کے آنے کی وجہ سے ہمزۂ وصل بھی حذف کر دیا گیا حاجت نہ ہونے کی وجہ سے تو وَقِرْنَ ہو تو گیا۔ اور بعض لوگوں نے وَقَرْنَ کو وَقَرَ یَقِرُ وَقَاراً سے پڑھا ہے کہ یَقِرُ کی اصل یَوْقِرُ ہے پس واؤ کسرہ اور یاء کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے گر گئی تو یَقِرُ ہوا پھر جب فعلِ امر بنایا تو علامتِ مضارع ساقط ہوا تو قِرْ بچا اور جب جمع مؤنث حاضر کا صیغہ بنایا گیا تو قِرْنَ ہو گیا۔ اور جب قَرْنَ قاف کے فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ اَقَرُّ بِالْمَکَانِ سے ماخوذ ہوگا، اور ایک لغت یہ بھی ہے کہ قَرْنَ اَقَرُّ سے بنا ہے پس قَرْنَ کی اصل ان دونوں لغت کے اعتبار سے اِقْرَرْنَ بروزنِ اِعْلَمْنَ ہے، راء کی حرکت قاف کو دی تو اِقَرْرْنَ ہوا، اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے پہلے راء کو حذف کیا اور عدمِ احتیاج کی بناء پر ہمزۂ وصل کو بھی حذف کیا تو قَرْنَ ہو گیا۔

سوال:۱۲: **آپ کا بیان کردہ قاعدہ سکونِ لازمی کی صورت میں ہے اور اگر دوسرا حرف سکونِ عارضی کی بناء پر ساکن ہو تو کیا کریں گے؟**

جواب: جب دوسرے حرف کا سکون عارضی ہو تو ادغام کرنا اور ادغام نہ کرنا دونوں جائز ہے جیسے اُمْدُدْ بغیر ادغام کے پڑھے، یا مُدَّ دال کے فتحہ کے ساتھ خفت کی وجہ سے یا مُدِّ دال کے کسرہ کے ساتھ الساکن اذا حرک حرک بالکسر کے تحت، یا مُدُّ دال کے ضمہ کے ساتھ میم کی اتباع کرتے ہوئے، پس اس میں چاروں صورتیں روا ہیں، اور اِفْرِرْ میں فِرَّ۔ فِرِّ تو جائز ہے مگر فِرُّ جائز نہیں، کیونکہ یہاں پر اتباع نہیں پائی جا رہی کہ فاء مکسور ہے۔

سوال:۱۳: **اُمْدُدْنَ میں ادغام کیوں نہیں کیا گیا حالانکہ دو حرف ایک جنس کے جمع ہیں؟**

جواب: اُمْدُدْنَ کے دوسری دال کا سکون سکونِ لازمی ہے اور جب سکونِ لازمی ہو تو ادغام جائز نہیں ہوتا جیسے کہ اوپر بیان ہوا۔

سوال:۱۴: **امر حاضر معروف بنونِ ثقیلہ اور خفیفہ کی گردان کریں؟**

جواب: فعلِ امر حاضر معروف بنونِ ثقیلہ: مُدَّنَّ۔ مُدَّانِّ۔ مُدُّنَّ۔ مُدِّنَّ۔ مُدَّانِّ۔ اُمْدُدْنَانِّ۔

فعلِ امر حاضر معروف بنونِ خفیفہ: مُدَّنْ۔ مُدُّنْ۔ مُدِّنْ۔

اُمْدُدْنَانِّ میں ادغام نہیں ہوا کیونکہ دوسری دال کا سکون سکونِ لازمی ہے۔

سوال:۱۵: **اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول میں ادغام کی کیا صورت ہے؟**

جواب: اسمِ فاعل مَادٌّ آتا ہے جو اصل میں مَادِدٌ تھا پس پہلی دال کو ساکن کر کے دوسری میں ادغام کر دیا۔ اور اسمِ مفعول مَمْدُوْدٌ آتا ہے اس میں ادغام نہیں ہوگا کہ درمیان میں واؤ حائل ہے جس کی وجہ سے دو ہم جنس حرف جدا جدا ہیں۔

سوال:۱۶: **اسمِ ظرف اور اسمِ آلہ میں ادغام کی کیا صورت ہے؟**

جواب: اسمِ ظرف زمان اور مکان مَمَدٌّ آتا ہے اور جو اصل میں مَمْدَدٌ تھا پس پہلی دال کا فتحہ ماقبل میم ساکن کو دیا اور پھر دال کا دال میں ادغام کر دیا تو مَمَدٌّ ہو گیا،

اسمِ ظرف کی گردان: مَمَدٌّ۔ مَمَدَّانِ۔ مَمَدُّوْنَ۔ مَمَدَّةٌ۔ مَمَدَّتَانِ۔ مَمَدَّاتٌ۔

اسمِ آلہ مِمَدٌّ آتا ہے جو اصل میں مِمْدَدٌ تھا پس پہلی دال کا فتحہ ماقبل مِیم ساکن کو دیا اور پھر دال کا دال میں ادغام کر دیا تو مِمَدٌّ ہو گیا۔

اسمِ آلہ کی گردان: مِمَدٌّ۔ مِمَدَّانِ۔ مِمَدُّوْنَ۔ مِمَدَّةٌ۔ مِمَدَّتَانِ۔ مِمَدَّاتٌ۔

سوال:۱۷: **فَعلِ ماضی مجہول اور فعلِ مضارع مجہول کے صیغوں میں ادغام کی وضاحت کریں؟**

جواب: فعلِ ماضی مجہول مُدَّ آتا ہے جو اصل میں مُدِدَ تھا پس پہلی دال کو ساکن کر کے دال کا دال میں ادغام کر دیا تو مُدَّ ہو گیا۔

فعلِ ماضی مجہول کی گردان: مُدَّ۔ مُدَّا۔ مُدُّوْا۔ مُدَّتْ۔ مُدَّتَا۔ مُدِدْنَ۔ مُدِدْتَ۔ مُدِدْتُمَا۔ مُدِدْتُمْ۔ مُدِدْتِ۔ مُدِدْتُمَا۔ مُدِدْتُنَّ۔ مُدِدْتُ۔ مُدِدْنَا۔

فعلِ مضارع مجہول یُمَدُّ آتا ہے جو اصل میں یُمْدَدُ تھا پس پہلی دال کا فتحہ نقل کر کے میم ساکن کو دیا پھر دال کا دال میں ادغام کر دیا تو یُمَدُّ ہو گیا۔

فعلِ مضارع مجہول کی گردان: یُمَدُّ۔ یُمَدَّانِ۔ یُمَدُّوْنَ۔ تُمَدُّ۔ تُمَدَّانِ۔ یُمْدَدْنَ۔ تُمَدُّ۔ تُمَدَّانِ۔ تُمَدُّوْنَ۔ تُمَدِّیْنَ۔ تُمَدَّانِ۔ تُمْدَدْنَ۔ اُمَدُّ۔ نُمَدُّ۔

سوال:۱۸: مَدٌّ جو کہ مصدر ہے اصل میں کیا تھا؟

جواب: مصدر مَدٌّ اصل میں مَدْدٌ فَعْلٌ کے وزن پر تھا پس دالِ ساکن کا دالِ متحرک میں ادغام کردیا تو مَدٌّ ہوگیا۔

سوال:۱۹: بابِ افتعال میں ادغام کی کیا صورتیں ہیں؟

جواب: رحمۃ اللہ علیہ جب افتعال کی تاء سے پہلے (۱) اُ (۲) د (۳) ذ (۴) ز (۵) س (۶) ش (۷) ص (۸) ض (۹) ط (۱۰) ظ (۱۱) و (۱۲) ی (۱۳) ت (۱۴) ث۔ میں سے کوئی حرف واقع تو تائے افتعال کو اس حرف سے بدل کر ادغام کرنا جائز ہے جیسے اِتَّجَرَ کہ اس کی اصل اِتْتَجَرَ ہے جو کہ تَجَرَ سے بنا ہے یہاں تائے افتعال سے پہلے بھی تاء ہے لہذا پہلی تاء کو دوسری تاء میں ادغام کردیا تو اِتَّجَرَ ہوگیا۔

اور اِثَّارَ جو کہ اصل میں اِثْتَارَ ہے، اس میں دو صورتیں جائز ہیں یعنی اِثَّارَ اور اِتَّارَ۔ کیونکہ ثاء اور تاء دونوں صفتِ مہموسہ میں سے ہیں، پس صفتِ ہمس کی بناء پر دونوں کو ہم جنس قرار دیا گیا ہے اور اس صورت میں تاء کو ثاء اور ثاء کو تاء کر کے ادغام کرسکتے ہیں اسی لئے اِثَّارَ اور اِتَّارَ دونوں طرح منقول ہے۔ بخلاف اِتَّخَذَ کے کہ اس کی اصل اِئْتَخَذَ ہے پس دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدلا اور پھر یاء کو تاء سے بدل کر تاء کا تاء میں ادغام کردیا تو اِتَّخَذَ بن گیا، اور یہ ادغام کرنا شاذ ہے کیونکہ جو یاء تاء سے بدل گئی ہے وہ یائے اصل نہیں ہے بلکہ ہمزہ سے بدل کر آئی ہے۔

سوال:۲۰: حروفِ مہموسہ کون کون سے ہیں اور صفتِ ہمس کی تعریف کیا ہے؟

جواب: حروفِ مہموسہ دس ہیں: ت۔ث۔ح۔خ۔س۔ش۔ص۔ف۔ک۔ہ۔

صفتِ ہمس کی تعریف: ہمس صوتِ خفی کو کہتے ہیں اسی لئے حروفِ مہموسہ میں آواز ضعیف ہوتی ہے۔

سوال:۲۱: اِدَّانَ اصل میں کیا تھا اور اس میں تعلیل کی کیا صورت ہے؟

جواب: اِدَّانَ اصل میں اِدْتَانَ تھا تائے افتعال کو دال کر کے دال کا دال میں ادغام کردیا تو اِدَّانَ ہوگیا۔ لیکن یہاں پر دال کو تاء سے بدل کر تاء کا تاء میں ادغام کر کے اِتَّانَ پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ تاء اور دال دونوں میں ہمس کی صفت موجود نہیں ہے کہ تاء مہموسہ ہے اور دال مجہورہ ہے اور دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں، ہاں مخرج کے اعتبار سے دال تاء کے قریب ہے لہذا جب تاء کو دال سے بدلیں گے تو اِدْدَانَ ہوگا پھر ایک جنس کے دو حرف جمع ہونے کی وجہ سے ادغام کردیں گے تو اِدَّانَ ہوجائے گا۔

سوال:۲۲: اِذَّکَرَ اصل میں کیا تھا اور اسکو کتنی طرح سے پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: رحمۃ اللہ علیہ اِذَّکَرَ اصل میں اِذْتَکَرَ تھا۔ اور اس میں تین صورتیں جائز ہیں۔

(۱) اِدَّکَرَ جو کہ اِذْتَکَرَ تھا پس تاء اور ذال کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تائے افتعال کو دال سے بدل دیا تو اِذْدَکَرَ ہوگیا پھر ذال اور دال کے صفتِ جہر میں متحد ہونے کی وجہ سے دال کو ذال سے بدل دیا تو اِذْذَکَرَ ہوگیا پھر ذال کو ذال میں ادغام کردیا دونوں کے ہم جنس ہونے کی وجہ سے تو اِذَّکَرَ ہوگیا۔

(۲) اِذْدَکَرَ جو کہ اِذْتَکَرَ تھا پس تائے افتعال کو دال سے بدل دیا دونوں کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تو اِذْدَکَرَ ہوگیا، اس مثال میں دال کو ذال سے نہیں بدلا گیا کہ دال اپنی ذات کے اعتبار سے ذال کے متحد نہیں ہے۔

(۳) اِدَّکَرَ جو کہ اِذْتَکَرَ تھا پس تائے افتعال کو دال سے بدل دیا دونوں کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تو اِذْدَکَرَ ہوگیا، پھر ذال کو دال سے بدل دیا گیا دونوں کے مہموسہ ہونے کی وجہ سے تو اِدْدَکَرَ ہوگیا پھر دونوں دال کے ہم جنس ہونے کی وجہ سے دال کا دال میں ادغام کردیا تو اِدَّکَرَ ہوگیا۔

سوال:۲۳: اِزَّانَ اصل میں کیا تھا اور اس میں کتنی صورتیں جائز ہیں؟

جواب: اِزَّانَ اصل میں اِزْتَانَ تھا، اور اس میں دو صورتیں جائز ہیں۔

(۱) اِزَّانَ جو کہ اِزْتَانَ تھا پس تائے افتعال کو دال سے بدل دیا قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تو اِزْدَانَ ہوگیا، پھر دال کو زاء سے بدلا تو اِزْزَانَ ہوگیا پھر دونوں کے ہم جنس ہونے کی وجہ سے زاء کا زاء میں ادغام کردیا تو اِزَّانَ ہوگیا۔

(۲) اِزْدَانَ جو کہ اِزْتَانَ تھا پس تائے افتعال کو دال سے بدل دیا قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تو اِزْدَانَ ہوگیا، اور اس مثال مین زاء کو دال سے بدلنا جائز نہیں ہے کیونکہ زاء آواز کو کھینچنے میں دال سے اعظم ہے، اب اگر زاء کو دال بدلیں گے تو ایسا ہی ہوگا جیسے بڑے پیالہ کو چھوٹے پیالہ میں رکھ دینا، اور یہ درست نہیں کہ چھوٹا پیالہ تو بڑے پیالہ میں رکھا جاتا ہے مگر بڑا پیالہ چھوٹے پیالہ میں نہیں رکھا جاتا۔

نیز اِزْدَانَ میں زاء کو دال سے بدل کر دال میں ادغام نہیں کریں گے کیونکہ ایسا کرنے سے صیغہ اِدَّانَ بن جائے گا جو کہ التباس کا سبب ہے کہ اس صورت میں پتہ نہ چلے گا کہ اِدَّانَ اِزْتَانَ سے بنا ہے جو کہ زینت کا معنی دیتا ہے، یا اِدْتَانَ سے بنا ہے جو کہ دین کا معنی دیتا ہے، پس اس خرابی کی وجہ سے اِزَّانَ میں تیسری صورت جائز نہیں ہے۔

سوال:۲۴: اِسَّمَعَ اصل میں کیا تھا اور اس میں کتنی صورتیں جائز ہیں؟

جواب: اِسَّمَعَ اصل میں اِسْتَمَعَ تھا۔ اور اس میں دو صورتیں جائز ہیں۔

(۱) اِسَّمَعَ جو کہ اِسْتَمَعَ تھا پس تائے افتعال کو سین سے بدل دیا دونوں کے مہموسہ ہونے کی وجہ سے تو اِسْسَمَعَ ہوگیا، پھر سین کا سین میں ادغام کردیا دونوں کے ہم جنس ہونے کی بناء پر تو اِسَّمَعَ ہوگیا۔

(۲) اِسَّمَعَ پڑھنا بھی جائز ہے کیونکہ ذات کے اعتبار سے سین اور تاء ہم جنس نہیں ہیں لہذا ادغام نہیں کیا جائے گا۔

سوال:۲۵: اِسَّمَعَ جو اصل میں اِسْتَمَعَ ہے اس میں سین کو تائے افتعال سے بدل کر تاء کا تاء میں ادغام کر کے اِتَّمَعَ پڑھنا کیوں جائز نہیں ہے؟

جواب: اِسْتَمَعَ میں سین کو تاء سے نہیں بدلا جائے گا کیونکہ سین میں آواز کو لمبا کیا جاتا ہے جسے امتدادِ صوت کہتے ہیں، لہذا سین تاء کی بنسبت اعظم ہے اور اس عظمت کی وجہ سے سین کو تاء سے نہیں بدلیں گے۔

سوال:۲۶: اِشَّبَہَ کی اصل کیا ہے اور اس میں ادغام کی کیا صورت ہے؟

جواب: اِشَّبَہَ اِسَّمَعَ کے مثل ہے یعنی اِسَّمَعَ اور اِسْتَمَعَ پڑھنا جائز ہے اور اِتَّمَعَ پڑھنا جائز نہیں پس تاء کو سین سے بدلنا تو درست ہے کہ دونوں میں صفتِ ہمس ہے مگر سین کو تاء سے بدلنا جائز نہیں ہے کہ سین تاء سے اعظم ہے۔

سوال:۲۷: اِصَّبَرَ کو کتنے طریقوں سے پڑھنا جائز ہے؟

جواب: اِصَّبَرَ کو دو طریقوں سے پڑھنا جائز ہے۔

(۱) اِصْطَبَرَ جو کہ اِصْتَبَرَ تھا پس تاء حروفِ منخفضہ میں سے اور صاد حروفِ مستعلیہ مطبقہ میں سے ہے اور یہ دونوں صفات آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں اسی وجہ سے تائے افتعال کو صاد سے نہیں بدلا گیا کیونکہ دونوں حرف میں صفت کے اعتبار سے ثقل ہے۔ ہاں تائے افتعال کو طاء سے بدلا گیا ہے کیونکہ تاء اور طاء قریب المخرج ہے لہذا اِصْطَرَبَ ہو گیا جیسے کہ سِتٌّ کہ اصل میں سِدْسٌ تھا سین اور دال کو تاء سے بدل دیا کیونکہ سین اور تاء صفتِ ہمس میں متحد ہیں اور دال مخرج میں تاء کے قریب ہے پس سین کو تاء سے بدلا پھر دال کو تاء سے بدلا اور پھر دونوں تاء میں ادغام کر دیا تو سِتٌّ ہو گیا۔

(۲) اِصَّبَرَ جب اِصْتَبَرَ سے اِصْطَبَرَ بن گیا تو اب طاء کو صاد سے بدل دیا گیا دونوں کے صفتِ استعلاء میں مشترک ہونے کی وجہ سے تو اِصْصَبَرَ ہو گیا اور پھر صاد کا صاد میں ادغام کر دیا گیا تو اِصَّبَرَ ہو گیا۔

سوال:۲۸: اِصَّبَرَ میں طاء کو صاد سے بدلا گیا ہے، صاد کو طاء سے بدل کر طاء کا طاء میں ادغام کر کے اِطَّبَرَ کیوں نہیں پڑھا گیا؟

جواب: طاء اور صاد اگر چہ صفتِ استعلاء کے اعتبار سے ایک ہیں مگر امتدادِ صوت کے اعتبار سے صاد طاء سے اعظم ہے پس اگر صاد کو طاء سے بدلتے تو بڑے پیالہ کو چھوٹے پیالہ میں رکھنا لازم آتا جو کہ درست نہیں لہذا اِطَّبَرَ جائز نہیں ہے۔

سوال:۲۹: حروفِ مستعلیہ مطبقہ کون کون سے ہیں؟

جواب: حروفِ مستعلیہ یہ ہیں: صاد۔ ضاد۔ طاء۔ ظاء۔ خاء۔ غین۔ قاف۔ شروع کے چار مستعلیہ مطبقہ ہیں اور آخر کے تین صرف مستعلیہ ہیں۔

سوال:۳۰: اِضَّرَبَ میں کتنی صورتیں جائز ہیں نیز اس میں تعلیل کی کیا صورت ہے؟

جواب: اِضَّرَبَ میں اِصَّبَرَ کی طرح دو صورتیں جائز ہیں۔

(۱) اِضْطَرَبَ جو کہ اِضْتَرَبَ تھا پس تائے افتعال کو طاء سے بدل دیا قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تو اِضْطَرَبَ ہو گیا۔

(۲) اِضَّرَبَ جو کہ اِضْتَرَبَ تھا پس تائے افتعال کو طاء سے بدلا تو اِضْطَرَبَ ہو گیا پھر طاء کو ضاد سے بدلا صفتِ مستعلیہ میں ایک ہونے کی وجہ سے تو اِضْضَرَبَ ہو گیا پھر دو ہم جنس حرف جمع ہونے کی وجہ سے ضاد کا ضاد میں ادغام کر دیا تو اِضَّرَبَ ہو گیا۔

سوال:۳۱: جب اِضْتَرَبَ میں تائے افتعال کو طاء سے بدلا تو اِضْطَرَبَ ہوا اب ضاد کو طاء سے بدل کر طاء کا طاء میں ادغام کر کے اِطَّرَبَ کیوں نہیں کیا گیا، جبکہ صفتِ استعلاء میں ضاد اور طاء مشترک ہیں؟

جواب: ضاد کو طاء سے بدل کر طاء کا طاء میں ادغام اس لئے نہیں کیا گیا کہ ضاد میں استطالت ہے جو اس کے علاوہ حروف میں نہیں، لہذا اگر ضاد کو طاء سے بدل دیا جائے تو ضاد سے یہ فضیلت ختم ہو جائے گی، اس لئے اِطَّرَبَ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

سوال:۳۲: اِطَّلَبَ میں کتنی صورتیں جائز ہیں اور اس میں کس طرح تعلیل ہوئی ہے؟

جواب: اِطَّلَبَ میں صرف ایک صورت جائز ہے کیونکہ یہ اصل میں اِطْتَلَبَ تھا پس تائے افتعال کو طاء سے بدل کر طاء کا طاء میں ادغام کرنا واجب ہے دو ہم جنس حرف کے جمع ہونے کی وجہ سے لہذا ادغام کرنے کے بعد اِطَّلَبَ ہو گیا۔

سوال:۳۳: اِظَّلَمَ میں کتنی صورتیں جائز ہیں اور اس میں تعلیل کی کیا کیفیت ہے؟

جواب: اِظَّلَمَ میں تین صورتیں جائز ہیں۔

(۱) اِظْطَلَمَ جو کہ اِظْتَلَمَ تھا پس تائے افتعال کو طاء سے بدلا قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تو اِظْطَلَمَ ہو گیا۔

(۲) اِطَّلَمَ جو کہ اِظْتَلَمَ تھا پس تائے افتعال کو طاء سے بدلا علتِ مذکورہ کی وجہ سے پھر ظاء کو طاء سے بدلا دونوں کے مستعلیہ ہونے کی وجہ سے اور پھر طاء کا طاء میں ادغام کر دیا تو اِطَّلَمَ ہو گیا۔

(۳) اِظَّلَمَ جو کہ اِظْتَلَمَ تھا پس تائے افتعال کو طاء سے بدلا علتِ مذکورہ کی وجہ سے پھر طاء کو ظاء سے بدلا دونوں کے مستعلیہ ہونے کی وجہ سے اور پھر ظاء کا ظاء میں ادغام کر دیا تو اِظَّلَمَ ہو گیا۔

سوال:۳۴: اِتَّقَدَ کی اصل کیا ہے اور اس میں کس طرح تعلیل ہوتی ہے؟

جواب: اِتَّقَدَ کی اصل اِوْتَقَدَ ہے پس واؤ کو تاء سے بدل کر تاء کو تاء میں ادغام کر دیا گیا تو اِتَّقَدَ ہو گیا۔

سوال:۳۵: اِوْتَقَدَ کی واؤ کو تاء سے کیوں بدلا گیا ہے؟

جواب: اگر واؤ کو تاء سے نہ بدلتے تو واؤ یاء سے بدل جاتی ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے، یوں اِیْتَقَدَ ہو جاتا اور جب اس سے فعلِ ماضی مجہول بنایا جاتا تو ماقبل ضمہ ہونے کی وجہ سے پھر واؤ سے بدل جاتی جیسے اُوْتُقِدَ یوں ایک فعل معروف میں یائی ہوتا اور مجہول میں واوی ہوتا نیز اگر اِوْتَقَدَ میں واؤ کو تاء سے نہ بدلتے تو ماقبل کسرہ کی بناء پر یاء سے بدل جاتی اور اِیْتُقَدَ ہو جاتا اور اس صورت میں توالیٔ کسرات لازم آتا کہ یاء خود دو کسروں کے قائم مقام ہے اور اس سے پہلے ہمزہ بھی مکسور ہے لہذا ان دونوں خرابیوں سے بچنے کے لئے واؤ کو تاء سے بدل کر تاء کا تاء میں ادغام کر کے اِتَّقَدَ پڑھا گیا ہے۔

سوال:۳۶: اِتَّسَرَ اصل میں کیا تھا اور اس میں ادغام کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: اِتَّسَرَ اصل میں اِیْتَسَرَ تھا پس یاء کو تاء سے بدل کر تاء کا تاء میں ادغام کیا تو اِتَّسَرَ ہو گیا، اور اگر یاء کو تاء سے نہ بدلتے تو تین کسروں کا جمع ہونا لازم آتا اور یہ ثقل کا باعث ہے لہذا اسی وجہ سے یاء کو تاء سے بدل کر بعدِ ادغام اِتَّسَرَ پڑھا گیا ہے۔

سوال:۳۷: اِیْتَکَلَ میں اِتَّسَرَ۔ کی طرح یاء کو تاء سے کیوں نہیں بدلا گیا ہے؟

جواب: اِیْتَکَلَ کی یاء کو تاء سے اس لئے نہیں بدلا گیا کہ یہ یاء اصلی اور لازم نہیں ہے کیونکہ ثلاثی مجرد میں یہ یاء ہمزہ ہو جاتی ہے اور اَکَلَ پڑھتے ہیں، پس اِیْتَکَلَ کی اصل اِئْتَکَلَ ہے، پس ہمزہ کے ساکن ہونے اور ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا گیا اس لئے یہ یاء عارضی ہوئی اور اہلِ عرب کے نزدیک عارضی کا کوئی اعتبار نہیں اسی وجہ سے حَیِیَ کو بعض لغات کو بغیر ادغام کے پڑھتے ہیں کیونکہ فعلِ مضارع میں یہ یاء الف سے بدل کر یَحْیٰی پڑھا جاتا ہے لہذا حَیِیَ کی آخری یاء کو غیر لازم جانتے ہوئے ادغام نہیں کیا جاتا۔

سوال:۳۸: اِتَّخَذَ جو اِیْتَخَذَ تھا اس کی یاء بھی تو اصلی اور لازم نہیں کہ ثلاثی مجرد میں یہ یاء ہمزہ ہو جاتی ہے جیسے اَخَذَ، تو پھر کیوں اس یاء کو تاء سے بدل کر تاء کا تاء میں ادغام کر کے اِتَّخَذَ پڑھا جاتا ہے؟

جواب: اِتَّخَذَ والی مثال شاذ ہے اور شاذ سے دلیل اور حجت پکڑنا درست نہیں ہے۔

سوال:۳۹: وہ کون کون سے حروف ہیں جو تائے افتعال کے بعد واقع ہوں تو تائے افتعال کو ان سے بدل کر ادغام کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر تائے افتعال کے بعد ت۔ث۔د۔ذ۔ز۔س۔ش۔ص۔ض۔ط۔ظ۔ میں سے کوئی حرف واقع ہو تو تائے افتعال کو عین کلمہ سے بدل کر ادغام کرنا جائز ہے جیسے یَقْتَتِلُ سے یَقَتِّلُ اور یَبْتَدِلُ سے یَبَدِّلُ اور یَخْتَصِمُ سے یَخَصِّمُ وغیرہ، لیکن ان میں عین کلمہ کو تائے افتعال سے بدل کر تاء کا تاء میں ادغام کرنا جائز نہیں جیسے یَبْتَدِلُ سے یَبَتِّلُ، کیونکہ تاء میں صفتِ ہمس کی وجہ سے ضعف ہے لہذا تاء عین کلمہ کو اپنی طرف لانے میں کمزور ہے، نیز تاء زائدہ ہے اور عین کلمہ اصلی ہے اور اصلی قوی ہوتا ہے جبکہ زائدہ ضعیف، پس اگر عین کلمہ کو تاء سے بدل دیں تو ضعیف قوی ہو جائے گا اور قوی ضعیف، لہذا اس خرابی کی بناء پر عین کلمہ کو تائے افتعال سے نہیں بدلیں گے۔

سوال:۴۰: کیا یہ ادغام ہر جگہ ہو سکتا ہے؟

جواب: بعض صرفیوں کے نزدیک یہ ادغام فعلِ ماضی میں جائز نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں تائے افتعال کی حرکت ماقبل کو دی جائے گی اور ہمزۂ وصل کو عدمِ احتیاج کی بناء پر حذف کر دیا جائے گا تو اس طرح بابِ افتعال کی ماضی کا بابِ تفعیل کی ماضی کے ساتھ التباس لازم آئے گا مثلاً اِخْتَصَمَ میں تاء کا فتحہ خاء کو دے کر اور تاء کو صاد سے بدل کر صاد کا صاد میں ادغام کریں اور ہمزۂ وصل کو شروع سے حاجت نہ ہونے کی وجہ سے گرا دیں تو خَصَّمَ بن جائے گا اور بابِ تفعیل کی ماضی بھی خَصَّمَ آتی ہے اسی طرح دونوں باب کی ماضی ملتبس ہو جائے گی لیکن بعض حضرات کے نزدیک اِخْتَصَمَ کی تاء کا فتحہ ماقبل کو نہیں دیں گے بلکہ اسے گرا دیں گے اور فاء کلمہ کو الساکن اذا حرک حرک بالکسر کے تحت کسرہ دیں گے اور ہمزۂ وصل کو حذف کر دیں عدمِ احتیاج کی بناء پر اور تائے افتعال کو عین کلمہ سے بدل کر اس میں ادغام کریں گے تو خِصَّمَ بن جائے گا اس صورت میں التباس لازم نہیں آئے گا اور بعض کے نزدیک چونکہ فاء کلمہ یعنی خاء کا سکون اصلی ہے اور حرکت عارضی لہذا ہمزۂ وصل کو نہیں گرائیں گے اور اِخَصَّمَ پڑھیں گے، اور یوں التباس لازم نہیں آئے گا۔

سوال:۴۱: کیا فعلِ ماضی کی طرح مضارع میں بھی فاء کلمہ کو مکسور یا مفتوح پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! فعلِ ماضی کی طرح فعلِ مضارع میں بھی مکسور الفاء یا مفتوح الفاء پڑھنا جائز ہے جیسے یَخَسِّمُ۔یَخِصِّمُ۔

سوال:۴۲: اسمِ فاعل میں کون کون سی صورتیں جائز ہیں؟

جواب: اسمِ فاعل میں تین صورتیں جائز ہیں۔

(۱) مُخُصِّمٌ　یا تو میم کی اتباع میں فاء کلمہ کو بھی ضمہ دیں گے جیسے مُخُصِّمُوْنَ۔

(۲) مُخَصِّمٌ　یا تاء کا فتحہ نقل کر کے فاء کلمہ کو دے کر مُخَصِّمُوْنَ پڑھیں گے۔

(۳) مُخِصِّمٌ　یا تاء کی حرکت گرا کر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے فاء کلمہ کو کسرہ دیں گے جیسے مُخِصِّمُوْنَ۔

سوال:۴۳: مصدر کو کیسے پڑھا جائے گا؟

جواب: مصدر میں صرف مکسور الفاء خِصَّامٌ پڑھیں گے کیونکہ اصل میں اِخْتِصَامٌ تھا پس تاء کی حرکت فاء کو دی، اور ہمزہ کو عدمِ احتیاج کی بناء پر گرا دیا، اور تاء کو صاد سے بدل کر صاد کا صاد میں ادغام کر دیا تو خِصَّامٌ ہو گیا، یا اس کی تعلیل یہ ہوگی کہ تاء کی حرکت کو گرا دیا اور فاء کو سکونِ اصلی کی بناء پر کسرہ دیا پھر ہمزہ کو گرا دیا، تاء کو صاد سے بدل کر اس میں ادغام کر دیا تو خِصَّامٌ ہو گیا۔

اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ صاد مدغم فیہ کی حرکت کا اعتبار کر کے فاء کلمہ کو فتحہ دیں گے تو خَصَّامٌ ہو جائے گا اور اگر فاء کلمہ کے سکونِ اصلی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہمزہ کو نہ گرائیں اور فاء کلمہ کو کسرہ دیں تو اِخِصَّامٌ ہو جائے گا۔ پس مصدر میں خِصَّامٌ۔ خَصَّامٌ۔ اِخِصَّامٌ۔ تینوں طرح جائز ہے۔

سوال:۴۴: بابِ تَفَعُّلٌ اور تَفَاعُلٌ میں ادغام کی کیا صورتیں ہوں گی؟

جواب: بابِ تَفَعُّلٌ اور تَفَاعُلٌ کی تاء کو بعد والے حرف سے بدل کر ادغام کرتے ہیں اور شروع میں ہمزۂ وصل لاتے ہین کیونکہ مدغم حرف ساکن ہوتا ہے اور ساکن سے ابتداء محال ہے لہٰذا اب تَطَهَّرَ سے اِطَّهَّرَ اور تَثَاقَلَ سے اِثَّاقَلَ بن گیا۔

سوال:۴۵: اِسْتَطْعَمَ میں تاء اور طاء قریب المخرج ہونے کے باوجود ان میں ادغام کیوں نہیں کیا گیا ہے؟

جواب: کیونکہ دوسرا حرف طاء ساکن ہے اور جب دوسرا حرف ساکن ہو چاہے حقیقۃً یا تقدیراً تو ادغام نہیں ہوتا کہ دوسرے حرف کا متحرک ہونا ادغام میں شرط ہے پس اِسْتَطْعَمَ میں دوسرا حرف حقیقۃً ساکن ہے اور اِسْتَدَانَ میں دوسرا حرف یعنی دال تقدیراً ساکن ہے کہ اس کی اصل اِسْتَدْيَنَ ہے، البتہ ایسی صورت میں جب دو قریب المخرج یا ہم جنس حرف جمع ہو جائیں اور ان میں دوسرا حرف ساکن ہو تو تاء کو بعض مقامات پر حذف کر دیتے ہیں جیسے اِسْطَاعَ جو کہ اِسْتَطَاعَ تھا، یَسْطِيْعُ جو اصل میں يَسْتَطِيْعُ تھا جیسے کہ ظَلْتُ کہ اصل میں ظَلَلْتُ تھا پس دوسرے لام کو حذف کر دیا گیا ہے۔

سوال:۴۶: اِسْطَاعَ اور اَسْطَاعَ میں کیا فرق ہے؟

جواب: اِسْطَاعَ بابِ افتعال کی ماضی ہے یہاں سے تائے افتعال کو گرا دیا گیا ہے کہ اصل میں اِسْتَطَاعَ تھا۔

اَسْطَاعَ بابِ افعال کی ماضی ہے یہاں پر سین زائد ہے اصل میں اَطَاعَ تھا جیسے اَہْرَاقَ اصل میں اَرَاقَ تھا جو کہ اِرَاقَۃٌ سے بنا ہے پھر خلافِ قیاس ہاء زیادہ کر دی گئی ہے۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِی الْمَهْمُوْزِ

تیسرا باب مہموز کے بیان میں

سوال: مہموز کو صحیح کیوں نہیں کہا گیا حالانکہ اس میں تمام حروف صحیح ہوتے ہیں؟

جواب: بعض اوقات ضرورت کے تحت ہمزہ کو ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدل دیتے ہیں اس لئے اسے صحیح نہیں کہا گیا جیسے اِیْمَانٌ کہ یہ اصل میں اِئْمَانٌ تھا۔

سوال:۲: مہموز کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں نیز ہمزہ کا حکم کیا ہے؟

جواب: مہموز کی تین قسمیں ہیں۔(۱)مہموز الفاء جیسے اَخَذَ۔ (۲)مہموز العین جیسے سَاَلَ۔ (۳)مہموز اللام جیسے قَرَاَ۔

ہمزہ کا وہی حکم ہے جو تمام حروفِ صحیحہ کا ہے کیونکہ یہ بھی حروفِ صحیحہ میں سے ہے مگر اس کی سختی یعنی مخرج میں آواز کے بند ہوجانے کی وجہ سے اس میں تخفیف کی جاتی ہے کیونکہ ہمزہ ثقیل حرف ہے کیونکہ اس کا مخرج تمام حروف کے مخرج سے ابعد ہے یعنی اقصیٰ حلق ہے۔

سوال:۳: ہمزہ میں تخفیف کی کون کون سی صورتیں ہیں؟

جواب: ہمزہ میں تخفیف کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) قلب۔یعنی ہمزہ کو حرفِ علت سے بدل دینا جیسے اُئْمِنَ سے اُوْمِنَ۔

(۲) بین بین۔یعنی ہمزہ کو اپنے مخرج اور اس حرف کے مخرج کے درمیان ہمزہ کو پڑھنا جو ہمزہ کی حرکت کے موافق ہو یعنی اگر ہمزہ پر فتحہ ہو تو ہمزہ کو اپنے مخرج اور الف کے مخرج کے درمیان پڑھنا، اور اگر ضمہ ہو تو ہمزہ کو اپنے مخرج اور واؤ کے مخرج کے درمیان پڑھنا، اور اگر کسرہ ہو تو ہمزہ کو اپنے مخرج اور یاء کے مخرج کے درمیان پڑھنا۔

(۳) حذف۔یعنی ہمزہ کو حذف کر دینا جیسے مَسْئَلَةٌ سے مَسَلَةٌ۔

سوال: قلب کب ہوگا؟

جواب: جب ہمزہ ساکن ہو اور اس کا ماقبل متحرک ہو تو ہمزہ کو ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدلیں گے جیسے رَاسٌ کہ اصل میں رَاْسٌ تھا۔ بِیْرٌ کہ اصل میں بِئْرٌ تھا۔لُوْمٌ کہ اصل میں لُؤْمٌ تھا۔

سوال:۵: یہاں ہمزہ کو حرفِ علت سے بدلنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: چونکہ ساکن حرف کی طبیعت میں نرمی ہوتی ہے اور ماقبل چاہتا ہے کہ اسے اپنے موافق کر لے لہذا اسے ماقبل حرف کی حرکت کے موافق بنا دیتے ہیں۔

سوال:۶: بین بین کب ہوگا؟

جواب: جب ہمزہ متحرک ہو اور اس کا ماقبل بھی متحرک ہو تو چونکہ ہمزہ کے متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزہ کی طبیعت میں قوت پائی جاتی ہے لہذا ہمزہ کو حرفِ علت سے بدلنے کے بجائے اسے بین بین کے طریقے پر پڑھیں گے جیسے سَاَلَ۔لَؤُمَ۔سُئِلَ۔

سوال: کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے کہ ہمزہ کے متحرک ہونے کے باوجود اسے حرفِ علت سے بدل دیا جاتا ہو، اور اگر بدلا جاتا ہو تو اس کی کیا علت ہے؟

جواب: جی ہاں! جب ہمزہ مفتوح ہو اور اس کا ماقبل مضموم ہو تو ہمزہ کو واؤ سے بدل دیں گے جیسے جُؤَنٌ سے جُوَنٌ، اور اگر ماقبل مکسور ہو تو ہمزہ کو یاء سے بدل دیں گے جیسے مِئَرٌ سے مِیَرٌ۔

علت: چونکہ فتحہ ضعف میں سکون کی طرح ہے لہذا جس طرح ہمزۂ ساکن کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدل دیتے ہیں اسی طرح ہمزۂ متحرکہ مفتوحہ کو بھی ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدل دیں گے۔

سوال:۸: سَاَلَ میں بھی ہمزہ مفتوح ہے جو سکون کے حکم میں ہے لہذا اس کو حرفِ علت سے کیوں نہیں بدلا گیا؟

جواب: سَاَلَ میں ہمزہ کو ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے اس لئے نہیں بدلا گیا کہ ہمزہ سے پہلے حرف بھی مفتوح ہے لہذا ہمزہ اپنے ہم جنس سے مل کر قوی ہوگیا ہے پس قوت کی بناء پر اپنے حال پر برقرار رہے گا۔

سوال:۹: لَاهَنَاكَ الْمُرْتَعُ میں هَنَا اصل میں هَنَاَ تھا پس ہمزہ اور اس کا ماقبل دونوں مفتوح ہیں چاہیے تھا کہ سَاَلَ کی طرح اس کے ہمزہ کو نہ بدلا جاتا لیکن یہاں پر ہمزہ کو حرفِ علت سے بدل دیا گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: هَنَا میں اگرچہ قلب کی صورت موجود نہیں مگر پھر بھی الف سے بدلا گیا ہے یہ مثال شاذ ہے اور الشاذ کالمعدوم۔

سوال: ہمزہ کو کب حذف کرتے ہیں؟

جواب: جب ہمزہ متحرک ہو اور اس سے پہلا حرف ساکن ہو تو ہمزہ کو حذف کردیں گے لیکن اس طرح کہ پہلے ہمزہ کو ساکن کریں گے، اور ہمزہ کو ساکن کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ساکن حروف کی مجاورت کی وجہ سے ہمزہ کی طبیعت میں ضعف آ گیا لہذا ہمزہ کو ساکن کریں گے اور اجتماعِ ساکنین لازم آنے کی وجہ سے ہمزہ کو حذف کردیں گے اور ہمزہ کی حرکت جو حذف ہوئی تھی ماقبل حرفِ ساکن کو دے دیں گے جیسے مَسْئَلَةٌ سے مَسَلَةٌ۔

سوال:۱۱: همزۂ محذوفہ کی حرکت ماقبل کو دینے کی کیا وجہ ہے کوئی دوسری حرکت بھی دی جاسکتی تھی؟

جواب: ہمزۂ محذوفہ کی حرکت ماقبل حرفِ ساکن کو اس لئے دی گئی ہے تا کہ وہ حرکت ہمزہ کے محذوف ہونے پر دلالت کرے۔

سوال:۱۲: کیا ہر جگہ ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دینا اور ہمزہ کو حذف کرنا جائز ہے؟

جواب: رحمۃ اللہ علیہ نہیں۔ یہ اس صورت میں ہوگا (ا) جب ہمزہ کا ماقبل حرف صحیح ہو۔ (۲) یا واؤ اصلی ہو یا یاء اصلی ہو۔ (۳) یا ایسی واؤ یا یاء ہو جو کسی معنی کے لئے زائد کی گئی ہو نہ کہ محض وزن کے لئے زائد نہ ہو تو ان تینوں صورتوں میں ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دینا اور ہمزہ کو حذف کرنا جائز ہے۔

(ا) صحیح کی مثال مَسْئَلَۃٌ سے مَسَلَۃٌ۔ اور مَلَاَ کَۃٌ سے مَلَکٌ اور یہ اَلُوْکَۃٌ سے ماخوذ ہے جس کا معنی رسالۃ ہے۔ مَلْئَکٌ میں ہمزہ پہلے تھا قلب کرتے ہوئے ہمزہ کو لام کے بعد لے آئیں۔ اور اَلْاُحْمُرُ میں دوسرے ہمزہ کو ساکن کر کے اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے ہمزہ کو گرا دیں گے، اور اب دو صورتیں ہو جائیں گی (ا) یا تو لام کے متحرک ہو جانے کی وجہ سے پہلے ہمزۂ وصل کو گرا دیں گے اور لَحُمُرُ پڑھیں گے۔ (۲) یا لام کی حرکت عارضی ہونے کی وجہ سے پہلے ہمزہ کو نہیں گرائیں گے اور اَلَحُمُرُ پڑھیں گے۔

(۲) یائے اصلی کی مثال جَیْئَلٌ سے جَیَلٌ۔ اور واوِ اصلی کی مثال حَوْئَبَۃٌ سے حَوَبَۃٌ۔

(۳) واؤ اور یاء مزیدتان کی مثال اَبُوْ اَیُّوْبَ سے اَبُوَیُوْبَ۔ یَغْزُوْ اَخَاہُ سے یَغْزُوَخَاہُ۔ یَرْمِیْ اَبَاہُ سے یَرْمِیَ بَاہُ۔ اِبْتَغِیْ اِمْرَاَۃً سے اِبْتَغِیَ مْرَاَۃً۔

سوال رحمۃ اللہ علیہ: مذکورہ بالا امثلہ میں تخفیف کے لئے ہمزہ کو گرا گیا لیکن حروفِ علت کو متحرک کر دیا گیا حالانکہ حروفِ علت کو تخفیف کے لئے ساکن کیا جاتا ہے؟

جواب: ان مقامات پر حروفِ علت کو متحرک کرنا اس بنیاد پر ہے کہ وہ اصلی ہونے کے اعتبار سے قوی ہیں، لہذا حرکت کو برداشت کر سکتے ہیں، نیز یہ حرکت دائمی نہیں ہے بلکہ عارضی ہے۔

سوال:۱۴: اگر ہمزۂ متحرکہ کا ماقبل حرفِ لین زائد ہو تو کیا صورت ہوگی؟

جواب: جب ہمزۂ متحرکہ سے پہلے حرفِ لین زائد ہو یعنی نہ وہ اصلی ہو اور نہ زائد للمعنی ہو تو دیکھیں گے اگر یاء اور واؤ مدّہ ہیں یا مدّہ کے مشابہ ہیں جیسے کہ یائے تصغیر وغیرہ تو اس صورت میں ہمزہ کو ماقبل کی جنس کر کے ادغام کر دیا جائے گا جیسے خَطِیْئَۃٌ سے خَطِیَّۃٌ۔ اور مَقْرُوْئَۃٌ سے مَقْرُوَّۃٌ۔ اور اُفَیْئِسٌ سے اُفَیِّسٌ۔

سوال:۱۵: یہاں پر ہمزہ کی حرکت ماقبل حرفِ علت کو دے کر ہمزہ کو کیوں نہیں گرایا گیا؟

جواب: رحمۃ اللہ علیہ اگر ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل حرفِ علت کو دی جاتی تو ضعیف حرف کو حرکت دینا لازم آتا جو کہ ثقل کا باعث ہے۔

سوال رحمۃ اللہ علیہ: خَطِیَّۃٌ وغیرہ میں ضعیف حرف پر حرکت لازم تو آ رہی ہے کہ ادغام کی صورت میں یائے ثانی اور واوِ ثانی متحرک ہوں گے جبکہ حرفِ علت ہونے کی بناء پر یہ ضعیف ہیں؟

جواب: مذکورہ امثلہ میں چونکہ یائے ثانی اور واوِ ثانی حرفِ اصلی یعنی ہمزہ سے بدلے ہوئے ہیں اس لئے یہ اصلی کہلاتے ہیں جیسے کہ جَیَلٌ کی یاء جو کہ اصلی ہے اور اصلی ہونے کی صورت میں ضعیف نہیں ہے۔ فلا اعتراض علیہ۔

سوال:۱۷: اگر ہمزۂ متحرکہ کا ماقبل الف ہو تو کیا صورت ہوگی؟

جواب: اگر ہمزۂ متحرکہ کا ماقبل الف ہو تو وہاں بین بین کیا جائے گا کیونکہ الف حرکت کو برداشت نہیں کرتا جیسے سَائِلٌ۔ قَائِلٌ۔

سوال:۱۸: اگر دو ہمزہ جمع ہو جائیں تو کیا کریں گے؟

جواب: رحمۃ اللہ علیہ جب دو ہمزہ جمع ہو جائیں تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

(ا) اگر دو ہمزہ جمع ہو جائیں اور ان میں سے پہلا مفتوح ہو اور دوسرا ساکن ہو تو دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل دیں گے جیسے اَئْجَرَ سے اٰجَرَ۔ اور اَئْدَمَ سے اٰدَمَ۔

(۲) اور اگر پہلا ہمزہ مضموم ہو تو دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدل دیں گے جیسے اُئْجِرَ سے اُوْجِرَ۔ اور اُئْدِمَ سے اُوْدِمَ۔

(۳) اور اگر پہلا ہمزہ مکسور ہو تو دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیں گے جیسے اِئْسَرَ سے اِیْسَرَ۔

سوال رحمۃ اللہ علیہ: اَئِمَّۃٌ جس کی اصل اَئْمِمَۃٌ ہے اس میں ہمزہ کو الف سے کیوں نہیں بدلا گیا؟

جواب: اَئْمِمَۃٌ میں دوسرے ہمزہ کو الف سے بدلا گیا ہے لیکن ابدال کے بعد اس الف کو یاء سے بدل کر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو کسرہ دیا گیا ہے۔ پس اصل میں اَئْمِمَۃٌ تھا پہلے میم کو ساکن کر کے دوسری میم میں ادغام کر دیا پھر دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل کر اس کو یاء سے بدل دیا گیا اور یاء کو کسرہ دے دیا گیا کیونکہ یاء بھی ساکن ہے پس اَیِمَّۃٌ ہو گیا۔ یہ نظریہ بصریوں کا ہے۔

اور کوفیوں کے نزدیک دوسرے ہمزہ کو الف سے نہیں بدلا جائے گا تا کہ اجتماعِ ساکنین لازم نہ آئے بلکہ میمِ اوّل کی حرکت ہمزہ کو دے کر میم کا میم میں ادغام کریں گے اور دونوں کو برقرار رکھتے ہوئے اَئِمَّۃٌ پڑھیں گے۔

سوال:۲۰: آپ نے اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے اَئِمَّۃٌ کے دوسرے ہمزہ کو الف سے نہیں بدلا حالانکہ یہاں پر اجتماعِ ساکنین کے جائز ہونے کی صورت موجود ہے اور وہ اجتماعِ ساکنین فی حدّہٖ ہے کہ الف ساکن کے بعد مدغم ساکن ہے جیسے وَلَا الضَّآلِّیْنَ میں پس اَئِمَّۃٌ کو آمَّۃٌ کرنا چاہئے تھا؟

جواب: آمَّۃٌ میں اجتماعِ ساکنین فی حدّہٖ نہیں پایا جاتا کیونکہ اس کے لئے مدغم سے پہلے حرفِ مدّہ کا ہونا ضروری ہے جیسے وَلَا الضَّآلِّیْنَ میں لام مدغم ہے اور مدغم سے پہلے الف مدّہ ہے جبکہ آمَّۃٌ میں میمِ مدغم سے پہلے الف مدّہ نہیں بلکہ وہ ہمزہ سے بدل کر آتی ہے اور مدّہ کسی حرف سے بدلا ہوا نہیں ہوتا پس یہاں پر اجتماعِ ساکنین فی

حذ ہمانہیں ہے۔

سوال:۲۱: کُلْ۔خُذْ۔مُرْ۔جو اصل میں اُءْکُلْ۔اُءْخُذْ۔اُءْمُرْ تھے یہاں قاعدہ کے مطابق ماقبل ضمہ ہونے کی وجہ سے ہمزہ کو واؤ سے بدل کر اُوْکُلْ۔اُوْخُذْ۔اُوْمُرْ پڑھنا چاہئے تھا لیکن ان سے دونوں ہمزہ کو ساقط کر دیا گیا ایسا کیوں؟

جواب: یہ مثالیں شاذ ہیں پس الشاذ کالمعدوم۔اور دوسرے ہمزہ کو تخفیف کے لئے حذف کر دیا گیا ہے اور ہمزۂ وصل کو حاجت نہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے۔

سوال:۲۲: اگر دو ہمزہ دو کلموں میں ہوں تو کیا کیا جائے؟

جواب: اگر دو ہمزہ دو کلمہ میں جمع ہو جائیں تو اس میں چند مذاہب ہیں۔

(۱) دونوں ہمزہ کو اپنے حال پر برقرار رکھنا۔

(۲) دونوں ہمزہ کو حذف کرنا کراہتِ تکرارِ حرفین کی وجہ سے۔یہ اہلِ حجاز کا مذہب ہے جیسے قَدْ جَآءَ اَشْرَ اطُہَا سے قَدْ جَآشْرَ اطُہَا۔

(۳) دونوں میں سے ایک کو حذف کرنا۔عندالخلیل دوسرے ہمزہ کو حذف کیا جائے گا۔اور عندابن عمر پہلے ہمزہ کو حذف کیا جائے گا۔

(۴) دونوں ہمزہ کے درمیان الفِ فاصل لائیں گے۔یہ بعض اہلِ عرب کا مذہب ہے جیسے ءَانْتِ ظَبْیَۃٌ اَمْ اُمُّ سَالِمٍ۔

سوال:۲۳: اگر ہمزہ کلمہ کے شروع میں ہو اور وہ کلمہ دوسرے کلمہ سے متصل بھی نہ ہو تو کیا اس ہمزہ کو حذف کر دیں گے؟

جواب: جب دوسرا کلمہ اس سے متصل نہ ہو اور ہمزہ اس کی ابتداء میں ہو تو اس ہمزہ کو حذف نہیں کیا جائے گا کیونکہ ابتداء میں متکلم کو قوّت حاصل ہوتی ہے لہذا وہاں پر تخفیف کی ضرورت نہ ہوگی جیسے اَفْوَاہٌ۔اَفْعَالٌ۔

سوال:۲۴: لیکن نَاسٌ میں تو ہمزہ کو حذف کیا گیا ہے کہ اس کی اصل اُنَاسٌ ہے؟

جواب: یہ مثال شاذ ہے،اسی طرح لفظِ اللہ میں شروع کے ہمزہ کو بطورِ شاذ حذف کیا گیا ہے کیونکہ یہ اصل میں اِلَاہٌ تھا،پس حذفِ ہمزہ کے بعد لَاہٌ رہ گیا اور پھر الف ولام داخل کیا تو اَللَاہُ ہوگیا پھر لام کا لام میں ادغام کیا تو اَللّٰہُ ہوگیا،لیکن بعض لوگوں کے نزدیک شروع سے ہمزہ کو گرایا ہی نہیں گیا کیونکہ اصل میں اَلْ اِلَاہٌ تھا پس دوسرا ہمزہ گرا دیا اور اس کی حرکت لام کو دی تو اَلِلٰہُ ہوگیا اب لام کا لام میں ادغام کیا تو اَللّٰہُ ہوگیا۔اور اَلْ اِلَاہٌ میں ہمزہ کی حرکت لام کی طرف منتقل کرنا ایسے ہی ہے جیسے یَرٰی میں جو اصل میں یَرْءَیُ تھا پس پس ہمزہ کی حرکت راء کو دے دی۔

سوال:۲۵: یَرٰی اَصل میں کیا تھا اور اس میں کس طرح تعلیل ہوئی؟

جواب: یَرٰی اصل میں یَرْءَیُ تھا،یاء متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یاء الف سے بدل گئی پھر ہمزہ کو ساکن کر دیا تو یَرْءْا اس صورت میں تین ساکن جمع ہوگئے راء۔ہمزہ۔الف۔پس ہمزہ کو گرادیا تو یَرْاْ بچا اب راء اور الف میں اجتماعِ ساکنین ہوا تو راء کو ہمزہ والی حرکت دے دی تو یَرٰی ہوگیا۔

سوال:۲۶: یَرٰی میں دو تعلیلیں ہوئی ایک حذفِ ہمزہ اور دوسری بدل،یہ توالی علالین کہلاتا ہے جو کہ منع ہے تو اس میں کیسے جائز ہوئی؟

جواب: یہاں پر خلافِ قیاس توالی علالین کو جائز قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ شاذ ہے لیکن یَرٰی شاذ ہونے کے باوجود فصیح ہے کیونکہ شاذ ہونا فصاحت کے خلاف نہیں ہے۔

سوال:۲۷: اس کی کیا وجہ ہے کہ پہلے یاء کو الف سے بدلا گیا اور بعد میں ہمزہ کو حذف کیا گیا اس کا الٹ کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: چونکہ یاء طرف میں واقع تھی اور طرف میں اعلال پہلے ہوتا ہے اور اگر یہ اعلال پہلے نہ ہوتا اور ہمزہ کو پہلے حذف کر دیا جاتا تو اب یاء کو الف سے نہیں بدلا جا سکتا تھا کیونکہ اب یاء کا ماقبل مفتوح نہ ہوتا جیسے یَرْءَیُ سے یَرٰیُ پس یَرٰی میں یہ تخفیف واجب ہے کیونکہ یہ صیغہ کثیر الاستعمال ہے لیکن اس کے دوسرے ہم جنس صیغوں مثلاً رَاٰیٌ مُرٰیٌ وغیرہ میں یہ تخفیف واجب نہیں ہے کیونکہ اس کا استعمال زیادہ نہیں ہے حالانکہ وہاں تخفیف کا سبب پایا جاتا ہے یعنی حرفِ علت اور ہمزہ کا فعلِ ثقیل میں جمع ہونا۔ تعلیل کے واجب ہونے کے لئے تین شرائط ہیں: (۱) کثیر الاستعمال ہونا۔(۲) حرفِ علت کا ہمزہ کے ساتھ جمع ہونا۔(۳) ان دونوں کا اجتماع فعل میں ہونا۔

سوال:۲۸: ایسی مثالیں دیں جن میں یہ تینوں شرائط مفقود ہوں؟

جواب: یَنْأیُ سے یَنٰی بنانا واجب نہیں ہے کہ اس میں پہلی شرط مفقود ہے یعنی کثیر الاستعمال نہیں ہے۔

یَسْئَلُ سے یَسَلُ بنانا واجب نہیں کہ اس میں دوسری شرط مفقود ہے یعنی حرفِ علت ہمزہ کے ساتھ جمع نہیں ہے۔

مُرْآیٌ سے مُرٰیٌ بنانا واجب نہیں ہے کہ اس میں تیسری شرط مفقود ہے یعنی یہ فعل نہیں ہے۔

سوال:۲۹: یَرَوْنَ میں تعلیل کی کیا صورت ہے اور اس کا حکم کیا ہے؟

جواب: یَرَوْنَ کا حکم یَرٰی کی طرح ہے یعنی یَرَوْنَ اصل میں یَرْءَیُوْنَ تھا،یاء متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یاء الف ہوگئی تو یَرْئَاوْنَ ہوا پھر ہمزہ کو ساکن کر کے گرا دیا اور ہمزہ کی حرکت راء کو دے دی تو یَرَاوْنَ ہوا اب الف اور واؤ کے درمیان اجتماعِ ساکنین ہوا پس الف کو گرا دیا تو یَرَوْنَ ہوگیا۔

سوال:۳۰: یَرَیَانِ میں یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے لہذا یاء کو الف سے بدلنا چاہئے تھا مگر ایسا کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: یَرَیَانِ میں یاء کی حرکت عارضی ہے نیز اگر یاء کو الف سے بدل دیا جائے اور یَرَاانِ کر دیا جائے تو الفِ تثنیہ اور یاء سے بدلے ہوئے الف کے درمیان اجتماعِ ساکنین لازم آئے گا،اور اگر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے ایک الف کو گرا دیا جائے تو یَرَانِ ہوگا،اب یہ نفی تاکید بلن اور حرفِ جزم داخل ہونے کی صورت میں واحد

کے صیغہ سے ملتبس ہوگا جیسے لَنْ یَرٰی۔ لَمْ یَرٰی۔ کیونکہ نونِ اعرابی لن اور لم کی وجہ سے گر گئی تو یَرَانِ سے یَرَا بچا، لہذا تثنیہ کے صیغہ سے یاء کو الف سے نہیں بدلیں گے۔

سوالؒ: تَرَیْنَ اصل میں کیا تھا اور اس کی تعلیل کیسے ہوئی؟

جواب: تَرَیْنَ صیغہ واحد مؤنث حاضر اصل میں تَرْئَیِیْنَ تھا تَفْعَلِیْنَ کے وزن پر، پس ہمزہ کو ساکن کرکے گرادیا اور اس کی حرکت راء کو دے دی تو تَرَیِیْنَ ہو گیا اب یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء الف سے بدل گئی تو تَرَایْنَ ہوا اب اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے الف کو گرادیا تو تَرَیْنَ ہوگیا۔

سوال:۳۲: واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر کے صیغے بظاہر ایک جیسے ہیں تو فرق کیسے ہوگا؟

جواب: بظاہر واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر دونوں کے لئے تَرَیْنَ کا صیغہ استعمال ہوتا ہے لیکن اس میں تقدیری فرق ہے کیونکہ واحد مؤنث حاضر کے صیغے میں نون نونِ اعرابی ہے، اور جمع مؤنث حاضر میں نون نونِ ضمیر ہے اس طرح تَرَیْنَ کی یاء واحد مؤنث حاضر کی ضمیر ہے جبکہ جمع مؤنث حاضر میں یہ یاء حرفِ اصلی ہے۔ شرط کے موقع پر جب تَرَیْنَ کے آخر میں نونِ ثقیلہ داخل کیا جائے تو علامتِ جزم کے طور پر نونِ اعرابی گر جائے گی اور یائے تانیث کو کسرہ دیا جائے گا تاکہ ہر قسم کے نونِ تاکید کے ساتھ اس کی موافقت ہو جائے جیسا کہ اِخْشَیِنّ۔ میں یاء کو کسرہ دیا گیا اِمَّا تَرَیِنّ۔ مِنَ الْبَشَرِ اَحَداً۔

سوال:۳۳: رَیَا میں یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے لہذا یاء کو الف سے بدلنا چاہئے تھا لیکن نہیں بدلا گیا اس کی کیا وجہ ہے؟

جوابؒ: چونکہ رَیَا تَرَیَانِ کے تابع ہے اور تَرَیَانِ میں یاء کو الف سے نہیں بدلا گیا جس کی وجہ سے التباس اور یاء کی حرکت عارضی ہونا ہے پس یہی وجہ رَیَا میں بھی ہے۔ واحد مذکر حاضر امر کا صیغہ رَ ہے جو اِرْءَیْ سے بنا ہے پس سکون کی وجہ سے یاء کو گرادیا اور ہمزہ کی حرکت راء کو دے کر ہمزہ کو حذف کر دیا پھر راء کے متحرک ہونے کی وجہ سے پہلا ہمزہ بھی گر گیا تو رَ بن گیا۔

نوٹ: امر بنونِ ثقیلہ میں یاء واپس آجائے گی کیونکہ سکون باقی نہ رہے گا جیسے رَیَنَّ۔

سوالؒ۳: نونِ ثقیلہ یا خفیفہ کی صورت میں جمع مذکر غائب وحاضر سے واؤ گر جاتی ہے مگر رَوُنَّ میں کیوں نہیں گرائی گئی ہے؟

جواب: یہ واؤ اس وقت گرتی ہے جب اس سے پہلے ضمہ ہو جیسے اُغْزُوُنَّ۔ اِرْمُوُنَّ سے واؤ کو گرا کر اُغْزُنَّ۔ اِرْمُنَّ۔ جبکہ رَوُنَّ میں واؤ کا ماقبل مضموم نہیں ہے۔

سوال:۳۵: اسمِ فاعل رَاء کا ہمزہ کیوں حذف نہیں کیا گیا؟

جواب: چونکہ اس کے فعل یَرٰی میں ہمزہ کو خلافِ قیاس طور پر محض اس کے کثرتِ استعمال کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے لہذا اسمِ فاعل، اسمِ مفعول اور اسمِ ظرف وغیرہ میں ہمزہ کو حذف نہیں کیا جائے گا۔ اور بعض لوگوں نے اس کا جواب یوں بھی دیا ہے کہ ہمزہ کا ماقبل الف ہے اور الف حرکت کو قبول نہیں کرتا البتہ راء کو سَاَلَ یَسْئَلُ کی طرح بین بین کرکے پڑھ سکتے ہیں۔

سوال:۳۶: اسمِ مفعول مَرْئِیٌّ کی تعلیل کیسے ہوئی اور اس میں ہمزہ کو کیوں حذف نہیں کیا گیا ہے؟

جوابؒ: اسمِ مفعول مَرْئِیٌّ اصل میں مَرْئُوْیٌ تھا پس واؤ اور یاء جمع ہوئے ان میں سے پہلا ساکن ہے لہذا واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا تو مَرْئُیٌّ ہو گیا پھر یاء کی مناسبت سے ہمزہ کو کسرہ دے دیا تو مَرْئِیٌّ ہوگیا۔ یہاں پر ہمزہ کو حذف کرنا واجب نہیں ہے بلکہ جائز ہے لیکن جائز ہونے کے باوجود نہ حذف کرنے کی وجہ وہی ہے جو اسمِ فاعل کی ہے کہ اس کے فعل یَرٰی میں ہمزہ کو غیرِ قیاس طور پر حذف کیا گیا ہے لہذا یہاں پر بطورِ وجوب حذف نہیں کیا جائے گا۔

سوالؒ۳: ثلاثی مجرد کے اسمِ فاعل رَاءٍ میں ہمزہ کو حذف نہیں کیا گیا جب کہ ثلاثی مزید فیہ میں بابِ افعال کے اسمِ فاعل مُرِیً میں جو اصل میں مُرْئِیٌ ہے ہمزہ کو حذف کیا گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: بابِ افعال کی ماضی، مضارع وغیرہ سب میں ہمزہ کو حذف کیا گیا ہے لہذا اس کے اسمِ فاعل میں بھی ان کی اتباع کرتے ہوئے ہمزہ کو حذف کر دیا گیا ہے جبکہ ثلاثی مجرد میں صرف مضارع میں ہمزہ کو حذف کیا جاتا ہے وہ بھی خلافِ قیاس، لہذا اس کے اسمِ فاعل میں حذف نہیں کیا گیا۔

نوٹ: بابِ افعال کی ماضی، مضارع، امر، نہی، اسمِ فاعل، اسمِ مفعول، اسمِ ظرف میں ہمزہ کو حذف کرنا واجب ہے اور ثلاثی مجرد میں صرف فعلِ مضارع میں حذف واجب ہے اور بقیہ میں جائز ہے واجب نہیں، اور جائز اس کے مضارع، امر، نہی پر قیاس کرتے ہوئے ہے، لیکن ثلاثی مجرد میں اسمِ فاعل رَاءٍ اسمِ مفعول مُرْءِیٌّ اسمِ ظرف مَرْءًی اسمِ آلہ مِرْءًی کو ہمزہ کے حذف کے ساتھ پڑھنا غیر مستعمل ہے۔

سوال:۳۸: ماضی مجہول اور مضارع مجہول ثلاثی مجرد کیسے آئے گا؟

جواب: ثلاثی مجرد کا ماضی مجہول اپنے اصل پر رُءِیَ آئے گا جبکہ مضارع مجہول یُرٰی آئے گا جو اصل میں یُرْءَیُ تھا پس یاء کو الف کیا ماقبل فتحہ ہونے کی وجہ سے پھر ہمزہ کو حذف کر دیا اور اس کی حرکت راء کو دے دی تو یُرٰی ہوگیا۔

سوال:۳۹: مہموز الفاء کتنے ابواب سے آتا ہے؟

جوابؒ: مہموز الفاء پانچ ابواب سے آتا ہے۔

(۱) نَصَرَ یَنْصُرُ۔ اَخَذَ یَاْخُذُ۔ (۲) ضَرَبَ یَضْرِبُ۔ اَدَبَ یَاْدِبُ۔ (۳) فَتَحَ یَفْتَحُ۔ اَھَبَ یَاْھَبُ۔ (٤) سَمِعَ یَسْمَعُ۔ اَرِجَ یَاْرَجُ۔ (٥) کَرُمَ یَکْرُمُ۔ اَسُلَ یَاْسُلُ۔

سوالؒ: مہموز العین کتنے ابواب سے آتا ہے؟

جواب: مہموز العین تین ابواب سے آتا ہے۔

(۱) فَتَحَ یَفْتَحُ۔ رَأَی یَرٰی۔ (۲) سَمِعَ یَسْمَعُ۔ یَئِسَ یَیْئَسُ۔ (۳) کَرُمَ یَکْرُمُ۔ لَؤُمَ یَلْؤُمُ۔

سوال:۴۱: مہموز اللام کتنے ابواب سے آتا ہے؟

جواب: مہموز اللام چار ابواب سے آتا ہے؟

(۱) ضَرَبَ یَضْرِبُ ۔ ھَنَأَ یَھْنِئُ۔(۲) فَتَحَ یَفْتَحُ۔ سَبَأَ یَسْبَأُ۔ (۳) سَمِعَ یَسْمَعُ۔ صَدِئَی یَصْدَأُ۔ (٤) کَرُمَ یَکْرُمُ۔ جَزُؤَ یَجْزُؤُ۔

سوال:۴۲: کیا مضاعف اور مہموز جمع ہو سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! صرف مہموز الفاء میں جمع ہو سکتے ہیں جیسے اَنَّ یَئِنُّ۔

سوال:۴۳: کیا معتل اور مہموز جمع ہو سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! ایک فعل معتل اور مہموز ہو سکتا ہے اور ایسے ہی اسم بھی معتل اور مہموز ہو سکتا ہے۔

مثال اور مہموز العین: وَأَدَ۔ مثال اور مہموز اللام: وَجَأَ۔

اجوف اور مہموز الفاء: اٰنَ۔ جو اصل میں اَوَنَ تھا۔ اجوف اور مہموز اللام: جَاءَ۔ جو اصل میں جَیَءَ تھا۔

ناقص اور مہموز الفاء: اَبٰی۔ ناقص اور مہموز العین: رَاٰی۔

لفیفِ مفروق اور مہموز العین: وَاٰی۔ لفیفِ مقرون اور مہموز الفاء: اَوٰی۔

پس مثال مہموز الفاء کے ساتھ، اجوف مہموز العین کے ساتھ، ناقص مہموز اللام کے ساتھ، لفیفِ مفروق مہموز الفاء اور مہموز اللام کے ساتھ، لفیفِ مقرون مہموز العین اور مہموز اللام کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ جس جگہ حرفِ علت ہوگا اس جگہ ہمزہ نہیں ہوگا۔

سوال:۴۴: ہمزہ کو لکھنے کی کیا صورتیں ہیں؟

جواب: جس طرح دیگر حروف کے لئے کوئی نہ کوئی مخصوص صورت وضع کی گئی ہے اس طرح ہمزہ کی کوئی مستقل صورت وضع نہیں کی گئی ہے بلکہ مختلف احوال میں مختلف انداز سے لکھا جاتا ہے۔

(۱) اگر ہمزہ کلمہ کے شروع میں ہو تو تینوں حالتوں میں الف کی صورت میں لکھا جائے گا جیسے اَبٌ۔اُمٌّ۔اِبِلٌ۔الف کی صورت میں لکھنے کی یہ وجہ ہے کہ الف خفیف ہوتا ہے اور ابتداء میں حرکت دینے کے سلسلہ میں کاتب قوی ہوتا ہے۔

(۲) اگر ہمزہ درمیان میں ہو اور ساکن ہو تو ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرفِ علت کی صورت میں لکھا جائے گا جیسے رَأْسٌ۔لُؤْمٌ۔ذِئْبٌ۔ ایسا اس لئے کرتے ہیں تاکہ ہمزہ کی صورت ماقبل حرف کی حرکت کے موافق ہو جائے۔

(۳) اگر ہمزہ درمیان میں ہو اور متحرک ہو تو اپنے حرکت کے موافق حرفِ علت کی صورت میں لکھا جائے گا جیسے سَأَلَ۔لَؤُمَ۔سَئِمَ۔ایسا اس لئے کرتے ہیں تاکہ اس کی اپنی حرکت کا علم ہو جائے۔

(۴) ہمزہ متحرکہ کلمہ کے آخر میں ہو تو ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرفِ علت کی شکل میں لکھا جائے گا جیسے قَرَأَ۔طَرُءَ۔فَتِئَ۔پس ہمزہ کی اپنی حرکت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ طرف کی حرکت عارضی ہوتی ہے۔

(۵) اگر ہمزہ متحرکہ کلمہ کے آخر میں ہو مگر اس کا ماقبل ساکن ہو تو ہمزہ کو کسی بھی حرف کی شکل میں نہیں لکھا جائے گا کیونکہ ہمزہ کی اپنی حرکت عارضی ہے اور ماقبل ساکن ہے جیسے خَبْءٌ۔دِفْءٌ۔بُرْءٌ۔ان مثالوں میں ہمزہ کی علامت لکھی گئی ہے کیونکہ یہ ہمزہ کی اصلی شکل نہیں ہے۔

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِی الْمِثَالِ

چوتھا باب مثال کے بیان میں

سوال:۱: مثال کو مثال کیوں کہتے ہیں؟

جواب: چونکہ معتل الفاء کی ماضی صحیح کے ماضی کے مثل ہوتی ہے یعنی اس میں تعلیل نہیں ہوتی پس اسی مماثلت کی وجہ سے اسے مثال کہتے ہیں۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کا فعلِ امر اجوف کے فعلِ امر کی مثل ہوتا ہے جیسے زَانَ یَزِیْنُ۔ اور وَزَنَ یَزِنُ دونوں سے فعلِ امر زِنْ آتا ہے گویا معتل الفاء کا فعلِ امر اجوف کے فعلِ امر کے مثل ہے اس مثلیت کی بناء پر اسے مثال کہتے ہیں۔

سوال:۲: مثال کتنے اور کون کون ابواب سے آتا ہے؟

جواب: مثال پانچ ابواب سے آتا ہے۔

(۱) ضَرَبَ یَضْرِبُ۔ وَعَدَ یَعِدُ۔ (۲) سَمِعَ یَسْمَعُ۔ وَجِلَ یَوْجَلُ۔ (۳) فَتَحَ۔ یَفْتَحُ۔ وَجَعَ یَوْجَعُ۔ (۴) کَرُمَ یَکْرُمُ۔ وَجُهَ یَوْجُهُ۔ (۵) حَسِبَ یَحْسِبُ۔ وَرِثَ یَرِثُ۔

مثال نَصَرَ یَنْصُرُ سے نہیں آتا البتہ بنو عامر کی لغت میں وَجَدَ۔ یَجُدُ نَسَرَ۔ یَنْصُرُ سے آتا ہے ان کے نزدیک یَجُدُ اصل میں یَوْجُدُ تھا پھر واؤ کو گرایا گیا کیونکہ واؤ بھی ثقیل ہے اور اس کے بعد والے حرف پر ضمہ بھی ثقیل ہے تو یَجُدُ ہو گیا لیکن دوسرے لوگ اس لغت کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور یَعِدُ کی اتباع میں واؤ کو حذف کرتے ہیں اگرچہ وہ قاعدہ یہاں پر نہیں پایا جاتا یعنی یَجُدُ میں واؤ، یاء اور کسرہ کے درمیان واقع نہیں ہوتی جیسے کہ یَوْعِدُ میں۔

سوال:۳: کلمہ کے شروع میں واؤ، یاء واقع ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: شروع کلمہ میں واقع ہونے والے واؤ اور یاء کا حکم حرفِ صحیح کے حکم کی طرح ہے یعنی تعلیل نہیں ہوگی جیسے وَعَدَ وُعِدَ وَقُرَ یَنَعَ وغیرہ۔

سوال:۴: واؤ اور یاء حروفِ علت میں سے ہونے کے باوجود تعلیل نہیں ہوتی اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس کی دو وجہیں ہیں۔

(۱) چونکہ ابتداء میں متکلم کو قوت حاصل ہوتی ہے لہٰذا وہ واؤ اور یاء کے ادا کرنے میں ثقل محسوس نہیں کرتا۔

(۲) اعلال کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) ساکن کرنا (۲) حرفِ علت سے بدلنا (۳) حذف کرنا۔ اور یہ تینوں یہاں ناممکن ہیں کیونکہ واؤ اور یاء کو ساکن کرنے کی صورت میں ابتداء بالسکون لازم آئے گا جو کہ محال ہے۔ اور اگر واؤ اور یاء کو کسی حرفِ علت سے بدلیں تو حرفِ علت عام طور پر ساکن ہوتا ہے لہٰذا اس صورت میں بھی ابتداء بالسکون لازم آئے گا۔ اور اگر واؤ اور یاء کو حذف کریں تو ثلاثی مجرد میں کلمہ قدرِ صالح سے حرف کم ہو جائیں گے اور ثلاثی مزید فیہ میں اگرچہ حروف کم نہیں ہوں گے لیکن اس میں ثلاثی مجرد کی اتباع میں حذف نہیں کریں گے۔

سوال:۵: شروع کی واؤ اور یاء کو گرا کر اس کی جگہ تاء کو لایا جا سکتا ہے جس طرح مصدر میں کیا گیا ہے تو اس طرح کلمہ قدرِ صالح پر برقرار رہتا؟

جواب: اگر وَعَدَ میں واؤ کو گرا کر اس کی جگہ تاء لاتے تو مضارع کے صیغہ تَعِدُ سے التباس لازم آتا اور اگر تاء کی زیادتی آخر میں کرتے تو عِدَةٌ بناتے تو مصدر سے التباس لازم آتا کہ وَعَدَ یَعِدُ کا مصدر عِدَةٌ آتا ہے۔

سوال:۶: اگر تاء کی زیادتی شروع میں التباس کی وجہ سے نہیں کی جاتی تو تُکْلَانٌ میں تاء کی زیادتی شروع میں کیوں کی گئی ہے یہ بھی تو مصدر ہے؟

جواب: تُکْلَانٌ میں مضارع کے ساتھ کوئی التباس کا ڈر نہیں ہے کیونکہ فعلِ مضارع اس وزن پر نہیں آتا اور اس کی اصل وُکْلَانٌ ہے، پھر واؤ کو تاء سے بدل کر تُکْلَانٌ کیا گیا۔

سوال:۷: کیا مصدر کے آخر میں لائی گئی تاء کو حذف کیا جا سکتا ہے؟

جواب: سیبویہ کے نزدیک مصدر کے آخر میں لائی گئی تائے عوض کو حذف کرنا جائز ہے جیسے کہ شاعر کے شعر میں حذف کیا گیا ہے۔

ع: وَاَخْلَفُوْکَ عِدَ الْاَمْرِ الَّذِیْ وَعَدُوْا۔ میں عِدَ اصل میں عِدَةَ ہے پس تاء کو گرا دیا گیا ہے۔ اور سیبویہ کی دلیل یہ ہے کہ کسی حرف کے عوض میں حرف لانا جائز ہے واجب نہیں، لہٰذا جب لانا جائز ہے تو اس کو حذف کرنا بھی جائز ہوگا۔ اور فراء کے نزدیک معوَّض بہ کو حذف کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ حرفِ اصلی کی جگہ میں آتا ہے جو شاعر کے اپنے شعر کے اندر عِدَ الْاَمْرِ میں عِدَ سے ۃ کو حذف کیا ہے وہ اس لئے کہ اضافت کی صورت میں حرفِ عوض کو حذف کر سکتے ہیں کیونکہ مضاف الیہ اس محذوف حرف کے قائم مقام ہو جاتا ہے پس جب اَلْاَمْرِ تائے محذوفہ کے قائم مقام ہو گیا تو اب کلمہ قدرِ صالح سے کم نہ ہوا۔

اسی طرح اِقَامَةٌ اور اِسْتِقَامَةٌ اور اس کے جیسے دیگر صیغوں کا حکم ہے یعنی اضافت کے وقت عوض میں لایا ہوا حرف حذف ہو سکتا ہے جیسے کہ قرآنِ پاک میں آیا اَقَامَ الصَّلٰوةِ حالانکہ اصل میں اِقَامَةُ الصَّلٰوةِ ہے۔

سوال:۸: وَعَدْتُّ میں ادغام کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: وَعَدْتُّ میں چونکہ دال اور تاء قریب المخرج ہیں اسی لئے دال کو تاء سے بدل کر ادغام کر دیا گیا ہے اور یہ جائز ہے کہ جب دو حرف متقاربین جمع ہوں تو ایک

کو دوسرے سے بدل کر ادغام کر سکتے ہیں جیسے کہ مضاعف کے باب میں گزرا۔

سوال:۹: یَعِدُ میں کیسے تعلیل ہوتی ہے؟

جواب: یَعِدُ اصل میں یَوْعِدُ تھا، یاء کسرۂ تقدیری اور واؤ ضمہ تقدیری ہوتا ہے اور عین کے نیچے کسرۂ حقیقی ہے اب یَوْعِدُ میں کسرۂ تقدیری سے ضمۂ تقدیری اور ضمۂ تقدیری سے کسرۂ حقیقی کی طرف خروج لازم آتا تھا اور اہلِ عرب اسے ثقیل سمجھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ فِعُلٌ اور فُعِلٌ کے وزن پر کوئی لغت نہیں آتی سوائے حِبُکٌ اور دُئِلٌ کے۔ لہذا یَوْعِدُ سے ثقل کو دور کرنا ضروری تھا پس اگر یاء کو حذف کرتے تو علامتِ مضارع کا حذف لازم آتا جو کہ جائز نہیں اور اگر علامتِ مضارع کو ساکن کرتے تو ابتداء بالسکون لازم آتا جو کہ محال ہے اور اگر عین کے کسرہ کو حذف کرتے تو اجتماعِ ساکنین لازم آتا اور اگر عین کو کسرہ کے علاوہ ضمہ یا فتحہ کی حرکت دیتے تو بناء میں تغیری لازم آتی کہ ابواب میں خلط ملط ہو جاتا لہذا حذف کے لئے واؤ کو متعین کیا گیا تا کہ یاء عین کے کسرہ کے قریب ہو جائے باعتبارِ جنس۔

سوال:۱۰: تَعِدُ اور اس کے اخوات میں یہ ثقل نہیں تھا پھر کیوں واؤ کو وہاں سے حذف کیا گیا؟

جواب: تَعِدُ میں اگرچہ واؤ، یاء اور کسرہ کے درمیان واقع نہیں مگر پھر بھی اس میں اور اس کے اخوات سے واؤ کو حذف کیا گیا ہے وہ محض یَعِدُ کی اتباع کرتے ہوئے ہے۔

سوال:۱۱: قلیل کو کثیر پر محمول کرتے ہیں نہ کہ کثیر کو قلیل پر، پس یاء والے صیغہ کل چار ہیں جب کہ تاء والے صیغے آٹھ ہیں لہذا ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یاء والے صیغوں کو تاء والے صیغوں پر محمول کر کے واؤ کو حذف نہ کیا جاتا؟

جواب: آپ کی بات یقیناً درست ہے لیکن یہاں پر مقصود تخفیف ہے اور واؤ کو حذف کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی پس جب تخفیفاً یاء والے صیغوں سے واؤ کو علت کی بناء پر حذف کیا گیا تو تخفیفاً واؤ کو تاء والے صیغوں سے بھی حذف کر دیا گیا اگرچہ علتِ مذکورہ موجود نہیں ہے۔

سوال:۱۲: یَضَعُ میں واؤ کو کیوں حذف کیا گیا جبکہ یہاں عین کلمہ مکسور نہیں ہے بلکہ مفتوح ہے کیونکہ اس کی اصل یَوْضَعُ ہے؟

جواب: یَضَعُ اصل میں یَوْضِعُ تھا لہذا یَعِدُ کی طرح یہاں بھی واؤ کو گرا دیا گیا تو یَضِعُ ہو گیا، اب چونکہ کسرہ ثقیل ہے عین کلمہ حرفِ حلقی ہے جو کہ وہ بھی ثقیل ہے لہذا اس ثقل کو دور کرنے کے لئے کسرہ کو فتحہ سے بدل دیا گیا تو یَضَعُ ہو گیا۔

سوال:۱۳: وَعَدَ یَعِدُ۔ وَہَبَ یَہَبُ میں بھی تو حرفِ حلقی ہے لہذا ان میں بھی فتحہ دینا چاہئے تھا؟

جواب: ان کی تعلیل اہلِ عرب کے سماع پر موقوف ہے لہذا یہ قیاسی نہیں بلکہ سماعی ہیں۔

سوال:۱۴: بابِ افعال کے فعلِ مضارع یُوْعِدُ سے واؤ کو کیوں نہیں حذف کیا جاتا حالانکہ واؤ، یاء اور کسرہ کے درمیان واقع ہے؟

جواب: یُوْعِدُ اصل میں یُأَوْعِدُ تھا پس اس میں واؤ کو حذف نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہاں پر وہ سبب نہیں پایا جاتا جو یَوْعِدُ میں تھا کیونکہ یہاں پر واؤ اور یاء کے درمیان ہمزۂ مقدرہ مانع ہے۔

سوال:۱۵: مِیْعَدٌ اسمِ آلہ کی اصل کیا ہے اور اس کی تعلیل کیسے ہوئی ہے؟

جواب: اسمِ آلہ مِیْعَدٌ اصل میں مِوْعَدٌ تھا، واؤ کسرہ کے بعد واقع ہوئی لہذا واؤ کو یاء سے بدل دیا کیونکہ عربوں کے یہاں کسرہ اور واؤ ساکن کے درمیان کوئی رکاوٹ ہو تب بھی واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں جیسے قِنْوَۃٌ سے قِنْیَۃٌ، پس کسرہ اور واؤ کے درمیان نونِ ساکن کی رکاوٹ تھی پھر بھی واؤ کو یاء سے بدل دیا تو یہاں مِوْعَدٌ میں کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے لہذا یہاں بدرجۂ اولی واؤ کو یاء سے بدلا جائے گا۔

اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِی الْاَجْوَفِ

پانچواں باب اجوف کے بیان میں

سوال:۱: اجوف کو اجوف کیوں کہتے ہیں نیز اس کے کتنے نام ہیں؟

جواب: اجوف کا جوف یعنی عین کلمہ حرفِ صحیح سے خالی آتا ہے لہذا اسی لئے اسے اجوف کہتے ہیں۔اور اس کو ذو ثلاثہ بھی کہتے ہیں۔اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ماضی متکلم میں اس کے تین حرف ہوجاتے ہیں جیسے قُلْتُ۔بِعْتُ۔وغیرہ۔اور اس کو معتل العین بھی کہتے ہیں کہ اس کا عین کلمہ حرفِ علت ہوتا ہے جیسے قَالَ۔یوں اس کے تین نام ہوئے۔

نوٹ: اگرچہ ماضی مخاطب میں بھی تین حرف ہوتے ہیں لیکن متکلم سے کلام کی ابتداء ہوتی ہے اس لئے یہاں پر صیغۂ متکلم کا ذکر کیا گیا ہے۔

سوال۲: اجوف کتنے اور کون کون ابواب سے آتا ہے؟

جواب: اجوف تین ابواب سے آتا ہے۔

(۱) فَعَلَ یَفْعُلُ قَالَ یَقُوْلُ۔ (۲) فَعَلَ یَفْعِلُ بَاعَ یَبِیْعُ۔ (۳) فَعِلَ یَفْعَلُ خَافَ یَخَافُ۔

سوال:۳: طَالَ یَطُوْلُ جو اصل میں طَوُلَ یَطُوْلُ باب کَرُمَ یَکْرُمُ سے آتا ہے لہذا آپ نے جو بیان کیا کہ اجوف تین ابواب سے آتا ہے درست نہیں ہوا؟

جواب: یہ صرف بنو تمیم کی لغت میں آتا ہے جس کی وجہ سے یہ مثال شاذ ہے۔

سوال:۴: بعض صرفیوں نے اعلال کے باب میں ایک ایسا قاعدہ بیان کیا ہے جو جامع ہے اس کی وضاحت کریں؟

جواب: بعض صرفیوں نے اعلال کے باب میں ایک ایسا قاعدہ بیان کیا ہے جس کی رعایت سے تعلیل کے تمام مسائل حل ہوجاتے ہیں اور وہ قاعدہ یہ ہے۔ فاءِ کلمہ کے علاوہ جہاں بھی حرفِ علت واقع ہو اس میں تعلیل کی سولہ صورتیں بنتی ہیں کیونکہ حرفِ علت کی چار حالتیں ہوں گی کہ اس حرفِ علت پر فتحہ ہوگا یا ضمہ یا کسرہ یا سکون ہوگا، نیز حرفِ علت کا ماقبل بھی انہیں چار حالتوں پر ہوگا، اس طرح چار کو چار سے ضرب دیں تو سولہ صورتیں حاصل ہوتی ہیں، لیکن ان میں سے ایک کو چھوڑ دیا جاتا ہے یعنی جب حرفِ علت ساکن ہو اور اس کا ماقبل بھی ساکن ہو۔کیونکہ اس سے اجتماع ساکنین لازم آتا ہے لہذا اس طرح صرف پندرہ صورتیں رہ جاتی ہیں۔

پہلی چار صورتیں

حرفِ علت: (۱) ساکن ہوگا۔ (۲) مفتوح ہوگا۔ (۳) مکسور ہوگا۔ (۴) مضموم ہوگا۔

اور حرفِ علت کا ماقبل: (۱) مفتوح ہو۔

جیسے: (۱) قَوْلٌ۔ (۲) بَیَعَ۔ (۳) خَوِفَ۔ (۴) طَوُلَ۔

سوال:۵: پہلی صورت قَوْلٌ میں تعلیل ہوگی یا نہیں ہوگی، اگر نہیں ہوگی تو اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: پہلی صورت یعنی قَوْلٌ میں تعلیل نہیں ہوگی کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب حرفِ علت ساکن ہو تو اسے ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدلتے ہیں، اس لئے کہ ساکن حرف کی طبیعت میں ضعف ہوتا ہے اور ماقبل حرف کا تقاضا بھی ہوتا ہے کہ اپنے مابعد ساکن حرفِ علت کو اپنی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدل لے جیسے مِوْزَانٌ سے مِیْزَانٌ۔لیکن اگر ساکن حرفِ علت کا ماقبل حرف مفتوح ہو تو ساکن حرفِ علت کو نہیں بدلا جائے گا کیونکہ فتحہ کی حرکت ضعیف ہوتی ہے، لیکن بعض لوگوں کے نزدیک بدلنا جائز ہے جیسے قَوْلٌ سے قَالٌ۔

سوال۶: اَغْزَوْتُ میں واؤ ساکن ماقبل مفتوح ہونے کے باوجود واؤ کو یاء سے بدل کر اَغْزَیْتُ پڑھتے ہیں ایسا کیوں؟

جواب: اس مثال میں واؤ کا بدلنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ واؤ ساکن ماقبل مفتوح ہے بلکہ یُغْزِیْ کی اتباع میں واؤ کو یاء سے بدلا گیا ہے۔

سوال:۷: کَوْنُوْنَۃٌ میں واؤ ساکن ماقبل مفتوح ہونے کے باوجود واؤ کو یاء سے بدل کر کَیْنُوْنَۃٌ پڑھتے ہیں ایسا کیوں؟

جواب: خلیل کے نزدیک یہ اصل میں کَیْوَنُوْنَۃٌ تھا واؤ کو یاء سے بدلا پھر یاء کو یاء میں ادغام کیا تو کَیَّنُوْنَۃٌ ہوا پھر تخفیف کی غرض سے ایک یاء کو گرا دیا تو کَیْنُوْنَۃٌ ہوگیا جیسے مَیِّتٌ کہ یہ اصل میں مَیْوِتٌ تھا پس واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا تو مَیِّتٌ ہوگیا، یہاں بھی تخفیف کی خاطر یاء کو گرانا جائز ہے۔

اور بعض لوگوں کے نزدیک کَیْنُوْنَۃٌ اصل میں کُوْنُوْنَۃٌ تھا، پس کاف کو فتحہ دے دیا تا کہ صَیْرُوْرَۃٌ۔غَیْبُوْبَۃٌ۔قَیْلُوْلَۃٌ جیسے مصادر میں یاء کو واؤ سے نہ بدلنا پڑے پھر یائی مصادر کی اتباع کرتے ہوئے کَوْنُوْنَۃٌ کی واؤ کو یاء سے بدل دیا گیا تو کَیْنُوْنَۃٌ ہوگیا۔

سوال:۸: یائی مصادر کی اتباع کیوں ضروری سمجھی گئی ہے؟

جواب: چونکہ یائی مصادر کثیر ہیں اور یہی وجہ ہے کہ واوی مصادر کے صرف چند الفاظ ہیں جیسے کَیْنُوْنَۃٌ۔دَیْمُوْمَۃٌ۔سَیْدُوْدَۃٌ۔ہَیْعُوْعَۃٌ۔پس کثیر ہونے کی وجہ سے یائی مصادر کی اتباع کی گئی ہے۔

سوال:۹: دوسری، تیسری اور چوتھی صورت بَیَعَ خَوِفَ طَوُلَ میں تعلیل کی کیا صورت ہے؟

جواب: پہلی، دوسری اور تیسری صورت بَیَعَ خَوِفَ طَوُلَ کے بارے میں ابن جنی نے کہا ہے کہ حرفِ علت کو بدلے کے لئے اسے پہلے تخفیف کی وجہ سے

ساکن کریں گے پھر ماقبل فتحہ ہونے کی وجہ سے حرفِ علت کو الف سے بدل دیں گے جیسے بَاعَ خَافَ طَالَ ۔
لیکن اس قلب کے لئے سات شرطیں ہیں۔

(۱) حرفِ علت فعل میں ہو یا ایسے اسم میں ہو جو فعل کے وزن پر ہو جیسے قَوَلَ سے قَالَ ۔ دَوَرٌ سے دَارٌ ۔

(۲) حرفِ علت کی حرکت عارضی نہ ہو جیسے قَوَلَ سے قَالَ ۔ اور دَعَوُا میں واؤ کی حرکت عارضی ہے لہذا اس میں تعلیل نہیں ہوگی۔

(۳) حرفِ علت کے ماقبل کا فتحہ سکون کے حکم میں نہ ہو جیسے عَوِرَ کہ اس میں تعلیل نہیں ہوگی کیونکہ اس میں عین کا فتحہ سکون کے حکم میں ہے۔

(۴) کلمہ کے معنی میں اضطراب نہ ہو لہذا حَیَوَانٌ میں تعلیل نہیں ہوگی کیونکہ اس کے معنی میں اضطراب ہے۔

(۵) اس کلمہ میں دو تعلیل کا جمع ہونا لازم نہ آئے لہذا طَوٰی میں تعلیل نہیں ہوگی ورنہ تو دو تعلیل کا جمع ہونا لازم آئے گا۔

(۶) فعلِ مضارع میں دو حرفِ علت ملے ہوئے نہ ہوں لہذا حَیِیَ میں تعلیل نہیں ہوگی ورنہ تو فعلِ مضارع یَحْیٰ میں دو حرفِ علت جمع ہو جائیں گے۔

(۷) حرفِ علت کو اصل پر دلالت کرنے کے لئے بغیر تعلیل کے نہ چھوڑا گیا ہو لہذا قَوَدٌ میں تعلیل نہیں ہوگی کہ اس میں واؤ کو اصل پر دلالت کرنے کے لئے چھوڑا گیا ہے۔

نوٹ: اسی وجہ سے قَالَ جو اصل مین قَوَلَ تھا اور دَارٌ جو اصل میں دَوَرٌ تھا جیسے صیغوں میں تعلیل کی جائے گی کیونکہ ان میں تمام شرائط پائی جاتی ہیں۔

سوال:۱۰: دِیَارٌ ۔ قِیَامٌ ۔ سِیَاطٌ اسم ہین اور ان کا وزن فعل کے وزن پر بھی نہیں ہے کہ ان کی اصل دِوَارٌ ۔ قِوَامٌ ۔ سِوَاطٌ ہے مگر پھر بھی ان میں تعلیل ہوئی ہے ایسا کیوں؟

جواب: رحمۃ اللہ علیہ دِیَارٌ میں اس کی واحد دَارٌ کی اتباع کرتے ہوئے تعلیل کی گئی ہے، اور قِیَامٌ میں اس کے فعل قَامَ کی اتباع کرتے ہوئے تعلیل کی گئی ہے، اور سِیَاطٌ میں اس کی واحد سَوْطٌ کی اتباع کی گئی ہے کہ سَوْطٌ کی واؤ ساکن ہونے کی وجہ سے دَارٌ کے الف کے مشابہ ہے۔ اور ان میں واحد کی اتباع اس لئے کی گئی ہے کہ واحد اصل ہے اور جمع اس کی فرع ہے۔ پس یہ اسماء اگرچہ نہ فعل ہیں اور نہ فعل کے وزن پر لیکن محض متابعت کی بناء پر ان میں تعلیل کی جاتی ہے۔

سوال:۱۱: اَلْحَوَکَۃُ ۔ اَلْخَوَنَۃُ ۔ جَیَدٰی ۔ صَوَرٰی یہ ایسے اسماء ہیں جو فعل کے وزن پر ہیں لیکن ان میں تعلیل نہیں ہوئی اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: ان اسماء میں موجود علامتِ تانیث کی وجہ سے یہ اسماء فعل کے وزن سے نکل گئے ہیں کیونکہ فعل میں علامتِ تانیث ۃ اور الفِ مقصورہ نہیں آتا، پس شروع کے دو میں گول ۃ اور آخر کے دو میں الفِ مقصورہ علامتِ تانیث موجود ہے لہذا شرطِ اوّل کے مفقود ہونے کی وجہ سے ان میں تعلیل نہیں ہوگی۔

سوال:۱۲: دَعَوُا الْقَوْمَ میں دَعَوُا فعل ہے اس میں تو تعلیل ہونی چاہئے تھی مگر نہیں ہوئی اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: دَعَوُا کے واؤ کی حرکت عارضی ہے جب کہ تعلیل کے لئے دوسری شرط حرکت کا عارضی نہ ہونا ہے جیسے عَوِرَ اور اِجْتَوَرَ میں حرفِ علت کی حرکت عارضی ہے کیونکہ عَوِرَ کی عین اَعْوَرَ ۔ کے عین کے حکم میں ہے اور اِجْتَوَرَ ۔ کی تاء تَجَاوَرَ ۔ کے الف کے حکم میں ہے اور یہ دونوں ساکن ہیں لہذا شرطِ ثانی کے مفقود ہونے کی وجہ سے ان میں تعلیل نہیں ہوگی۔

سوال:۱۳: حَیَوَانٌ میں تعلیل کیوں نہیں ہوتی؟

جواب: رحمۃ اللہ علیہ حَیَوَانٌ میں تعلیل اس لئے نہیں ہوئی کہ اس کی حرکت اس کے اضطراب کے معنی پر دلالت کرتی ہے یعنی حَیَوَانٌ کے حرکت کرنے پر، کہ جو حیوان ہوگا وہ بالضرور حرکت کرے گا لہذا اس میں شرطِ رابع کے مفقود ہونے کی وجہ سے تعلیل نہیں ہوگی، نیز اس کے آخر میں الف اور نون ہونے کی وجہ سے یہ وزن فعل سے نکل گیا ہے پس شرطِ اوّل کے مفقود ہونے کی وجہ سے بھی اس میں تعلیل نہیں ہوگی۔

سوال رحمۃ اللہ علیہ: مَوَتَانِ میں کیوں تعلیل نہیں کی گئی حالانکہ اس میں حرفِ علت کی حرکت معنیٔ اضطراب پر دلالت نہیں کرتی کہ جو مردہ ہو وہ کیسے حرکت کرے گا؟

جواب: مَوَتَانِ میں تعلیل اس لئے نہیں کی گئی ہے کہ اسے حَیَوَانٌ پر محمول کیا گیا ہے حالانکہ یہ حیوان کی نقیض ہے اور اہلِ عرب نقیضین کو ایک دوسرے پر محمول کرتے ہیں۔

سوال:۱۵: طَوٰی مین تعلیل کیوں نہیں کی گئی ہے؟

جواب: طَوٰی کی واؤ میں اس لئے تعلیل نہیں کی گئی کہ دو اعلال جمع نہ ہوں کیونکہ یہ اصل میں طَوَیَ تھا پس یاء کو الف سے بدلا تو طَوا ہو گیا اب اگر واؤ کو بھی الف سے بدلیں گے تو دو الف کا اجتماع لازم آئے گا جس سے اجتماعِ ساکنین ہوگا، نیز ایک کلمہ میں دو اعلال کا جمع ہونا بھی لازم آئے گا لہذا شرطِ خامس کے مفقود ہونے کی وجہ سے اس میں تعلیل نہیں ہوگی۔

سوال:۱۶: طَوَیَا فعلِ ماضی صیغہ تثنیہ مذکر غائب میں تو دو اعلال لازم نہیں آ رہے پھر کیوں تعلیل نہیں کی گئی؟

جواب: رحمۃ اللہ علیہ طَوَیَا مین اگرچہ دو اعلال جمع نہیں ہوتے لیکن طَوٰی پر محمول کرتے ہوئے اس میں تعلیل نہیں کی گئی ہے۔

سوال رحمۃ اللہ علیہ: حَیِیَ میں تعلیل کر کے یاء کو الف سے کیوں نہیں بدلا گیا؟

جواب: حَیِیَ مین پہلی یاء کو اس لئے نہیں بدلا گیا کہ اس صورت میں حَایَ بن جاتا اور پھر مستقبل میں یَحَایُ ہو کر آخر میں یاء پر ضمہ آ جاتا اور ناقص مضارع کے آخر میں ضمہ نہیں آتا کہ ضمہ کا آنا ثقیل ہے اور دوسری یاء کا ماقبل مفتوح بھی نہیں کہ اسے الف سے بدل دیں اور اگر ماقبل مفتوح ہوتا بھی تو ایک کلمہ میں دو اعلال لازم آتا پس ان خرابیوں کے پیشِ نظر حَیِیَ میں تعلیل نہیں کی گئی ہے، نیز شرطِ سادس کے مفقود ہونے کی وجہ سے تعلیل نہیں ہوگی۔

سوال:۱۸: قَوَدٌ مین تعلیل نہ کرنے کی کیا وجہ ہے حالانکہ حرفِ علت متحرک ماقبل مفتوح ہے؟

جواب: قَوَدٌ کی واؤ کو اصل پر دلالت کرنے کے لئے چھوڑا گیا ہے کہ وہ واؤ اس کے واوی ہونے پر دلالت کرے اور اگر اس میں تعلیل کر کے قَادٌ بنائیں تو معلوم نہ ہو سکے گا کہ یہ کلمہ اجوفِ واوی ہے یا اجوفِ یائی، ایسے ہی صَیَدٌ میں بھی تعلیل نہیں ہوگی کہ اس کی یاء اصل پر دلالت کرنے کے لئے چھوڑی گئی ہے پس شرطِ سابع کے مفقود ہونے کی وجہ سے اس میں تعلیل نہیں ہوگی۔

دوسری چار صورتیں

حرفِ علت: (۱) ساکن ہوگا۔ (۲) مفتوح ہوگا۔ (۳) مکسور ہوگا۔ (۴) مضموم ہوگا۔

اور حرفِ علت کا ماقبل: (۱) مضموم ہو۔

جیسے: (۱) مُیْسِرٌ۔ مُوْعِدٌ۔ (۲) لَنْ یَّدْعُوَ۔ غُیَبَةٌ۔ (۳) قُوِلَ۔ بُیِعَ۔ (۴) یَغْزُوُ۔

سوال:۱۹: پہلی صورت مُیْسِرٌ۔ مُوْعِدٌ میں کس طرح تعلیل ہوگی؟

جواب: پہلی صورت مُیْسِرٌ میں یاء کو ماقبل ضمہ کی وجہ سے واؤ سے بدل دیں گے تو مُوْسِرٌ ہو جائے گا۔ اور مُوْعِدٌ میں واؤ اپنی حالت پر برقرار رہے گی۔

سوال:۲۰: دوسری صورت لَنْ یَّدْعُوَ۔ غُیَبَةٌ میں کس طرح تعلیل ہوگی؟

جواب: دوسری صورت لَنْ یَّدْعُوَ۔ غُیَبَةٌ میں تعلیل نہیں ہوگی کیونکہ حرفِ علت پر فتحہ ہے اور فتحہ خفیف حرکت ہے، جس طرح غُیَبَةٌ اور نُوَمَةٌ میں تعلیل نہیں ہوتی اسی طرح لَنْ یَّدْعُوَ۔ غُیَبَةٌ وغیرہ میں بھی تعلیل نہیں ہوگی کیونکہ تعلیل سے مقصود تخفیف ہے اور ان امثلہ میں حرفِ علت پر فتحہ ہونے کی وجہ سے تخفیف پہلے سے ہی موجود ہے لہٰذا تعلیل کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

سوال:۲۱: تیسری صورت قُوِلَ۔ بُیِعَ میں کس طرح تعلیل ہوگی؟

جواب: تیسری صورت بُیِعَ میں آسانی کے لئے پہلے حرفِ علت کو ساکن کریں گے پھر ماقبل ضمہ ہونے کی بناء پر یاء کو واؤ سے بدل دیں گے تو بُوْعَ ہو جائے گا۔ اور قُوِلَ میں حرفِ علت کو ساکن کریں گے اور ماقبل ضمہ ہونے کی وجہ سے واؤ اپنی حالت پر برقرار رہے گا تو قُوْلَ ہو جائے گا۔

اور دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ حرفِ علت کے ماقبل کو ساکن کر کے حرفِ علت کی حرکت ماقبل حرف کی طرف نقل کر دیں گے لہٰذا اس صورت میں واؤ یاء سے بدل جائے گی جیسے قُوِلَ سے قِیْلَ۔ بُیِعَ سے بِیْعَ۔

سوال:۲۲: چوتھی صورت یَغْزُوُ میں کس طرح تعلیل ہوگی؟

جواب: چوتھی صورت یَغْزُوُ میں حرفِ علت پر ضمہ کے دشوار ہونے کی وجہ سے حرفِ علت کو ساکن کر دیں گے تو یَغْزُوْ ہو جائے گا۔

تیسری چار صورتیں

حرفِ علت: (۱) ساکن ہوگا۔ (۲) مفتوح ہوگا۔ (۳) مکسور ہوگا۔ (۴) مضموم ہوگا۔

اور حرفِ علت کا ماقبل: (۱) مکسور ہو۔

جیسے: (۱) مِوْزَانٌ۔ (۲) دَاعِوَةٌ۔ (۳) تَرْمِیِیْنَ۔ (٤) رَضِیُوْا۔

سوال:۲۳: پہلی صورت مِوْزَانٌ میں کس طرح تعلیل ہوگی؟

جواب: پہلی صورت مِوْزَانٌ میں واؤ ساکن ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدل دیں گے تو مِیْزَانٌ ہو جائے گا۔ اور اگر اجوفِ یائی ہو تو وہ اپنی حالت میں برقرار رہے گی جیسے مِیْسَارٌ۔

سوال:۲۴: دوسری صورت دَاعِوَةٌ میں کس طرح تعلیل ہوگی؟

جواب: دوسری صورت دَاعِوَةٌ میں حرفِ علت کے مفتوح ہونے کی وجہ سے اس کی طبیعت میں ضعف ہے اور ماقبل مکسور ہے جو کہ حرفِ علت کی تبدیلی کو چاہتا ہے لہٰذا واؤ کے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدل دیں گے تو دَاعِیَةٌ ہو جائے گا، اور اجوفِ یائی اپنی حالت پر باقی رہے گا جیسے رَامِیَةٌ۔

سوال:۲۵: تیسری صورت تَرْمِیِیْنَ میں کس طرح تعلیل ہوگی؟

جواب: تیسری صورت تَرْمِیِیْنَ میں تخفیف کی غرض سے حرفِ علت کو ساکن کریں گے پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے حرفِ علت کو گرا دیں گے تو تَرْمِیْنَ ہو جائے گا، اور اجوفِ واوی تَدْعِوِیْنَ میں تخفیفاً واؤ کو ساکن کریں گے پھر ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدل دیں گے اور پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے وہ یاء ساقط ہو جائے گی تو تَدْعِیْنَ ہو جائے گا۔

سوال:۲۶: چوتھی صورت رَضِیُوْا میں کس طرح تعلیل ہوگی؟

جواب: چوتھی صورت رَضِیُوْا میں تخفیف کی غرض سے حرفِ علت کو ساکن کر دیں گے پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے حرفِ علت کو گرا دیں گے تو رَضِوْا ہو جائے گا اب واؤ ماقبل مکسور ہے لہٰذا ضاد کو واؤ کی مناسبت سے ضمہ دے دیں گے تو رَضُوْا ہو جائے گا۔ اور اجوفِ واوی میں پہلے حرفِ علت کو تخفیفاً ساکن کریں گے پھر ماقبل مکسور ہونے

کی وجہ سے واؤ یاء ہوجائے گی اور پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے گرجائے گی جیسے دُعِوُوْا سے دُعِوْا اب واؤ ماقبل مکسور ہے لہذا عین کو واؤ کی مناسبت سے ضمہ دے دیں گے تو دُعُوْا ہوجائے گا۔

سوال:۲۷: دِوَلٌ میں حرفِ علت مفتوح ماقبل مکسور ہے لہذا اس واؤ کو یاء سے کیوں نہیں بدلا گیا؟

جواب: وہ اسماء جو کسی فعل سے مشتق نہ ہوں تو وہ خود بذاتِ خفیف ہوتے ہیں لہذا ان میں تعلیل کرنے کی کوئی حاجت نہیں ہے کہ تعلیل تخفیف کے لئے کی جاتی ہے اور تخفیف تو ان میں پہلے سے ہی موجود ہے، پس دِوَلٌ بھی ان اسماء میں سے ہے جو فعل سے مشتق نہیں، لہذا تعلیل بھی نہیں ہوگی۔ ہاں ان میں تعلیل کے جائز ہونے کی ایک صورت ہے اور وہ ان کا فعل کے وزن پر ہونا ہے، لیکن دِوَلٌ کسی فعل کے وزن پر نہیں ہے اس لئے اس میں تعلیل جائز نہیں ہوگی۔

چوتھی چار صورتیں

حرف علت:	(۱) ساکن ہوگا۔	(۲) مفتوح ہوگا۔	(۳) مکسور ہوگا۔	(۴) مضموم ہوگا۔
اورحرفِ علت کا ماقبل:	(۱) ساکن ہو۔			
جیسے:	(١)	(٢) يَخُوَفُ۔	(٣) يَبْيِعُ۔	(٤) يَقْوُلُ۔

سوال:۲۸: یہاں پر پہلی صورت کی مثال مذکور نہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: یہاں پر پہلی صورت کی مثال اس لئے نہیں ذکر کی گئی کہ یہ صورت باطل ہے کیونکہ حرفِ علت اور اس کے ماقبل دونوں کے ساکن ہونے سے اجتماعِ ساکنین لازم آتا ہے جو کہ محال ہے کہ قرائت ممکن نہیں، اس لئے پہلی صورت کو ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

سوال:۲۹: دوسری صورت يَخْوَفُ ۔تیسری صورت يَبْيِعُ۔اور چوتھی صورت يَقْوُلُ ۔میں کس طرح تعلیل ہوگی؟

جواب: ان تینوں صورتوں میں حرفِ علت کی حرکت نقل کرکے ماقبل حرفِ صحیح ساکن کو دے دیں گے کیونکہ حرفِ علت میں ضعف ہوتا ہے اور حرفِ صحیح قوی ہوتا ہے ،اور نقلِ حرکت کے بعد حرفِ علت سکون کی حالت میں باقی رہیں گے جیسے يَقُوْلُ۔يَبِيْعُ۔البتہ يَخْوَفُ میں حرفِ علت واؤ کا ماقبل مفتوح ہوجائے گا یعنی يَخَوْفُ، لہذا واؤ کو ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف بنادیں گے تو يَخَافُ ہوجائے گا۔اور حرفِ علت کی حرکت ماقبل کو دینے کے بعد جو سکون حرفِ علت پر آیا ہے وہ سکون عارضی ہے نہ کہ اصلی۔

سوال:۳۰: خَوْفٌ میں واؤ ساکن ماقبل مفتوح ہے لہذا واؤ کو الف سے بدلنا چاہئے تھا مگر نہیں بدلا گیا اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: خَوْفٌ میں واؤ کو الف سے نہ بدلنے کی یہ وجہ ہے کہ واؤ کا سکون سکونِ اصلی ہے لہذا اس میں سکونِ اصلی ہونے کی وجہ سے تخفیف پہلے سے موجود ہے مزید تخفیف کی حاجت نہیں ہے، کیونکہ تعلیل ثقل کو دور کرنے کے لئے ہوتی ہے جبکہ یہاں ثقل موجود ہی نہیں ہے۔

سوال:۳۱: اَدْوُرُ۔اَعْيُنُ میں تعلیل کیوں نہیں کی گئی ہے؟

جواب: ان مثالوں میں تعلیل کرنے سے بابِ افعال کے فعلِ ماضی کے صیغہ سے التباس لازم آتا ہے مثلاً اَدْوُرُ سے اَدَارُ اور اَعْيُنُ سے اَعَانُ بن جاتا اور یوں یہ اَقَامَ سے اعراب کے منفی ہونے کی صورت میں ملتبس ہوجاتے۔اور اگر اَدْوُرُ۔اَعْيُنُ واؤ اور یاء کے ضمہ کے ساتھ ہوں اور ان میں يَقُوْلُ کی طرح تعلیل کریں تو یہ اس صورت میں اَدُوْرُ۔اَعُوْنُ بن جائیں گے جو فعلِ مضارع کے صیغہ واحد متکلم سے ملتبس ہوجائیں گے، لہذا ان خرابیوں کے پیشِ نظر ان میں تعلیل نہیں کی جائے گی۔

سوال:۳۲: جَدْوَلَ میں تعلیل کیوں نہیں کی گئی ہے؟

جواب: جَدْوَلَ ملحق برباعی مجرد ہے پس اگر اس میں تعلیل کی جاتی تو وزن باقی نہ رہنے کی وجہ سے الحاق باطل ہوجاتا لہذا الحاق کو باطل ہونے سے بچانے کے لئے اس میں تعلیل نہیں کی جائے گی۔

سوال:۳۳: قَوَّمَ میں واؤ مدغم فیہ متحرک اور اس کا ماقبل یعنی مدغم ساکن ہے پھر بھی اس میں تعلیل نہیں کی گئی؟

جواب: اعلال کی دو قسم ہیں (۱) اعلال حقیقی۔(۲) اعلالِ حکمی۔اور یہاں پر تعلیل کرنے سے اعلالِ حکمی میں اعلال حقیقی لازم آتا ہے اور یہ اہلِ عرب کے نزدیک یہ ناجائز ہے۔ادغام کو اعلالِ حکمی کہتے ہیں کیونکہ یہ بھی تعلیل کی ایک قسم ہے، لہذا اس خرابی کے پیشِ نظر اس میں تعلیل حقیقی نہیں کی جائے گی۔

سوال:۳۴: اَلرَّمْيُ میں تعلیل کیوں نہیں کی گئی ہے؟

جواب: اَلرَّمْيُ میں تعلیل کرنے سے اسمِ معرب کے آخر میں سکون لازم آتا ہے جو کہ درست نہیں ہے کیونکہ اَلرَّمْيُ سے اَلرَّمُيْ ہوجائے گا اور پھر یاء کے ماقبل ضمہ کی وجہ سے یاء کو واؤ سے بدلیں گے تو اَلرَّمُوْ ہوجائے گا، اور اَلرَّمُيْ۔اَلرَّمُوْ ان دونوں صورتوں میں اسمِ معرب کا آخر ساکن ہوجاتا ہے جو کہ اسمِ معرب کے آخر کا ساکن ہونا درست نہیں ہے کیونکہ اسمِ معرب کا آخر محلِّ اعراب ہوتا ہے لہذا سکون کی وجہ سے اعراب ظاہر نہ ہوسکے گا۔

سوال:۳۵: عَصَا بھی تو اسمِ معرب ہے اس میں آخری حرف کا سکون کیوں جائز ہے؟

جواب: عَصَا اسمِ معرب ہے اور اس کے آخری حرف کا سکون اس لئے جائز ہے کہ اس کے آخر کا ماقبل متحرک ہے جب کہ اَلرَّمْيُ میں آخر کا ماقبل ساکن ہے۔

سوال:۳۶: تَقْوِيْمٌ۔تِبْيَانٌ۔مِقْوَالٌ۔مِخْيَاطٌ میں تعلیل کیوں نہیں ہوتی؟

جواب: چونکہ یہاں حرفِ علت کے بعد والا حرف ساکن ہے، پس اگر حرفِ علت کی حرکت نقل کرکے ماقبل حرف کو دیں تو اجتماعِ ساکنین لازم آئے گا جیسے

تَقْوِیْمٌ ،لہذا اجتماع ساکنین سے بچنے کے لئے ان میں تعلیل نہیں ہوتی۔

سوال:۳۷: مِخْیَطٌ میں تعلیل کیوں نہیں کی گئی ہے حالانکہ حرف علت کے بعد والا حرف ساکن نہیں ہے؟

جواب: مِخْیَطٌ مِخْیَاطٌ کا مخفف ہے یعنی کمی کر کے بنایا گیا ہے لہذا مِخْیَاطٌ کی اتباع میں یہاں پر بھی تعلیل نہیں ہوگی۔

سوال:۳۸: اِقَامَۃٌ جو اصل میں اِقْوَامٌ تھا اس میں تعلیل کیوں کی گئی ہے حالانکہ یہ بھی تو تَقْوِیْمٌ کی طرح ہے کہ حرفِ علت کے بعد والا حرف ساکن ہے؟

جواب: اِقْوَامٌ میں تعلیل اَقَامَ کی اتباع میں کی گئی ہے۔

سوال:۳۹: جب اِقْوَامٌ میں اَقَامَ کی اتباع میں تعلیل کی گئی ہے تو تَقْوِیْمٌ میں قَامَ کی اتباع میں تعلیل کرنی چاہئے تھی کہ قَامَ ثلاثی مجرد ہے اور ثلاثی مجرد تعلیل میں اصل ہوتا ہے

جواب: تَقْوِیْمٌ کی ماضی قَوَّمَ ہے لہذا قَامَ کی اتباع باطل ہوگئی اگر چہ قَامَ تعلیل میں اصل ہے کیونکہ قَوَّمَ تَقْوِیْمٌ کی ماضی ہے پس اخوت کی بناء پر جو نسبت تَقْوِیْمٌ سے قَوَّمَ کو حاصل ہے وہ قَامَ کو تَقْوِیْمٌ سے حاصل نہیں ہے، اور اگر تَقْوِیْمٌ میں تعلیل کریں گے بھی تو قَوَّمَ کی اتباع میں کریں گے کہ وہ اس کی ماضی ہے، لیکن قَوَّمَ میں تعلیل حکمی کی وجہ سے تعلیلِ حقیقی نہیں ہو سکتی لہذا اس کے مصدر میں بھی تعلیلِ حقیقی نہیں ہوگی۔

سوال:۴۰: قَامَ میں تعلیل ہوتی ہے پھر اس کی اتباع میں اَقَامَ میں تعلیل ہوتی ہے اس لحاظ سے قَامَ کو قوت حاصل ہوگئی کہ اس کی اتباع کی جاتی ہے پس جب قَامَ کو قوت حاصل ہوگئی تو اس قوت کی بنیاد پر قَامَ کی اتباع کرتے ہوئے تَقْوِیْمٌ میں تعلیل کی جانی چاہئے تھی؟

جواب: اَقَامَ قَامَ کو تقویت پہونچانے کی صلاحیت نہیں رکھتا کیونکہ اَقَامَ ثلاثی مجرد نہیں ہے اور نہ تعلیل میں اصل ہے۔

سوال:۴۱: مَا اَقْوَلَہٗ ۔ اَغْیَلَتِ الْمَرْاَۃُ میں تعلیل کیوں نہیں کی گئی حالانکہ حرفِ علت کی حرکت ماقبل کو دینے سے اجتماع ساکنین لازم نہیں آتا؟

جواب: ان میں تعلیل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اونی اصل پر دلالت کرنے کے لئے بغیر تعلیل کے چھوڑ اگیا ہے، اسی طرح اِسْتَحْوَذَ میں بھی تعلیل نہیں کی گئی۔

سوال:۴۲: قَالَ ۔ قُلْنَ میں کس طرح تعلیل ہوئی ہے؟

جواب: قَالَ اصل میں قَوَلَ تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح پس واؤ کو الف سے بدل دیا تو قَالَ ہو گیا، اور قُلْنَ اصل میں قَوَلْنَ تھا، پس واؤ کو الف سے بدلا تو قَالْنَ ہوا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے الف کو گرا دیا تو قَلْنَ ہو گیا اب قاف کو ضمہ دیا تا کہ واؤ کے محذوف ہونے پر دلالت کرے تو قُلْنَ ہو گیا۔

سوال:۴۳: خِفْنَ جو اصل میں خَوِفْنَ تھا اس میں فاء کو ضمہ کیوں نہیں دیا گیا تا کہ وہ ضمہ واؤ کے محذوف ہونے پر دلالت کرے؟

جواب: اصل قاعدہ تو یہی ہے کہ واؤ محذوفہ کی حرکت ماقبل کو دی جائے لیکن قُلْنَ میں یہ ممکن نہ تھا کیونکہ واؤ کا فتحہ قاف کو دیتے تو قاف پہلے سے ہی مفتوح تھا جیسے قَوَلْنَ پس اسی لئے قاف کو واؤ کا فتحہ نہ دے کر قاف کو ضمہ دیا واؤ محذوفہ پر دلالت کرنے کے لئے جب کہ خَوِفْنَ میں واؤ کی حرکت فاء کو دے دی کیونکہ یہاں قُلْنَ والی خرابی لازم نہیں آتی۔

سوال:۴۴: فعلِ ماضی کے صیغہ جمع مؤنث غائب اور فعلِ امر کا صیغہ جمع مؤنث حاضر دونوں کے لئے قُلْنَ آتا ہے ان دونوں صیغوں میں اشتراک پایا گیا، لہذا فرق کیسے کیا جائے گا؟

جواب: یہاں اشتراک تعلیل کے ضمن میں ہے یعنی اشتراک ضمنی ہے اور اہلِ صرف اشتراکِ ضمنی کا اعتبار نہیں کرتے کیونکہ ایسا تعلیل کے بعد ہوا ہے نہ کہ اصل وضع میں پس ان میں فرق تقدیری کریں گے یعنی قُلْنَ کو جب ماضی مانیں گے تو اس کی تقدیر قَوَلْنَ ہوگی، اور جب امر مانیں گے تو اس کی تقدیر اُقْوُلْنَ ہوگی اور ایسے ہی فعلِ ماضی معروف اور مجہول میں بھی اشتراکِ ضمنی ہے لہذا فرق تقدیراً کریں گے یعنی جب خِفْنَ معروف لیں گے تو اس کی تقدیر خَوِفْنَ ہوگی، اور جب مجہول لیں گے تو اس کی تقدیر خُوِفْنَ ہوگی۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں جو اشتراک پایا گیا ہے وہ واضع کی غفلت کی وجہ سے ہے بشرطِ کہ واضع انسان کو تسلیم کیا جائے کیونکہ بھول انسان سے واقع ہوتی ہے۔ اور اسی طرح کا اشتراک باب تَفَعُّلٌ ۔ تَفَاعُلٌ ۔ تَفَعْلُلٌ کی ماضی اور امر کے صیغہ تثنیہ اور جمع میں بھی پایا جاتا ہے مثلاً تَطَهَّرَا ۔ تَقَابَلَا ۔ تَسَرْبَلَا یہ تینوں صیغے تَفَعْلَلَا کے وزن پر ہیں۔ یوں ہی تَطَهَّرُوْا ۔ تَقَابَلُوْا ۔ تَسَرْبَلُوْا یہ تینوں صیغے تَفَعْلَلُوْا کے وزن پر ہیں پس یہ صیغے ماضی کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں اور امر کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔

سوال:۴۵: طُلْنَ ۔ قُلْنَ بظاہر ایک جیسے صیغے ہیں کیسے پتہ چلے گا کہ ان کے ابواب مختلف ہیں؟

جواب: ان کے درمیان فرق کرنا آسان ہے کیونکہ طُلْنَ کی پہچان طَوِیْلٌ سے ہوتی ہے اس لئے کہ طویل صفت مشبہ ہے اور یہ وزن عام طور پر باب كَرُمَ يَكْرُمُ سے آتا ہے جبکہ قُلْنَ نَصَرَ يَنْصُرُ سے ہے، اسی طرح خِفْنَ ۔ بِعْنَ میں ان کے مضارع سے فرق معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ يَخَافُ سے پتہ چل جاتا ہے کہ کِفْنَ کی اصل خَوِفْنَ ہے جو کہ سَمِعَ يَسْمَعُ سے ہے کیونکہ اگر فَتَحَ ۔ يَفْتَحُ سے ہوتا تو اس کے عین یا لام کلمہ میں حرفِ حلقی ہوتا حالانکہ اس کے عین یا لام کلمہ میں حرفِ حلقی نہیں ہے۔ اور يَبِيْعُ سے پتہ چل جاتا ہے کہ بِعْنَ کی اصل بَيَعْنَ ہے کیونکہ اجوف حَسِبَ يَحْسِبُ سے نہیں آتا ہے۔

سوال:۴۶: يَقُوْلُ ۔ يَقُلْنَ ۔ قُلْ میں تعلیل کس طرح ہوئی ہے؟

جواب: يَقُوْلُ: اصل میں يَقْوُلُ تھا واؤ کا ضمہ ماقبل حرف صحیح ساکن کو دے دیا تو يَقُوْلُ ہو گیا۔

يَقُلْنَ: اصل میں يَقْوُلْنَ تھا واؤ کا ضمہ ماقبل حرفِ صحیح ساکن کو دے دیا اور اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے واؤ کو گرا دیا تو يَقُلْنَ ہو گیا۔

قُلْ: اصل میں اُقْوُلْ تھا واؤ کا ضمہ ماقبل حرفِ صحیح ساکن کو دے دیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے واؤ کو گرا دیا اور شروع سے حاجت نہ ہونے کی وجہ سے ہمزہ کو بھی گرا دیا کہ اب فاءکلمہ متحرک ہو گیا ہے تو قُلْ ہو گیا۔

سوال:۴۷: قُلِ الْحَقَّ میں لام کے متحرک ہونے کی وجہ سے واؤ کے ساتھ اجتماعِ ساکنین لازم نہیں آ رہا اس کے باوجود بھی قُلِ الْحقأ۔ سے واؤ کو گرا دیا گیا ایسا کیوں؟

جواب: یہاں پر لام کی حرکت عارضی ہے کیونکہ لام پر کسرہ التقائے ساکنین کی ضرورت کی بناء پر لایا گیا ہے پس لام تقدیراً ساکن ہے کیونکہ لام کی حرکت خارج سے آئی ہے۔

سوال:۴۸: قُوْلَا۔قُوْلَنَّ مین واؤ کو کیوں نہیں حذف کیا گیا ہے؟

جواب: ان میں واؤ کو اس لئے نہیں حذف کیا گیا ہے کہ یہاں لام کی حرکت داخلی چیزوں یعنی فاعل کے الف اور نونِ تاکید کے ساتھ حاصل ہوئی ہے، فاعل تو فعل میں داخل ہوتا ہے یہ تو ظاہر ہے اور نونِ تاکید بھی داخلی شمار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ فعلِ مضارع نونِ تاکید کے ساتھ مبنی ہوتا ہے جیسے هَلْ يَفْعَلَنَّ۔

سوال:۴۹: دَعَتَا جو اصل میں دَعَوَتَا تھا پھر ماقبل مفتوح کی وجہ سے واؤ الف ہو گئی تو دَعَاتَا ہوا پس دَعَتَا سے الف کو کیوں گرایا گیا جبکہ تاء کی حرکت الفِ فاعل کے ذریعہ حاصل ہوئی ہے اور وہ داخلی ہے؟

جواب: دَعَتَا کی تاءنفسِ کلمہ میں سے نہیں بلکہ یہ تائے تانیث فاعل کے بیان کے لئے ہے لہذا تاء کو داخلی نہیں شمار کیا جائے گا، لیکن قُوْلَا میں لام اصلی یعنی داخلی ہے۔

سوال:۵۰: قَائِلٌ اسمِ فاعل کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: قَائِلٌ اصل میں قَاوِلٌ تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح لہذا واؤ کو الف سے بدلا جیسے کہ کَسَاءٌ میں کہ اس کی اصل کَسَاوٌ ہے، لہذا بعدِ ابدال قَاْاْلٌ ہوا اب دو الف ساکن جمع ہو گئے لیکن ان میں سے کسی ایک الف کو گرا بھی نہیں سکتے کیونکہ اس صورت میں قَالٌ ہو جائے گا اور یوں فعلِ ماضی سے التباس لازم آتا لہذا واؤ سے بدلے ہوئے الف کو حرکت دے دی تو وہ ہمزہ بن گیا اور یوں قَائِلٌ ہو گیا۔

سوال:۵۱: قَاوِلٌ میں واؤ متحرک ہے لیکن اس کا ماقبل مفتوح نہیں بلکہ الف ساکن ہے پھر کیسے واؤ کو الف سے بدل دیا گیا؟

جواب: الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے لہذا وہ کوئی مضبوط رکاوٹ نہیں بنتا اس وجہ سے اس کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے جس طرح کَسَاءٌ میں الف کا کچھ اعتبار نہیں کیا گیا ہے۔

سوال:۵۲: کیا واؤ اور یاء سے بدلے ہوئے ہمزہ کو گرا سکتے ہیں؟

جواب: بعض کلمات میں واؤ اور یاء سے بدلے ہوئے ہمزہ کو گرا بھی دیتے ہیں جیسے هَاعٍ۔لَاعٍ، اصل میں هَائِعٌ۔لَائِعٌ تھا اسی سے اللہ تبارک وتعالی کا فرمان بُنْيَانُهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ۔پس هَارٍ اصل میں هَائِرٌ تھا پس یاء کو ہمزہ سے بدل کر گرا دیا۔

سوال:۵۳: کیا اسمِ فاعل میں قلب بھی ہوتا ہے؟

جواب: بعض اوقات اسمِ فاعل قلب کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے شَاكٍ اصل میں شَاوِكٌ تھا پس واؤ کو کاف اور کاف کو واؤ کی جگہ لے گئے تو شَاكِوٌ بنا جو تنوین کی صورت میں شَاكِوُنْ ہوگا پس واؤ پر ضمہ دشوار لہذا ضمہ کو گرا دیا تو شَاكِوْنْ بنا اب اجتماعِ ساکنین کی بناء پر واؤ کو بھی گرا دیا تو شَاكِنْ بنا اب نو کو تنوین کی صورت میں لے آئے تو شَاكٍ ہوا، اور حَادٍ اصل میں وَاحِدٌ تھا، واؤ کو آخر میں لے گئے تو اب شروع میں الفِ ساکن بچا اور ساکن سے ابتداء محال ہے لہذا الف کو حاء کے بعد لے گئے تو حَادِوٌ ہو گیا یعنی حَادِوُنْ، پھر شَاكٍ والی تعلیل کی گئی تو حَادٍ ہو گیا۔

سوال:۵۴: کیا حرف کا قلب جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! اہلِ صرف کے نزدیک قلب جائز ہے یعنی ایک حرف کو دوسرے کی جگہ میں لے جانا جائز ہے جیسے قِسِيٌّ جو اصل میں قُوُوْسٌ تھا پس سین کو دونوں واؤ سے مقدم کیا تو قُسُوْوٌ ہو گیا اب واؤ طرف میں واقع ہوئی لہذا اسے یاء سے بدل دیا پھر پہلے واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا اور یاء کی مناسبت سے سین کو اور سین کی اتباع میں کاف کو کسرہ دے دیا تو قِسِيٌّ ہو گیا، اسی طرح اَيْنُقٌ اصل میں اَنْوُقٌ تھا پس واؤ کو نون پر مقدم کیا تو اَوْنُقٌ ہوا پھر خلافِ قیاس واؤ کو یاء سے بدل دیا تو اَيْنُقٌ ہو گیا۔

سوال:۵۵: مَقُوْلٌ اسمِ مفعول میں کس طرح تعلیل ہوئی ہے؟

جواب: مَقُوْلٌ اصل میں مَقْوُوْلٌ تھا پس واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل حرفِ صحیح ساکن کو دے دیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے ایک واؤ کو گرا دیا تو مَقُوْلٌ بنا۔

سوال:۵۶: مَقْوُوْلٌ کی دونوں واؤ میں سے کس واؤ کو حذف کریں گے واؤِ اصلی کو یا واؤِ زائد کو؟؟

جواب: عند سیبویہ: واؤِ زائدہ کو حذف کریں گے کیونکہ زائد کا حذف کرنا اولی ہے بمقابلۂ واؤِ اصلی کے۔

عند اخفش: واؤِ اصلی کو حذف کریں گے کیونکہ واؤِ زائدہ علامت ہے اور علامت حذف نہیں ہوتی۔

جوابِ سیبویہ: علامت کو حذف کرنا اس وقت جائز نہیں ہوتا جب اور دوسری علامت موجود نہ ہو اور اگر کسی جگہ دو علامت ہوں تو ایک کو حذف کرنا جائز ہوتا ہے جیسے

مُسْلِمَتَاتٌ سے مُسْلِمَاتٌ کیا پس مَقْوُوْلٌ میں دو علامتیں ہیں (۱) میم (۲) واؤِ ثانی۔ پس یہاں پر ایک علامت کو حذف کرنا درست ہے۔

نوٹ: پس سیبویہ کے نزدیک مَقُوْلٌ کا وزن مَفُعْلٌ ہوگا، اور اخفش کے نزدیک مَقُوْلٌ کا وزن مَفُوْلٌ ہوگا۔

سوال:۵۷: مَبِیْعٌ میں کس طرح تعلیل ہوتی ہے؟

جواب: مَبِیْعٌ اصل میں مَبْیُوْعٌ تھا پھر اس میں یَبِیْعُ کی طرح تعلیل ہوئی تو واؤ اور یاء دو ساکن جمع ہو گئے پس سیبویہ کے نزدیک واؤ کو حذف کر دیا تو مُبُیْعٌ ہو گیا پھر یاء کو سلامت رکھنے کے لئے باء کے ضمہ کو کسرہ سے بدلا تو مَبِیْعٌ ہو گیا۔ اور اخفش کے نزدیک یاء کو حذف کر کے ماقبل کو کسرہ دیا تو مَبِوْعٌ ہو گیا پھر واؤ کو یاء سے بدل دیا جس طرح مِوْزَانٌ میں واؤ کو یاء سے بدلا گیا ہے تو مَبِیْعٌ ہو گیا۔ اب مَبِیْعٌ کا وزن سیبویہ کے نزدیک مَفِعْلٌ ہوگا جبکہ اخفش کے نزدیک مَفِیْلٌ ہوگا۔

سوال:۵۸: اسم ظرف مَقَالٌ کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: اسمِ ظرف مَقَالٌ اصل میں مَقْوَلٌ تھا پس واؤ کا فتحہ ماقبل حرفِ صحیح ساکن کو دیا پھر ماقبل مفتوح کی وجہ سے واؤ الف ہو گئی تو مَقَالٌ ہو گیا۔

سوال:۵۹: مَبِیْعٌ اسمِ مفعول بھی ہے اور اسمِ ظرف بھی لہٰذا ان کے درمیان فرق کیسے کیا جائے گا؟

جواب: ان کے درمیان تقدیری فرق ہے یعنی مَبِیْعٌ جب اسمِ مفعول ہوگا تو اس کی تقدیر مَبْیُوْعٌ ہوگی، اور جب مَبِیْعٌ اسمِ ظرف ہوگا تو اس کی تقدیر مَبْیِعٌ ہوگی۔

سوال:۶۰: کیا اہلِ صرف کے نزدیک تقدیری فرق معتبر ہے؟

جواب: جی ہاں! اہلِ صرف کے نزدیک تقدیری فرق معتبر ہے جیسے فُلْكٌ واحد بھی ہے اور جمع بھی، لیکن جب اس کا سکون اُسْدٌ کے سکون کی طرح ہو تو وہ جمع ہوگا جیسے ارشادِ خداوندی ہے حَتّٰى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَ جَرَيْنَ بِهِمْ۔ میں فُلْكٌ جمع ہے، اور جب فُلْكٌ کا سکون قُرْبٌ کی راء جیسا ہو تو یہ واحد ہوگا کیونکہ اُسْدٌ جمع ہے اور قُرْبٌ واحد ہے لہٰذا فُلْكٌ بروزن اُسْدٌ جمع، اور فُلْكٌ بروزن قُرْبٌ واحد ہے، پس یہ فرق تقدیری ہے اور صرفیوں کے یہاں یہ معتبر ہے قرآنِ پاک میں واحد کی مثال فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنَ۔ ہے یہاں فُلْكٌ سے ایک کشتی مراد ہے۔

سوال:۶۱: قِيْلَ فعلِ ماضی مجہول میں کیسے تعلیل ہوئی ہے؟

جواب: قِيْلَ فعلِ ماضی مجہول اصل میں قُوِلَ تھا پس واؤ کو تخفیف کی غرض سے ساکن کیا تو قُوْلَ ہو گیا بعض حضرات نے ماضی مجہول کو قُوْلَ پڑھا ہے لیکن یہ ضعیف لغت ہے، اور دوسری قوی لغت یہ ہے کہ واؤ کا کسرہ ماقبل کو دیا اب واؤ ساکن ماقبل مکسور ہوا پس کسرہ کی موافقت میں واؤ کو یاء سے بدلا تو قِيْلَ ہو گیا، اور تیسری لغت کے مطابق اشمام کیا جائے گا تا کہ معلوم ہو کہ اس کا قبل مضموم تھا پس بِيْعَ۔ اُخْتِيْرَ۔ اُنْقِيْدَ۔ قُلْنَ۔ بِعْنَ میں بھی یہ تینوں لغات جائز ہیں۔

سوال:۶۲: اشمام کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس حرف پر وقف کیا جائے اس کو ساکن کر کے ہونٹوں سے پیش کی طرف اشارہ کرنا اشمام ہے جیسے قِيْلَ کے لام پر وقف کریں تو لام کو ادا کرتے وقت ہونٹوں سے پیش کی طرف اشارہ کرنا۔

سوال:۶۳: کیا اُقِيْمَ میں بھی یہ تینوں صورتیں جائز ہیں؟

جواب: اُقِيْمَ جو اصل میں اُقْوِمَ تھا پس اس میں اشمام جائز نہیں ہے اور نہ واؤ کا پڑھنا جائز ہے قُوْلَ کے مثل کیونکہ یہاں جب واؤ کی حرکت ماقبل کو دیں گے تو واؤ کا ماقبل یعنی قاف مضموم نہیں ہوگا بلکہ مکسور ہوگا اور نہ قاف نقلِ حرکت سے پہلے مضموم تھا۔

سوال:۶۴: قُلْنَ ماضی معروف بھی ہے اور ماضی مجہول بھی لہٰذا فرق کس طرح ہوگا؟

جواب: قُلْنَ ماضی معروف و مجہول میں بھی تقدیری فرق پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

سوال:۶۵: يُقَالُ میں کیسے تعلیل ہوگی؟

جواب: يُقَالُ اصل میں يُقْوَلُ تھا پس واؤ کی حرکت نقل کر کے حرفِ صحیح ساکن کو دی پھر واؤ ماقبل مفتوح کی وجہ سے الف ہو گئی تو يُقَالُ ہو گیا۔

اَلْبَابُ السَّادِسُ فِی النَّاقِصِ

چھٹا باب ناقص کے بیان میں

سوال:۱: ناقص کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: ناقص کو ناقص اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے آخر میں بعض اوقات حروف کے اعتبار سے اور بعض اوقات حرکت کے اعتبار سے کمی واقع ہوتی ہے جیسے یَدْعُوْ۔یَرْمِیْ میں واؤ اور یاء کی حرکت کی کمی ہوئی ہے۔اور اَلْقَاضِیُ اسم میں یاء کی حرکت کی کمی ہوئی ہے حالتِ رفع میں۔اسی طرح دَعَتْ۔رَمَتْ۔لَمْ یَدْعُ۔لَمْ یَرْمِ۔اِرْمِ۔ان سب میں حروف کی کمی واقع ہوئی ہے۔اور اسم میں حروف کی کمی کی مثال جَاءٍ۔قَاضٍ وغیرہ ہیں۔

سوال:۲: ناقص کو ذوا ربعہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: رحمۃ اللہ علیہ ناقص کو ذوا ربعہ اس لئے کہتے ہیں کہ ماضی متکلم وغیرہ کے صیغوں میں اس کے چار حروف ہوتے ہیں جیسے رَمَیْتُ۔

سوال رحمۃ اللہ علیہ: ناقص کتنے اور کن کن ابواب سے آتا ہے؟

جواب: ناقص پانچ ابواب سے آتا ہے سوائے فَعِلَ یَفْعِلُ کے۔

سوال:۴: رَمٰی کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: رَمٰی اصل میں رَمَیَ تھا پس یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے لہٰذا یاء کو الف سے بدل دیا تو رَمٰی ہوگیا قَالَ کی طرح۔

سوال:۵: رَمَوْا اصل میں کیا تھا اور اس میں کس طرح تعلیل ہوئی ہے؟؟

جواب: رحمۃ اللہ علیہ رَمَوْا اصل میں رَمَیُوْا تھا پس یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے لہٰذا یاء کو الف سے بدلا تو رَمَاْوْا ہوا اب اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے الف کو گرا دیا تو رَمَوْا ہوگیا۔

سوال رحمۃ اللہ علیہ: کیا رَمَوْا۔رَضُوْا کی تعلیل میں کچھ فرق ہے؟

جواب: رَضُوْا اصل میں رَضِیُوْا تھا پس یاء پر ضمہ ثقیل تھا لہٰذا یاء کو ساکن کر دیا تو رَضِیْوْا ہوا اب اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کر دیا اور ضاد کو ضمہ دے دیا تاکہ کسرہ سے ضمہ تقدیری یعنی واؤ کی طرف خروج لازم نہ آئے تو رَضُوْا ہوگیا۔

سوال:۷: رَمَتْ کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: رَمَتْ اصل میں رَمَیَتْ تھا پس یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے لہٰذا یاء کو الف سے بدلا تو رَمَاتْ ہوا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا تو رَمَتْ ہوگیا۔

سوال:۸: رَمَتَا اصل میں رَمَیَتَا تھا یاء کو الف سے بدلنے کی صورت میں دو ساکن جمع نہیں ہوتے جیسے رَمَاتَا پھر کیوں الف کو گرا دیا گیا؟

جواب: رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ تاء بظاہر متحرک ہے لیکن حقیقت میں وہ ساکن ہے کیونکہ تاء کی حرکت عارضی ہے۔

سوال رحمۃ اللہ علیہ: رَمَیْنَ میں کیوں تعلیل نہیں کی گئی ہے؟

جواب: رَمَیْنَ میں یاء ساکن ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے ثقل پیدا نہیں ہوتا اس لئے یہاں سے یاء کو حذف نہیں کیا گیا ہے کہ تعلیل ثقل کو دور کرنے کے لئے کی جاتی ہے اور یہاں پر ثقل موجود ہی نہیں ہے۔

سوال:۱۰: یَرْمِیْ کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: یَرْمِیْ اصل میں یَرْمِیُ تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا لہٰذا ضمہ کو گرا دیا تو یَرْمِیْ ہوگیا۔

سوال:۱۱: تَرْمِیَانِ میں تعلیل نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: رحمۃ اللہ علیہ چونکہ یہاں یاء کی حرکت فتحہ خفیف ہے لہٰذا یہاں ثقل نہ ہونے کی بناء پر تعلیل نہیں کی گئی ہے۔

سوال رحمۃ اللہ علیہ: یَرْمُوْنَ کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: یَرْمُوْنَ اصل میں یَرْمِیُوْنَ تھا پس یاء پر ضمہ ثقیل تھا لہٰذا ضمہ کو گرا دیا تو یَرْمِیْوْنَ ہوگیا اب اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرا دیا پھر میم کو ضمہ دیا تاکہ کسرہ سے واؤ کی طرف خروج لازم نہ آئے تو یَرْمُوْنَ ہوگیا۔

سوال:۱۳: یَعْفُوْنَ جمع مذکر غائب اور جمع مؤنث غائب دونوں کے لئے آتا ہے لہٰذا فرق کیسے ہوگا؟

جواب: یہاں تقدیری فرق ہوگا یعنی مذکر کا صیغہ اصل میں یَعْفُوُوْنَ اور مؤنث کا صیغہ یَعْفُوْنَ ہے،مؤنث کے صیغہ میں واؤ اصلی ہے اور نون علامتِ تانیث ہے جبکہ مذکر میں واؤ ضمیر جمع اور نون اعرابی ہے چونکہ مؤنث کے صیغہ میں نون علامتِ تانیث ہے نونِ اعرابی نہیں ہے اسی لئے اللہ تعالی کے فرمان اِلَّا اَنْ یَّعْفُوْنَ میں اَنْ ناصبہ کے باوجود نون نہیں گرتا۔

سوال رحمۃ اللہ علیہ: تَرْمِیْنَ کون سا صیغہ ہے اور اس میں کس انداز سے تعلیل ہوئی ہے؟

جواب: یہ واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، پس جمع مؤنث حاضر اصل میں بھی تَرْمِیْنَ ہے البتہ واحد مؤنث حاضر اصل میں تَرْمِیِیْنَ تھا پس یاء کو ساکن کیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرا دیا تو تَرْمِیْنَ ہوگیا۔

سوال:۱۵: اگر ناقص پر حرفِ جزم آجائے تو وہ کیا عمل کرے گا؟

جواب: اگر ناقص پر حرفِ جزم آجائے تو اس کی وجہ سے حرفِ علت گر جاتا ہے جیسے یَرْمِیْ سے لَمْ یَرْمِ۔ نیز حالتِ رفع میں وقف کی صورت میں بھی حرفِ علت گر جاتا ہے مثلاً وَ اللَّیْلِ اِذَا یَسْرِ۔ کہ یَسْرِ اصل میں یَسْرِیْ تھا۔

سوال:۱۶: اگر ناقص پر حرفِ ناصب داخل ہو تو کیا عمل کرے گا؟

جواب: جب ناقص پر حرفِ ناصب داخل ہوتا ہے تو فعل کا آخر منصوب ہوجاتا ہے جیسے لَنْ یَّرْمِیَ۔ البتہ لَنْ یَّخْشٰی میں ایسا نہیں ہوتا کیونکہ اس آخری حرف یعنی الف حرکت کو برداشت نہیں کرتا لہذا اس میں کوئی عمل ظاہر نہ ہوگا۔

سوال:۱۷: اِرْمِ کی تعلیل کس طرح ہوئی ہے؟

جواب: اِرْمِ اصل میں اِرْمِیْ تھا پس علامتِ وقف کے طور پر یاء گرگئی تو اِرْمِ ہوگیا۔

سوال:۱۸: اِرْمُوْا کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: اِرْمُوْا اصل میں اِرْمِیُوْا تھا پس یاء پر ضمہ ثقیل تھا لہذا ضمہ کو گرا دیا تو اِرْمِیْوْا ہوا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرا دیا اور میم کو ضمہ دے دیا تاکہ کسرہ سے واؤ کی طرف خروج لازم نہ آئے تو اِرْمُوْا ہوگیا۔

سوال:۱۹: اِرْمِیْ صیغہ واحد مؤنث حاضر فعلِ امر میں کس طرح تعلیل ہوئی ہے؟

جواب: اِرْمِیْ اصل میں اِرْمِیِیْ تھا اِفْعِلِیْ کے وزن پر جیسے اِضْرِبِیْ۔ پس پہلی یاء کو ساکن کیا تو اِرْمِیْیْ ہوا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے اصلی یاء کو گرا دیا تو اِرْمِیْ ہوگیا۔ یہاں پر اصلی یاء کو حذف کریں گے کیونکہ دوسری یاء علامت ہے اور علامت حذف نہیں ہوتی۔

سوال:۲۰: رَامٍ اسم فاعل کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: رَامٍ اصل میں رَامِیٌ تھا فَاعِلٌ کے وزن پر، حالتِ رفع اور جر میں نونِ تنوین کو ظاہر کر کے لکھا تو رَامِیُنْ ہوا اب یاء پر ضمہ دشوار لہذا یاء کو ساکن کیا تو اجتماعِ ساکنین ہوا گیا کیونکہ یاء اور نونِ تنوین دونوں ساکن ہیں اس لئے یاء کو گرا دیا تو رامِنْ ہوا اب نونِ تنوین کو حرکت کی صورت میں لکھا تو رَامٍ ہوگیا۔

سوال:۲۱: رَاَیْتُ رَامِیاً میں جو حالتِ نصب ہے اس میں یاء کو ساکن کیوں نہیں کرتے؟

جواب: اس لئے کہ یاء پر فتحہ خفیف ہے اور حرفِ علت کو ثقل کی وجہ سے ساکن کیا جاتا ہے جب کہ یہاں پر کوئی ثقل موجود نہیں ہے۔

سوال:۲۲: رَامُوْنَ صیغہ جمع مذکر اسمِ فاعل میں تعلیل کیسے ہوئی ہے؟

جواب: رَامُوْنَ اصل میں رَامِیُوْنَ تھا فَاعِلُوْنَ کے وزن پر پس یاء کو ساکن کیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرا دیا پھر میم کو ضمہ دیا تاکہ کسرہ سے واؤ کی طرف خروج لازم نہ آئے نیز واؤ اپنے ماقبل ضمہ چاہتی ہے تو رَامُوْنَ ہوگیا۔

سوال:۲۳: رَامِیَانِ تثنیہ کے صیغہ کو یائے متکلم کی طرف مضاف کریں گے تو کیسے پڑھیں گے؟

جواب: حالتِ رفع میں رَامِیَانِ، اور حالتِ نصب وجر میں رَامِیَیْنِ ہوگا، اب جب یائے متکلم کی طرف اضافت کریں گے تو اضافت کی وجہ سے تثنیہ کا نون گر جائے گا تو حالتِ رفع میں رَامِیَایَ اور حالتِ نصب وجر میں رَامِیَیَ ہوجائے گا کیونکہ حالتِ نصب وجر میں یاء کا یاء میں ادغام کریں گے جیسے رَامِیَیْ یَ۔

سوال:۲۴: اسمِ فاعل جمع رَامِیُوْنَ کو یائے متکلم کی طرف مضاف کر کے تینوں حالتوں میں رَامِیَّ پڑھتے ہیں ایسا کیوں؟

جواب: اسمِ فاعل جمع کا صیغہ تعلیل کے بعد رَامُوْنَ حالتِ رفع میں، اور حالتِ نصب وجر میں رَامِیْنَ ہوتا ہے پس اضافت کی وجہ سے جمع کا نون گر جاتا ہے لہذا حالتِ رفع میں رَامُوْیَ ہوگیا پس واؤ اور یاء جمع ہوگئے اور ان میں سے پہلا ساکن ہے لہذا واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کیا تو رَامُیَّ ہوگیا اب یاء کی مناسبت سے میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو رَامِیَّ ہوگیا۔ اور حالتِ نصب وجر میں رَامِیْنَ تھا پس اضافت کی وجہ سے نونِ جمع گر گیا تو رَامِیْ یَ ہوگیا پھر یاء کا یاء میں ادغام کردیا تو رَامِیّ ہوگیا۔

سوال:۲۵: حالتِ رفع میں واؤ کو یاء سے بدلا گیا ہے اس کے برعکس کیوں نہیں کیا گیا ہے؟

جواب: یاء کو واؤ سے اس لئے نہیں بدلا گیا کہ یاء خفیف ہے نیز یہ مدغم فیہ ہے اسی لئے یاء کو واؤ سے نہیں بدلا گیا ہے۔

سوال:۲۶: اسمِ مفعول مَرْمِیٌّ کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: اسمِ مفعول مَرْمِیٌّ اصل میں مَرْمُوْیٌ تھا پس واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کردیا پھر میم کو یاء کی مناسبت سے کسرہ دے دیا گیا تو مَرْمِیٌّ ہوگیا۔

سوال:۲۷: اسمِ مفعول کے تثنیہ کے صیغہ مَرْمِیَّانِ کو یائے متکلم کی طرف مضاف کریں تو کیسے پڑھیں گے؟

جواب: اسمِ مفعول کے تثنیہ کے صیغہ مَرْمِیَّانِ کو جب یائے متکلم کی طرف اضافت کریں گے تو اضافت کی وجہ سے نونِ تثنیہ گر جائے گا لہذا اب حالتِ رفع میں مَرْمِیَّایَ ہوجائے گا اور حالتِ نصب وجر میں مَرْمِیَّیَّ ہوگا کیونکہ مَرْمِیَّیْنِ سے مَرْمِیَّیْ یَ ہوگا اور پھر ادغام کے بعد مَرْمِیَّیَّ ہو جائے گا، پس یاء چار بار آئے گی، ایک یاء واؤ سے بدل کر آئی ہے، دوسری یاء لام کلمہ ہے اور تیسری یاء تثنیہ کی علامت ہے اور چوتھی یاء متکلم کی ہے۔

سوال:۲۸: اسمِ مفعول جمع مذکر کے صیغہ مَرْمِيُّوْنَ کو جب یائے متکلم کی طرف اضافت کریں گے تو کیسے پڑھیں گے؟

جواب: مَرْمِيُّوْنَ حالتِ رفع میں ہے جبکہ حالتِ نصب وجر میں مَرْمِيِّيْنَ ہے پس اضافت کی وجہ سے نونِ جمع گر جائے گا اب حالتِ رفع میں مَرْمِيُّوْيَ بنے گا اب واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کردیں گے تو مَرْمِيِّيَّ ہوجائے گا۔ اور حالتِ نصب وجر میں مَرْمِيِّيْ يَ بنے گا پس اب یائے متکلم کا اس سے پہلی والی یاء میں ادغام کردیں گے تو مَرْمِيِّيّ۔ ہوجائے گا، پس یہ تینوں حالتوں میں چار یاء کے ساتھ آئے گا۔

سوال:۲۹: اسمِ ظرف مَرْمىً کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: اسمِ ظرف مَرْمىً اصل میں مَرْمَيٌ تھا جو تنوین کے اظہار کے ساتھ مَرْمَيُنْ ہوگا، پس یاء پر ضمہ دشوار و ثقیل لہذا ضمہ کو گرادیں گے پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرادیں گے تو مَرْمَنْ یعنی مَرْمىً ہوجائے گا۔

سوال:۳۰: مَرْمىً بابِ ضَرَبَ يَضْرِبُ سے ہے اور ضَرَبَ يَضْرِبُ کا اسمِ ظرف مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے لہذا اسمِ ظرف مَرْمِيٌ آنا چاہئے تھا؟

جواب: اگر مَرْمىً کو مَرْمِيٌ کے وزن پر لاتے تو تین کسرہ جمع ہوجاتے کیونکہ یاء خود دو کسروں کے برابر ہے اور عین کلمہ بھی مکسور ہوتا اس طرح توالیِ کسرات لازم آتا، پس توالیِ کسرات سے بچنے کے لئے عین کلمہ کو فتحہ دے دیا گیا تو مَرْمىً ہوگیا۔ اور یہ قاعدہ عام ہے چاہے ناقص کا عین کلمہ مضارع میں مکسور ہو یا مفتوح ہو یا مضموم ہو ان سب صورتوں میں عین کلمہ کو فتحہ دیا جائے گا توالیِ کسرات سے بچنے کے لئے۔

سوال:۳۱: اسمِ آلہ مِرْمىً کی تعلیل واضح کریں؟

جواب: اسمِ آلہ مِرْمىً اصل میں مِرْمَيٌ تھا یعنی مِرْمَيُنْ، پس یاء پر ضمہ ثقیل لہذا ضمہ کو گرادیا اور پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرادیا تو مِرْمَنْ یعنی مِرْمىً ہوگیا۔

سوال:۳۲: فعلِ ماضی مجہول رُمِيَ میں تعلیل نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: چونکہ ماضی مجہول رُمِيَ میں یاء پر فتحہ ہے جو کہ خفیف حرکت ہے اس لئے تعلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال:۳۳: يُرْمٰى مضارع مجہول میں تعلیل کس طرح ہوئی ہے؟

جواب: يُرْمٰى اصل میں يُرْمَيُ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح اس لئے یاء الف سے بدل گئی تو يُرْمَا یعنی يُرْمٰى ہوگیا۔

سوال:۳۴: غَزَا يَغْزُوْ میں تعلیل کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: غَزَا يَغْزُوْ میں رَمٰى يَرْمِيْ کی طرح تعلیل ہوگی، البتہ اس کے بابِ افعال میں فعلِ مضارع يُغْزِيْ کی مناسبت سے فعلِ ماضی میں بھی واؤ کو یاء سے بدل کر اَغْزَوْتَ کو اَغْزَيْتَ پڑھیں گے یعنی اس کے فعلِ مضارع میں عین کلمہ کے مکسور ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدلتے ہیں لیکن فعلِ ماضی اَغْزَوْتَ میں تعلیل کا کوئی سبب نہیں صرف فعلِ مضارع کی مناسبت سے واؤ کو یاء سے بدلا گیا ہے، اور واؤ ان حروف میں سے ہے جن کو ایک دوسرے سے بدلا جاتا ہے۔

سوال:۳۵: حروفِ ابدال کون کون سے ہیں؟

جواب: حروفِ ابدال پندرہ ہیں۔

(۱) ہمزہ۔ (۲) سین۔ (۳) تاء۔ (۴) نون۔ (۵) جیم۔ (۶) دال۔ (۷) ہاء۔ (۸) یاء۔ (۹) واؤ۔ (۱۰) میم۔ (۱۱) صاد۔ (۱۲) الف۔ (۱۳) لام۔ (۱۴) زاء۔ (۱۵) طاء۔

اور ان کا مجموعہ اَسْتَنْجِدُهُ يَوْمَ صَالَ زَطٌّ ہے جس کا معنی یہ ہے کہ: جس دن زنگیوں نے حملہ کیا اس دن میں اس سے مدد چاہوں گا۔

سوال:۳۶: بعض اوقات الف کو ہمزہ سے بدلتے ہیں اور یہ بدلنا واجب بھی ہوتا ہے اور قیاس کے مطابق بھی، لہذا کوئی مثال پیش کریں؟

جواب: اس کی مثال صَحْرَاءُ ہے اس کے آخر میں جو ہمزہ ہے وہ اصل میں الف تھا کیونکہ اس کی اصل صَحْرٰى ہے آخر میں الفِ تانیث تھا جیسے حُبْلٰى ۔ سُكْرٰى میں ہے پس صَحْرٰى کے کثرتِ استعمال کی وجہ سے لغت میں توسیع کرتے ہوئے بنائے مقصورہ کے ساتھ ساتھ بنائے ممدودہ بنانے کے لئے اس الفِ مقصورہ سے پہلے ایک الف کا اضافہ کیا تو صَحْرَاىٰ ہوا پھر الفِ مقصورہ کو ہمزہ سے بدل دیا تو صَحْرَاءُ ہوگیا کیونکہ الفِ مقصورہ الفِ زائدہ کے بعد طرف میں واقع ہوا ہے اور چونکہ یہ ہمزہ اصلی نہیں اس لئے صَحْرَاءُ کی جمع صَحَارِيُّ کو کسی صورت میں بھی صَحَارِءُ نہیں پڑھ سکتے، اگر یہ ہمزہ اصلی ہوتا تو جس طرح خَطِيْئَةٌ پڑھتے ہیں اسی طرح اسے بھی صَحَارِءُ پڑھنا درست ہوتا جبکہ ایسا نہیں ہے۔

سوال:۳۷: ایسی کوئی مثال بتائیں جس میں واؤ کو ہمزہ سے بدلنا واجب ہو اور قیاس کے مطابق بھی ہو؟

جواب: اَوَاصِلُ میں ہمزہ اصل میں واؤ تھا جو کہ وَاصِلَةٌ کی جمع ہے فَوَاعِلُ کے وزن پر وَوَاصِلُ آتا ہے چونکہ عطف کی صورت میں تین واؤ جمع ہو جاتی ہیں جو کہ ثقل کا باعث ہے پس پہلی واؤ کو ہمزہ سے بدل کر اَوَاصِلُ کردیا تاکہ ثقل دور ہوجائے۔

اسی طرح قَاوِلٌ کی واؤ کو ہمزہ سے بدلنا واجب اور قیاس کے مطابق ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ ہر وہ واؤ اور یاء جو الفِ زائدہ کے بعد واقع ہوا سے ہمزہ سے بدلنا واجب ہے۔ اور دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ جب دو الف جمع ہوجائیں تو دوسرے کو ہمزہ سے بدل دیتے ہیں پس قَاوِلٌ میں واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہے لہذا واؤ کو الف سے بدلا تو قَاالٌ ہوگیا پھر دوسرے الف کو ہمزہ سے بدلا تو قَائِلٌ ہوگیا جیسے کہ كَسَاءٌ میں جو کہ اصل میں كَسَاوٌ تھا پس كَسَاءٌ میں واؤ کو گرانے کی وجہ یہ بھی ہے کہ واؤ کے آخر میں ہونے کی وجہ سے اس پر مختلف حرکات آتی تھیں لہذا اس خرابی سے بچنے کے لئے واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا۔

سوال:۳۸: یاء کو ہمزہ سے بدلنا واجب اور قیاس کے موافق ہو اس کی کوئی مثال بیان کریں؟

جواب: بَائِعٌ جواصل میں بَايِعٌ تھااس کی یاءکوہمزہ سے بدلناواجب اورقیاس کے موافق ہے جوکہ قَائِلٌ میں بیان ہوا۔

سوال:۳۹: جن میں (۱) واؤِمضموم۔(۲) واؤِغیرمضموم۔(۳) یاء۔(۴) ہاء۔(۵) الف۔(۶) عین۔کوہمزہ سے بدلنا جائز بھی ہواور قیاس کے مطابق بھی ہواس کی مثال مع تعلیل بیان کریں؟

جواب:(۱) وُجُوْہٌ: وَجْہٌ کی جمع۔اَدْوُرٌ۔دَارٌ کی جمع۔ان مثال میں واؤپرضمہ ثقیل ہےلہذاان واؤکوہمزہ سے بدل کر اُجُوْہٌ۔اَدْؤُرٌ پڑھنا جائز ہے۔

(۲) وِشَاحٌ۔وِحْدٌ: میں واؤِغیرمضموم کوخفت کی وجہ سےہمزہ سے بدل کر اِشَاحٌ۔اَحِّدْ پڑھنا جائز ہے کیونکہ حرفِ علت پر کسرہ ثقیل ہوتا ہے۔

نوٹ: سرکارِدوعالم ﷺ نے حضرتِ سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کوحالتِ تشہد میں دوانگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اَحِّدْ اَحِّدْ یعنی ایک انگلی سے اشارہ کرو ،ایک انگلی سے اشارہ کرو۔

(۳) یَدَیْہِ: میں چونکہ حرفِ علت یاءضعیف ہےاوراس پرحرکت کا ہوناثقل پیدا کرتی ہےلہذا یاءکوہمزہ سے بدل کر اَدَیْہِ پڑھنا جائز ہے۔

(۴) مَاہٌ: کے ہاءکوہمزہ سے بدل کر مَاءٌ پڑھنا جائز ہے کیونکہ ہمزہ اور ہاءکا مخرج ایک ہے،اسی لئے آسانی کی خاطر ہاءکوہمزہ سے بدل دیتے ہیں اسی وجہ سے مَاءٌ کی جمع مِیَاہٌ ہاءکے ساتھ آتی ہے کیونکہ مِیَاہٌ کی واحد مَاہٌ ہے۔

(۵) مُشْتَئِقٌ: جوکہ اصل میں مُشْتَوِقٌ تھاپس واؤمتحرک ماقبل مفتوح لہذا واؤکوالف سے بدلا تو مُشْتَاقٌ ہوگیا اب الف کوہمزہ سے بدل کر مُشْتَاقٌ پڑھنا جائز ہے۔ اسی طرح جولوگ وَلَا الضَّالِّیْنَ میں ضاد کے بعد الف کے بجائے ہمزہ پڑھتے ہیں ان کے نزدیک بھی الف کوہمزہ سے بدلا جاتا ہے اور یوں وہ لوگ وَلَا الضَّأَلِّیْنَ پڑھتے ہیں۔

(۵) اُبَابٌ: جواصل میں عُبَابٌ تھاچونکہ ہمزہ،عین،الف،اور ہاءکا مخرج ایک ہےیعنی حلق اس لئے یہ ایک دوسرے سے بدل جاتے ہیں پس عین کوہمزہ سے بدل کر اُبَابٌ پڑھنا جائز ہے۔

سوال:۴۰: بعض اوقات تاءکوسین سے اور(۱) واؤ۔(۲) یاء۔(۳) سین۔(۴) صاد۔(۵) ہاء۔کوتاء سے بدلتے ہیں ان سب کی مثالیں مع علت بیان کریں؟

جواب: اِسْتَخَذَ کو اِسْتَخَذَ پڑھنا جائز ہے۔سیبویہ کےنزدیک چونکہ تاءاورسین دونوں حرف صفتِ ہمس میں ایک دوسرے سے قریب ہیں اس لئے تاءکوسین سے بدل دیا گیا ہے۔

(۱) وَخْمَۃٌ: کو تَخْمَۃٌ پڑھنا جائز ہے واؤاورتاءکے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے لہذا واؤکوتاء سے بدل دیا۔اسی طرح اَخُوٌ سے مؤنث بناتے وقت واؤکوتاء سے بدل کر اُخْتٌ پڑھتے ہیں۔

(۲) ثِنْتَانِ: اصل میں ثِنْیَانِ یاءکے ساتھ تھا۔اَسْنَتُوْا اصل میں اَسْنَیُوْا یاءکے ساتھ تھا پس ان دونوں مثالوں میں یاءکوحرکت سے بچانے کے لئے کہ یاء ضعیف ہےلہذا یاءکوتاء سے بدل کر ثِنْتَانِ اور اِسْنَتُوْا پڑھتے ہیں ۔

(۳) سِت: اصل میں سُدُسٌ تھاپس دوسری سین کوتاء سے بدلا پھر دال کوبھی تاء سے بدلاقریب المخرج ہونے کی وجہ سے پھرتاءکا تاء میں ادغام کردیااورسین کوکسرہ دےدیاتو سِتٌّ ہوگیا۔

نوٹ: چونکہ سِتٌّ کی تصغیر سُدَیْسٌ اور جمع تکسیر اَسْدَاسٌ آتی ہےپس ان سے پتہ چل گیا کہ سِتٌّ کی اصل سُدُسٌ ہے۔اسی طرح شاعر کےشعر:

ع عَمْرُو بْنُ یُرْبُوْعٍ شِرَارُ النَّاتِ میں النَّاتِ اصل میں النَّاسُ تھاپس یہاں پربھی سین تاء سے بدل کرآئی ہے۔

(۴) لِصَتٌ: اصل میں لِصَصٌ ہےجوکہ لِصٌّ کی جمع تھاپس صادکوتاء سے بدل دیا کیونکہ یہ دونوں صفتِ ہمس میں مشترک ہیں۔

(۵) اَلذُّعَالَۃُ: اصل میں اَلذُّعَالَبُ تھاپس باءکوتاء سے بدل دیاتو اَلذُّعَالَۃُ ہوگیا۔

سوال:۴۱: (۱) واؤ اور (۲) لام کونون سے بدلنے کی مثال مع علت بیان کریں؟

جواب: (۱) واؤکونون سے بدلنے کی مثال صَنْعَانِیٌّ ہے کہ اس کی اصل صَنْعَاوِیٌّ ہےپس واؤکونون سے بدلاتو صَنْعَانی ہوگیا،اسکی یہ وجہ ہے کہ نون کو حروفِ علت سے قرب حصل ہےاس لئے حروفِ علت کونون سے بدل بدل دیتے ہیں۔

(۲) لام کونون سے بدلنے کی مثال لَعَنَّ ہے جواصل میں لَعَلَّ تھاپس لام اورنون کےصفتِ جہرمیں مشترک ہونے کی وجہ سے لام کونون سے بدل دیتے ہیں۔

سوال:۴۲: بعض اوقات (۱) یائےمشدد اور(۲) غیرمشدد کوجیم سے بدلا جاتا ہےاس کی مثال مع علت بیان کریں؟

جواب: (۱) یائےمشدد کوجیم سے بدلنے کی مثال اَبُوْ عَلِجٍّ ہےجواصل میں اَبُوْ عَلِیٍّ تھا،چونکہ یاءآخرمیں واقع ہوئی ہےاس لئے اسےجیم سے بدلاتاکہ یاءحرفِ علت ضعیف پرمختلف حرکات واقع نہ ہوں۔

(۲) یائےمشدد کی مناسبت سے یائےغیرِمشدد کوبھی بعض اوقات جیم سے بدل دیتے ہین جیسے شاعر کا شعر:

ع لَا ھُمَّ اِنْ کُنْتَ قَبِلْتَ حَجَّتِجْ فَلَا یَزَالُ شَاحِجٌ یَاتِیْکَ بِجْ۔

ترجمہ: اےاللہ اگرتونے میراحج قبول کرلیاہےتومیری یہ سواری خچرہمیشہ مجھےتیری بارگاہ میں لائےگی۔

یہاں حَجَّتِجْ اصل میں حَجَّتِیْ تھااور بِجْ اصل میں بِیْ تھاپس یاءکوجیم سے بدلاگیا۔

سوال:۴۳: تاء کو دال سے بدلنے کی مثال مع علت بیان کریں؟
جواب: تاء کو دال سے بدلنے کی مثال فُزْدُ ہے جس کی اصل فُزْتُ فَوْزٌ سے واحد متکلم کا صیغہ ہے، اور اِجْدَمَعُوْا ہے جس کی اصل اِجْتَمَعُوْا اجتماع سے صیغہ جمع مذکر غائب فعلِ ماضی معروف ہے، پس تاء کو دال سے دونوں کے مخرج کے ایک ہونے کی وجہ سے بدلا گیا ہے۔
سوال:۴۴: کبھی ہمزہ اور الف اور یاء کو ہاء سے بدلا جاتا ہے اس کی مثال مع علت بیان کریں؟
جواب: ہمزہ کو ہاء سے بدلنے کی مثال هَرَقْتُ ہے کہ اس کی اصل اَرَقْتُ ہے۔ اور الف کو ہاء سے بدلنے کی مثال حَيَّهَلَهُ ہے کہ اس کی اصل حَيَّهَلَا ہے۔ اور اَنَهْ بھی ہے کہ اس کی اصل اَنَا ہے۔ اور یاء کو ہاء سے بدلنے کی مثال هُزِّهْ ہے کہ اس کی اصل هُزِّيْ ہے۔ ہمزہ، الف اور یاء کو ہاء سے بدلنے کی علت یہ ہے کہ ہاء خفیف ہونے میں حروفِ علت سے مناسبت رکھتا ہے، پس مناسبت رکھنے کی وجہ سے ہمزہ، الف اور یاء کو ہاء سے بدلنا جائز ہے۔
سوال:۴۵: ہاء کے خفیف ہونے کا ثبوت کیا ہے؟
جواب: اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ بعض اوقات اسے کالعدم تصور کیا جاتا ہے مثلاً لَنْ يَّضْرِبَهَا میں الف سے پہلے ہاء کو کالعدم قرار دیں گے اور اس کے ماقبل ہاء سے پہلے والا حرف مکسور ہونے کی وجہ سے امالہ ہوسکتا ہے جبکہ عِنَباً میں الف سے پہلے باء ہے جو خفیف نہ ہونے کی وجہ سے کالعدم قرار نہیں دی جائے گی اور یہاں امالہ نہیں ہوگا۔
سوال:۴۶: امالہ کسے کہتے ہیں؟
جواب: الف کو یاء اور زبر کو زیر کی طرف مائل کر کے پڑھنے کو امالہ کہتے ہیں۔
سوال:۴۷: کیا کسی صورت میں تاء کو ہاء سے بدلنا واجب اور قیاس کے موافق بھی ہوتا ہے؟
جواب: جی ہاں! طَلْحَةُ میں تاء کو ہاء سے بدلنا واجب اور قیاس کے موافق ہے تا کہ اس تاء اور فعل ماضی طَلْحَتْ کی تاء میں فرق کیا جا سکے۔
سوال:۴۸: مُفَيْتِيْحٌ میں تعلیل کیسے ہوئی اور اس کی حیثیت کیا ہے؟
جواب: مُفَيْتِيْحٌ جو کہ مِفْتَاحٌ کا اسمِ تصغیر ہے، اور تصغیر بناتے وقت پہلے حرف کو ضمہ دیا، دوسرے حرف یعنی فاء کے بعد یائے تصغیر داخل کیا، تیسرے حرف یعنی تاء کو کسرہ دیا، اب الف کا ماقبل مکسور ہو گیا لہٰذا الف کو یاء سے بدل دیا تو مُفَيْتِيْحٌ ہو گیا، اور یہ بدلنا واجب اور قیاس کے موافق ہے ورنہ تو اسمِ تصغیر نہیں بنے گا۔
سوال:۴۹: واؤ کو وجوباً اور قیاساً یاء سے بدلنے کی مثال دیں؟
جواب: اس کی مثال مِيْقَاتٌ ہے جو اصل میں مِوْقَاتٌ تھا، پس واؤ کا ماقبل مکسور تھا لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل دیا کیونکہ واؤ ماقبل مکسور ثقل کو پیدا کرتا ہے لہٰذا ثقل کو دور کرنے کے لئے ایسا کرنا واجب اور قیاس کے موافق ہے۔
سوال:۵۰: (۱) ہمزہ مضاعف کے ایک حرف (۲) نون، (۳) عین، (۴) تاء، (۵) باء، (۶) سین، (۷) اور (۸) ثاء کو بعض مقامات پر یاء سے بدلا گیا ہے ان تمام کی مثالیں مع علت بیان کریں؟
جواب: (۱) ہمزہ کو یاء سے بدلنا جائز اور قیاس کے موافق ہے جیسے ذِيْبٌ کہ اصل میں ذِئْبٌ تھا پس ہمزہ ساکن ماقبل مکسور تھا لہٰذا ہمزہ کو یاء سے بدل دیا۔
(۲) نون کو یاء سے بدلنے کی مثال اُنَاسِيُّ ہے جس کی اصل اُنَاسِيْنُ ہے جو کہ اِنْسَانٌ کی جمع۔ اور جیسے سَرْحَانٌ جمع سَرَحِيْنُ ہے پس یہاں نون کو یاء سے بدلا گیا کیونکہ دونوں میں خفت کے لحاظ سے قرب ہے، پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا تو اُنَاسِيُّ ہو گیا، اسی طرح دِيْنَارٌ اصل میں دِنْنَارٌ تھا کیونکہ اس کی جمع دَنَانِيْرُ آتی ہے، پس نون کو یاء سے بدلا نون کے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے تو دِيْنَارٌ ہو گیا۔
(۳) عین کو یاء سے بدلنے کی مثال ضَفَادِيْ ہے جو اصل میں ضَفَادِعُ تھا، یہ ضِفْدَعٌ کی جمع ہے پس عین ثقیل ہے اور اس کے ماقبل کسرہ ہے لہٰذا عین کو یاء سے بدل کر ثقل کو دور کر دیا گیا۔
(۴) تاء کو یاء سے بدلنے کی مثال اِيْتَصَلَتْ ہے جو اصل میں اِوْتَصَلَتْ ہے پس واؤ کو تاء سے بدلا تو اِتَّصَلَتْ دو تاء کے ساتھ ہو گیا پھر پہلی تاء کو یاء سے بدلا ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے تو اِيْتَصَلَتْ ہو گیا۔
(۵) باء کو یاء سے بدلنے کی مثال اَلثَّعَالِيْ ہے جو اصل میں اَلثَّعَالِبُ تھا چونکہ باء اور یاء قریب المخرج ہیں اس لئے باء کو یاء سے بدل کر ثَعَالِيْ پڑھتے ہیں۔
(۶) سین کو یاء سے بدلنے کی مثال اَلسَّادِيْ ہے جو اصل میں اَلسَّادِسُ تھا پس سین کو یاء سے بدلا تو اَلسَّادِيْ ہو گیا، پس سین کے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے سین کو یاء سے بدل دیا۔
(۷) ثاء کو یاء سے بدلنے کی مثال اَلثَّالِيْ ہے جو اصل میں اَلثَّالِثُ تھا پس ثاء کو یاء سے بدلا تو اَلثَّالِيْ ہو گیا، یہاں پر ثاء کے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے ثاء کو یاء سے بدل دیا۔
سوال:۵۱: (۱) الف، (۲) یاء، اور (۳) ہمزہ کو بعض اوقات واؤ سے بدلتے ہیں اس کی مثال مع علت بیان کریں؟
جواب: (۱) الف کو واؤ سے بدلنے کی مثال ضَوَارِبُ ہے جو کہ ضَارِبَةٌ کی جمع تکسیر ہے، اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ تیسری جگہ جمع تکسیر کا الف داخل کرتے ہیں، یہاں جب تیسری جگہ الف جمع تکسیر لائیں تو دو الف جمع ہو گئے اور یہ دونوں ساکن ہیں جیسے ضَاارِبُ ان میں سے کسی ایک کو حذف بھی نہیں کر سکتے کیونکہ اس طرح واحد اور جمع کے درمیان التباس لازم آئے گا لہٰذا پہلے الف کو واؤ سے بدل دیا تو ضَوَارِبُ ہو گیا۔

(۲) یاءکوواؤ سے بدلنے کی مثال مُوْقِنٌ ہے جواصل میں مُیْقِنٌ تھا اِیْقَانٌ سے اسمِ فاعل ہے، پس یاء کا ماقبل مضموم تھا اس لئے یاء کوواؤ سے بدل دیا تو مُوْقِنٌ ہوگیا۔
(۳) ہمزہ کوواؤ سے بدلنے کی مثال لُوْمٌ ہے جواصل میں لُؤْمٌ تھا پس ہمزہ ساکن کوتخفیف کی غرض سے واؤ سے بدل دیا تو لُوْمٌ ہوگیا۔
یہ تبدیلی جائزاور قیاس کے موافق بھی ہے جیسے کہ گزرا۔

سوال:۵۲: (۱) واؤ، (۲) لام، (۳) نونِ ساکن، (۴) نونِ متحرک (۵) باءکوبعض اوقات میم سے بدلتے ہیں ان کی مثال مع علت بیان کریں؟

جواب: (۱) واؤ کومیم سے بدلنے کی مثال فَمٌ ہے جوکہ اصل میں فَوْہٌ تھا کیونکہ اس کی جمع اَفْوَاہٌ آتی ہے پس ہاءکوخلافِ قیاس حذف کردیااور واؤ کومیم سے بدل دیا تو فَمٌ ہوگیا، واؤ کومیم سے اس لئے بدلتے ہیں کہ دونوں کا مخرج ایک ہے۔
(۲) لام کومیم سے بدلنے کی مثال یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے لَیْسَ مِنَ امْبِرِ امْصِیَامِ فِی امْسَفَرِ۔ پس امْبِرِ اصل میں اَلْبِر تھااور امْصِیَامِ اصل میں الصِّیَامِ تھااور امْسَفَرُ اصل میں السَّفَرُ تھا یہاں لام کومیم سے بدلا گیا ہے کیونکہ صفتِ جہر میں دونوں شریک ہیں۔
(۳) نونِ ساکن کومیم سے بدلنے کی مثال عَمْبَرٌ ہے جواصل میں عَنْبَرٌ تھا پس نونِ ساکن کو میم سے بدلا گیا ہے۔
(۴) اسی طرح نونِ متحرک کومیم سے بدلنے کی مثال اَلْبَنَامُ ہے جواصل میں اَلْبَنَانُ تھا، چونکہ نون اور میم صفتِ جہر میں شریک ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے قریب ہیں۔
(۵) باءکومیم سے بدلنے کی مثال رَاتِمٌ ہے جواصل میں رَاتِبٌ ہے رَاتِبٌ کا معنی ثابت قدمی ہے چونکہ میم اور باء دونوں ہونٹوں سے ادا ہوتے ہیں لہٰذا مخرج میں ایک ہونے کی وجہ سے باءکومیم سے بدل دیتے ہیں

سوال:۵۳: بعض اوقات سین کوصاد سے بدل دیتے ہیں اس کی مثال اور تبدیلی کی وجہ بیان کریں؟

جواب: قرآنِ پاک میں ہے وَاَصْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَهُ میں اَصْبَغَ اصل میں اَسْبَغَ تھا سین کوصاد سے بدل کر اَصْبَغَ پڑھتے ہیں جس کا معنی کامل کرنا ہے چونکہ سین اور صاد کا مخرج قریب قریب ہے اس لئے سین کوصاد سے بدل دیتے ہیں۔

سوال:۵۴: واؤ اور یاءکوالف سے بدلنا واجب اور قیاس کے موافق ہوایسی مثال مع علت بیان کریں؟

جواب: واؤ کوالف سے بدلنے کی مثال قَالَ ہے جواصل میں قَوَلَ تھا۔ پس قَوَلَ میں واؤ متحرک ماقبل مفتوح تھا اس لئے واؤ کوالف سے بدل دیا۔
اور یاءکوالف سے بدلنے کی مثال بَاعَ ہے جواصل میں بَیَعَ تھا۔ پس بَیَعَ میں یاء ماقبل متحرک مفتوح تھا اس لئے یاءکوالف سے بدل دیا۔

سوال:۵۵: رَاسٌ کی تعلیل کریں؟

جواب: رَاسٌ اصل میں رَأْسٌ تھا پس ہمزہ کوالف سے بدلا تو رَاسٌ ہوگیا، یہ تبدیلی محض جائز ہے واجب نہیں۔

سوال:۵۶: نون اور ضاد کولام سے بدلنے کی مثال مع علت بیان کریں؟

جواب: نون کولام سے بدلنے کی مثال اُصَیْلَالٌ ہے یہ اصل میں اُصَیْلَانٌ تھا جو اُصْلَانٌ کی تصغیر ہے اور اُصْلَانٌ اَصِیْلٌ کی جمع ہے۔
اور ضاد کولام سے بدلنے کی مثال اِلْطَجَعَ ہے جواصل میں اِضْطَجَعَ تھا پس ضاد کولام سے بدل دیا، یہ تبدیلی اس لئے جائز ہے کہ لام اور ضاد اور نون صفتِ جہر میں متحد ہیں۔

سوال:۵۷: کبھی سین اور صاد کوزاء سے بدلا جاتا ہے لہٰذا اس کی مثال مع علت بیان کریں؟

جواب: سین کوزاء سے بدلنے کی مثال یَزْدُلُ ہے جواصل میں یَسْدُلُ تھا پس سین کوزاء سے بدل دیا۔
اور صاد کوزاء سے بدلنے کی مثال فَزْدِیْ ہے جواصل میں فَصْدِیْ تھا پس صاد کوزاء سے بدل دیا۔
یہ تبدیلی تینوں کے صفتِ صفیر میں متحد ہونے کی وجہ سے ہے۔

سوال:۵۸: نَحْوُ قَوْلِ الْحَاتِمِ هٰكَذَا فُزْدِیْ سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایک واقعہ کے اندر حاتم طائی نے فُزْدِیْ کہا جس کی تفصیل یہ ہے کہ حاتم طائی کوایک بار کسی نے گرفتار کرکے خیمہ میں قید کردیا، اتنے میں اس قید کرنے والے کے پاس ایک مہمان آ گیا، اس کے پاس کچھ کھانے کی چیز نہ تھی کہ مہمان کی ضیافت کرے، لہٰذا اس قید کرنے والے نے حاتم سے کہا کہ مہمان کے لئے ایک اونٹ کوفصد لگاؤ تا کہ میں اس گوشت کوبھون کرمہمان کوکھلاؤں، پس حاطم نے ایک اونٹ کونحر کیا تو اس قید کرنے والے نے کہا میں نے تجھے فصد لگانے کوکہا تھا نہ کہ نحر کرنے کو لہٰذا تو نے نحر کیوں کیا، حاتم طائی نے کہا ہٰکَذَا فُزْدِیْ یعنی میرا فصد انتہائی سخاوت کی وجہ سے ایسے ہی ہوتا ہے کہ میں ایک مہمان کے لئے پورے کا پورا اونٹ ہی نحر کردیتا ہوں۔ اس نے پوچھا تو کون ہے جواب دیا میں حاتم ہوں لہٰذا اس نے نام سنتے ہی حاتم کوچھوڑ دیا۔

سوال:۵۹: تاءکوطاء سے بدلنا واجب ہواور قیاس کے بھی مطابق ہوایسی مثال مع علت بیان کریں؟

جواب: تاءکوطاء سے بدلنے کی مثال اِضْطَرَبَ ہے جواصل میں اِضْتَرَبَ تھا اسی طرح فَحَصْطُ اصل میں فَحَصْتُ تھا فعلِ ماضی واحد متکلم کا صیغہ ہے ان دونوں مثالوں میں تاءکوطاء سے بدلنا واجب ہے دونوں کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے۔

نوٹ: ان مذکورہ بالا مثالوں میں جہاں وجوب اور مطابق ہو قیاس یا ءجواز اور موافق کی قید نہیں وہاں تبدیلی کرنا غیرِ قیاس ہے جیسے سوال نمبر ۴۰۔۴۱۔۴۲۔۴۳۔۴۴۔۵۰۔ ۵۱۔۵۲۔۵۳۔۵۶۔۵۷۔ میں۔

اَلْبَابُ السَّابِعُ فِی اللَّفِیْفِ

ساتواں باب لفیف کے بیان میں

سوال:۱: لفیف کو لفیف کہنے کی وجہ بیان کریں؟ نیز لفیف کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس کلمہ واحدہ میں دو حرفِ علت ہوں اسے لفیف کہتے ہیں۔ لفیف لَفٌّ سے نکلا ہے جس کا معنی لپیٹنا ہے چونکہ لفیف میں دو حرفِ علت موجود ہوتے ہیں اس لئے اسے لفیف کہتے ہیں۔

سوال:۲: لفیف کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

جواب: لفیف کی دو قسم ہیں (۱) لفیفِ مفروق: جس کلمہ کا فاء اور لام کلمہ حرفِ علت ہو جیسے وَقٰی۔ پس وَقٰی اصل میں وَقَیَ تھا۔

(۲) لفیف مقرون: یعنی جس کلمہ کا عین اور لام کلمہ حرفِ علت ہو جیسے طَوٰی۔ اور پس طَوٰی اصل میں طَوَیَ تھا۔

سوال:۳: وَقٰی یَقِیْ کے فاء کلمہ کا حکم، وَعَدَ یَعِدُ کی طرح اور لام کلمہ کا حکم رَمٰی یَرْمِیْ کی طرح ہے اس کا کیا مطلب؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح وَعَدَ فعلِ ماضی میں فاء کلمہ یعنی واؤ باقی رہتی ہے اسی طرح وَقٰی میں فاء کلمہ یعنی واؤ باقی رہے گی۔ اور جس طرح یَعِدُ فعلِ مضارع میں فاء کلمہ یعنی واؤ حذف ہوجاتا ہے اسی طرح یَقِیْ میں فاء کلمہ یعنی واؤ حذف ہوجائے گا۔

اور جس طرح رَمٰی فعلِ ماضی میں لام کلمہ یعنی یاء ماقبل مفتوح کی وجہ سے الف ہوجاتی ہے اسی طرح وَقٰی میں لام کلمہ یعنی یاء ماقبل مفتوح کی وجہ سے الف ہوجائے گی۔

اور جس طرح یَرْمِیْ فعلِ مضارع میں لام کلمہ یعنی یاء ماقبل مکسور ہونے اور یاء پر ضمہ دشوار ہونے کی وجہ سے ساکن ہوجاتی ہے اسی طرح یَقِیْ میں لام کلمہ یعنی یاء ماقبل مکسور ہونے اور یاء پر ضمہ دشوار ہونے کی وجہ سے ساکن ہوجائے گی۔

سوال:۴: وَکَذٰلِكَ حُکْمُ اَخْوَاتِهِمَا کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ وَقٰی یَقِیْ کے اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول کا فاء کلمہ وَعَدَ یَعِدُ کے اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول کے فاء کلمہ کی طرح برقرار رہے گا جیسے وَاعِدٌ۔ مَوْعُوْدٌ۔ وَاقٍ۔ مَوْقِیٌّ۔ پس ان مثالوں میں فاء کلمہ برقرار ہے اور جس طرح رَمٰی یَرْمِیْ کے اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول میں لام کلمہ حذف ہوجاتا ہے اسی طرح وَقٰی یَقِیْ کے اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول میں لام کلمہ حذف ہوجائے گا جیسے وَاقٍ۔ مَوْقِیٌّ۔ رَامٍ۔ مَرْمِیٌّ۔

سوال:۵: قِ فعلِ امر میں کیسے تعلیل ہوئی ہے؟

جواب: قِ تَقِیْ سے بنا ہے اور تَقِیْ اصل میں تَوْقِیُ تھا پس واؤ کسرہ اور علامتِ مضارع مفتوحہ کے درمیان واقع ہوئی جو ثقل کا باعث ہے لہذا واؤ کو گرادیا اور یاء پر ضمہ دشوار ہوتا ہے لہذا یاء سے ضمہ کو گرادیا تو تَقِیْ بن گیا۔ اور فعلِ امر حاضر معروف بنانے کے لئے علامتِ مضارع کو گرادیا اور آخر سے حرفِ علت یاء کو گرادیا تو قِ بن گیا۔

سوال:۶: اسمِ فاعل وَاقٍ میں کس طرح تعلیل ہوئی ہے؟

جواب: وَاقٍ اصل میں وَاقِیٌ یعنی وَاقِیُنْ تھا یاء پر ضمہ ثقیل ہونے کی وجہ سے ضمہ کو گرادیا تو دو ساکن جمع ہوگئے پھر اجتماعِ ساکنین سے بچنے کے لئے یاء کو گرا دیا تو وَاقِنْ یعنی وَاقٍ ہوگیا۔

سوال:۷: مَوْقِیٌّ اسمِ مفعول میں کیسے تعلیل ہوئی ہے؟

جواب: مَوْقِیٌّ اصل میں مَوْقُوْیٌ تھا مَفْعُوْلٌ کے وزن پر، پس واؤ اور یاء جمع ہوئے اور ان میں سے پہلا ساکن تھا لہذا واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کردیا پھر یاء کے ماقبل کو کسرہ دیا یاء کی مناسبت کی وجہ سے تو مَوْقِیٌّ ہوگیا۔

سوال:۸: اسمِ ظرف مَوْقًی کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: اسمِ ظرف مَوْقًی اصل میں مَوْقَیٌ یعنی مَوْقَیُنْ تھا پس یاء پر ضمہ دشوار تھا لہذا ضمہ کو گرادیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرادیا تو مَوْقَنْ یعنی مَوْقًی ہوگیا۔

سوال:۹: وَقٰی یَقِیُ یعنی فَعَلَ یَفْعِلُ کا اسمِ ظرف مکسورعین مَوْقِیٌ آنا چاہئے تھا جب کہ مَوْقًی آتا ہے ایسا کیوں؟

جواب: اگر وَقٰی یَقِیْ سے اسمِ ظرف مَوْقِیٌ آتا تو توالی کسرات لازم آتا یعنی تین کسرہ، کیونکہ یاء دو کسرہ کے قائم مقام ہے اور عین کلمہ میں بھی کسرہ ہوتا تو یوں تین کسرہ جمع ہوجاتے اس لئے اس کو مَفْعَلٌ کے وزن پر لایا گیا ہے۔

سوال:۱۰: اسمِ آلہ مِیْقًی کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: اسمِ آلہ مِیْقًی اصل میں مِوْقًی مِفْعَلٌ کے وزن پر تھا جو نونِ تنوین کے اظہار کے وقت مِوْقَیُنْ تھا پس یاء پر ضمہ ثقیل ہے لہذا ضمہ کو حذف کردیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا تو مِوْقَنْ بنا اور پھر واؤ کا ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدلا تو مِیْقَنْ یعنی مِیْقًی ہوگیا۔

سوال:۱۱: لفیفِ مقرون طَوٰی یَطْوِیْ کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: اس میں تعلیل کا وہی حکم ہے جو ناقص کا ہے یعنی فعلِ ماضی میں یاء کو الف سے بدل دیا جائے گا جیسے طَوَیَ سے طَوٰی۔ اور فعلِ مضارع میں یاء کو ساکن کردیں گے جیسے یَطْوِیُ سے یَطْوِیْ۔

سوال:۱۲: امر حاضر معروف اِطْوِ کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: اِطْوِ فعلِ امر حاضر معروف فعلِ مضارع معروف سے بنا ہے پس یَطْوِیْ سے علامتِ مضارع تاء کو حذف کیا اور شروع میں ہمزۂ وصل لے آئیں تا کہ ابتداء بالسکون لازم نہ آئے اور آخر سے حرفِ علت یاء کو گرادیا تو اِطْوِ ہوگیا۔

سوال:۱۳: اِطْوُوْا فعلِ امر حاضر معروف صیغۂ جمع مذکر کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: اِطْوُوْا اصل میں اِطْوِیُوْا تھا پس یاء پر ضمہ ثقیل تھا لہٰذا اسے گرادیا اب اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو بھی گرادیا پھر پہلی واؤ مابعد واؤ کی وجہ سے کو ضمہ دیا تو اِطْوُوْا ہوگیا۔

سوال:۱۴: اِطْوِیْ صیغہ واحد مؤنث حاضر فعلِ امر معروف کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: اِطْوِیْ اصل میں اِطْوِیِیْ اِفْعِلِیْ کے وزن پر تھا پس پہلی یاء کا کسرہ گرادیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے پہلی یاء کو بھی گرادیا تو اِطْوِیْ ہوگیا۔

سوال:۱۵: ناقص اور لفیف میں اگر نونِ تاکید لائیں تو اس کے احکام کیا ہوں گے؟

جواب: ناقص اور لفیف میں نونِ تاکید کے احکام معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر حرفِ علت اصلی محذوف ہے تو وہ نونِ تاکید کے وقت واپس آجائے گا کیونکہ اسے سکون کی وجہ سے حذف کیا گیا تھا اور اب نونِ تاکید کی وجہ سے سکون ختم ہوگیا ہے یہی وجہ ہے کہ اِطْوِ سے جب تثنیہ کا صیغہ بنائیں گے تو سکون کے ختم ہوجانے کی وجہ سے یائے محذوفہ واپس آجاتی ہے جیسے اِطْوِیَا۔ اور اس حرفِ علت خفت کی وجہ سے کو فتحہ کی حرکت دیں گے جیسے اِطْوِیَنَّ۔ اُغْزُوَنَّ۔ اِرْوَیَنَّ۔ پس اِطْوِیَن میں حرفِ علت یاء واپس آگئی، اور اُغْزُوَنَّ میں واؤ حرفِ علت واپس آگئی، اور اِرْوَیَنَّ میں حرفِ علت یاء واپس آگئی، اور ان تینوں کو فتحہ کی حرکت دی گئی ہے، جبکہ یہ نونِ تاکید سے پہلے اِطْوِ۔ اُغْزُ۔ اِرْوَ تھے۔

اور اگر محذوف حرفِ علت ضمیر ہو تو اس کو حرکت دینے کے معاملہ میں اس کے ماقبل کو دیکھیں گے اگر اس کا ماقبل مفتوح ہو تو اس حرفِ علتِ محذوفہ کو حرکت دیں گے ورنہ تو نہیں جیسے اِرْوَوُنَّ، پس واؤ مضمومہ محذوف تھی نونِ تاکید کی وجہ سے واپس آئی ہے اور اس کو حرکت دی گئی ہے کیونکہ اس کا ماقبل مفتوح ہے اور اس کو ضمہ کی حرکت اس لئے دی گئی ہے کہ یہ واؤ جمع مذکر حاضر کی ضمیر ہے، نونِ تاکید سے پہلے صیغہ اِرْوَوْ تھا۔ اِرْوَیِن پس یائے مکسور محذوف تھی نونِ تاکید کی وجہ سے واپس آئی ہے اور اس کو حرکت دی گئی ہے کیونکہ اس کا ماقبل مفتوح ہے اور اس کو کسرہ کی حرکت اس لئے دی گئی ہے کہ یہ یاء واحد مؤنث کی ضمیر ہے، نونِ تاکید سے پہلے صیغہ اِرْوَیْ تھا۔

اور ارشادِ خداوندی ہے وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ۔ پس لَا تَنْسَوُا اصل میں لَا تَنْسَوْا تھا جب اَلْفَضْلَ لائیں تو واؤ بھی ساکن اور لام تعریف بھی ساکن اب ہم نے واؤ کے ماقبل کو دیکھا تو وہ مفتوح تھا لہٰذا واؤ کو حرکت دے دی اور اگر واؤ کا ماقبل مفتوح نہ ہوتا تو پھر واؤ کو حرکت نہ دیتے، اور رہی یہ بات کہ واؤ کو ضمہ کیوں دیا تو اس لئے کہ واؤ جمع مذکر کی ضمیر ہے لہٰذا اس مناسبت سے ضمہ دیا کہ جمع مذکر میں ضمہ آتا ہے جیسے لَا تَضْرِبُوْا۔

اور اگر حرفِ علت کا ماقبل مفتوح نہ ہو بلکہ مضموم یا مکسور ہو تو اس حرفِ علت کو حذف کردیں گے جیسے اِطْوُنَّ کہ واؤ مفتوح نہیں تھا لہٰذا حرفِ علت یاء کو حذف کردیا جو اصل میں اِطْوُوْا تھا پس نونِ تاکید کے وقت واؤ ضمیر کو حذف کردیا اور اِطْوُنَّ کردیا اگرچہ یہ واؤ علامت ہے اور علامت کا حذف کرنا صحیح نہیں لیکن جب اس علامت پر دلالت کرنے والی کوئی دوسری چیز موجود ہو تو حذف کرسکتے ہیں اور یہاں پر واؤ کے حذف ہونے پر اس کے ماقبل یعنی واؤ کا ضمہ دلالت کررہا ہے۔

اور اُغْزُوْ الْقَوْمَ میں بھی اتصال کی وجہ سے واؤ ضمیر کو قراءۃً حذف کیا گیا ہے نہ کہ کتابۃً۔ اصل میں اُغْزُوْا تھا اسی طرح یَا اِمْرَاَۃُ اُغْزِیْ الْقَوْمَ میں یاء کو قراءۃً حذف کیا گیا ہے لیکن کتابۃً برقرار رکھا گیا ہے اور اس کو قراءۃً حذف کرنے کی وجہ وہی ہے کہ اس کا ماقبل مفتوح نہیں ہے اگرچہ اس کے مابعد کی وجہ سے اس کا سکون ختم ہو گیا ہے۔

سوال:۱۶: اسم فاعل طَاوٍ اصل میں طَاوِیٌ تھا اس کے واؤ کو ہمزہ سے قَائِلٌ کی طرح کیوں نہ بدلا گیا؟

جواب: چونکہ اسمِ فاعل طَاوٍ کی اصل فعلِ ماضی طَوٰی میں واؤ کو الف سے نہیں بدلا گیا ہے اس لئے طَوٰی کی اتباع میں طَاوِیٌ کی واؤ کو بھی ہمزہ سے نہیں بدلا گیا، اور طَاوٍ کی تعلیل وَاقٍ کی طرح ہوگی جو سوال نمبر ۶ میں بیان کیا جاچکا ہے۔

سوال:۱۷: اَلرَّیْ سے اسم فاعل کس وزن پر آئے گا؟

جواب: اَلرَّیْ سے صفتِ مشبہ آتا ہے اور وہ فَعْلَانٌ کے وزن پر جیسے رَیَّانٌ آتا ہے، رَیَّانٌ اصل میں رَیْیَانٌ تھا پس یاء کا یاء میں ادغام کردیا تو رَیَّانٌ ہو گیا اور واحد مؤنث رَیَّا آتی ہے فَعْلٰی کے وزن پر۔

سوال:۱۸: رَیَّانٌ کی اصل کیا ہے؟

جواب: رَیَّانٌ اصل میں رَوْیَانٌ تھا پس واؤ اور یاء جمع ہوئے اور ان می سے پہلا ساکن تھا لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کردیا تو رَیَّانٌ ہوگیا۔

سوال:۱۹: اسم فاعل جمع مذکر رِوَاءٌ میں واؤ کو یاء سے کیوں نہیں بدلا گیا جیسے سِوَاطٌ کی واؤ کو یاء سے بدل کر سِیَاطٌ بنایا جاتا ہے؟

جواب: اگر رِوَاءٌ میں واؤ کو یاء سے بدلیں گے تو دو تعلیل جمع ہوجائیں گی۔ (۱) واؤ کو یاء سے بدلنا۔ (۲) لام کلمہ یاء کو ہمزہ سے بدلنا۔ اس لئے لام کلمہ یاء کو ہمزہ سے بدلا گیا ہے تا کہ دو تعلیل والی خرابی لازم نہ آئے۔

سوال:۲۰: رَیَّا اسمِ فاعل تثنیہ مؤنث کو حالتِ نصب وجر میں کیسے پڑھیں گے؟

جواب: حالتِ نصب وجر میں یاء چار بار آتی ہے جیسے رَیَّیَیْنِ عَطْشَیَیْنِ کے وزن پر۔

سوال:۲۱: اگر تثنیہ مؤنث کے صیغہ کو یائے متکلم کی طرف مضاف کیا جائے تو کیسے پڑھیں گے؟

جواب: اگر تثنیہ مؤنث کے صیغہ کو یائے متکلم کی طرف مضاف کریں گے تو اس صورت میں یاء پانچ بار آئے گی جیسے رَیَّیَیِّ ، پس پہلی یاء واؤ جو کہ ع کلمہ ہے سے بدلی ہوئی ہے اور دوسری یاء لام کلمہ ہے، اور تیسری یاء الفِ تثنیہ سے بدل کر آئی ہے، اور چوتھی یاء علامتِ نصب ہے، اور پانچوی یاء یائے متکلم مضاف الیہ ہے۔

سوال:۲۲: اسم مفعول مَطْوُوْیٌ سے مَطْوِیٌّ کیسے بنا؟

جواب: مَطْوُوْیٌ میں واؤ اور یاء جمع ہوئے تھے، پہلا ساکن تھا لہذا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کر دیا اور ماقبل واؤ کو یاء کی مناسبت سے کسرہ دے دیا تو مَطْوِیٌّ ہو گیا۔

یہاں اسمِ مفعول، اسمِ ظرف، اور اسم آلہ وغیرہ کے لام کلمہ کا حکم وہی ہے جو ناقص کے لام کلمہ کا ہے اور عین کلمہ کا حکم وہی ہے جو ان کی ماضی اور مضارع طَوٰی یَطْوِیُ کا ہے۔ جہاں دو اعلال جمع ہوں تو عین کلمہ کو نہیں بدلیں گے، اور جہاں دو اعلال جمع نہیں ہوتے مثلاً طَوَیَا اور طَاوِیَانِ وغیرہ میں تو وہاں واؤ میں تعلیل ہو سکتی ہے لیکن طَوٰی کی اتباع میں نہیں۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب و رسولہ اعلم عزوجل و ﷺ۔

یہ کتاب بنام شفیق المصباح فی حلّ مراح الارواح کا آغاز ۱۲محرم الحرام ۱۴۳۷ ہجری بمطابق ۲۶ اکٹوبر ۲۰۱۶ عیسوی بروز پیر شریف کو کیا گیا تھا بحمدہ تعالی محنتِ شاقہ کے بعد آج بروز جمعۃ المبارک گزار کر ہفتہ کی رات ۱۱:۲۵ میں ۸صفر المظفر ۱۴۳۷ ہجری بمطابق ۲۰ نومبر ۲۰۱۵ عیسوی کو ۲۶ دن میں پایۂ تکمیل کو پہونچی۔

اللہ الوالی اپنی بارگاہِ عالی میں بوسیلۂ محبوبِ بے مثالی ﷺ قبول فرمائے اور اس کے پڑھنے والوں کو نافعۂ جلیلہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

سگِ عطار محمد شفیق عطاری المدنی فتحپوری

جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ ڈھاکہ بنگلہ دیش۔

ان چیزوں کا بیان جن سے ثقل لازم آتا ہے۔

(۱) چند واؤ کا جمع ہونا جیسے وَوُجَلُ۔ لہذا اس میں ایک واؤ کو تاء سے بدل کر ثقل کو دور کیا جائے گا جیسے وَتُوجَلُ۔

(۲) دو ہمزہ کا جمع ہونا جیسے أُأَكْرِمُ۔ لہذا اس میں ایک ہمزہ کو حذف کر کے ثقل کو دور کیا جائے گا جیسے اُكْرِمُ۔

(۳) کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج کرنا جیسے اِنْصُرُ۔ لہذا اس میں حرفِ مکسور کو مضموم کر کے ثقل کو دور کیا جائے گا جیسے اُنْصُرُ۔

(۴) کلمۂ واحدہ میں چار حرکات کا جمع ہونا جیسے یَضَرِبُ۔ لہذا اس میں ایک حرف کو ساکن کر کے ثقل کو دور کیا جائے گا جیسے یَضْرِبُ۔

(۵) قلّتِ استعمال جیسے

(۶) تین نون کا جمع ہونا جیسے یَضْرِبْنَنِّ۔ لہذا اس میں نونِ اوّل کے بعد الفِ فاصل لا کر ثقل کو دور کیا جائے گا جیسے یَضْرِبْنَانِّ۔

(۷) متجانسین کا جمع ہونا جیسے فَرَرَ۔ لہذا اس میں دونوں کا آپس میں ادغام کر کے ثقل کو دور کیا جائے گا جیسے فَرَّ۔

(۸) متقاربین کا جمع ہونا جیسے اِتْطَلَبَ۔ لہذا اس میں ادنی کو اعلی سے بدل کر ادغام کر کے ثقل کو دور کیا جائے گا جیسے اِطَّلَبَ۔

(۹) یائے ضعیف پر ضمہ کا ہونا جیسے یَرْمِیُ۔ لہذا اس میں یائے ضعیف کو ساکن کر کے ثقل کو دور کیا جائے گا جیسے یَرْمِیْ۔

(۱۰) توالیٔ کسرات کا ہونا یعنی تین کسروں کا جمع ہونا جیسے اِیْتَسَرَ۔ کہ یاء خود دو کسروں کے قائم مقام ہے اور ایک کسرہ ماقبل ہے۔ لہذا اس میں یاء کو تاء سے بدل کر ادغام کر کے ثقل کو دور کیا جائے گا جیسے اِتَّسَرَ۔

(۱۱) نونِ تثنیہ کا مضاف الیہ کے ساتھ جمع ہونا جیسے مُسْلِمَانِ یْ۔ لہذا اس میں نونِ تثنیہ کو حذف کر کے ثقل کو دور کیا جائے گا جیسے مُسْلِمَایَ۔

(۱۲) نونِ جمع کا مضاف الیہ کے ساتھ جمع ہونا جیسے مُسْلِمُوْنَ یْ۔ لہذا اس میں نونِ جمع کو حذف کر کے ثقل کو دور کیا جائے گا جیسے مُسْلِمُوْیَ۔

(۱۳) واؤ اور یاء کا جمع ہونا اور ان میں سے پہلے کا ساکن ہونا جیسے مُسْلِمُوْیَ۔ لہذا اس میں واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کر کے ثقل کو دور کیا جائے گا جیسے مُسْلِمُیَّ۔

(۱۴) یاء کے ماقبل ضمہ کا ہونا جیسے مُسْلِمُیَّ۔ لہذا اس میں یاء کے ماقبل کو کسرہ دے کر ثقل کو دور کیا جائے گا جیسے مُسْلِمِیَّ۔

(۱۵) حرفِ ضعیف کو حرکت دینا جیسے الف کو متحرک کرنا۔ لہذا اس میں حرفِ ضعیف کو ساکن کر کے ثقل کو دور کیا جائے گا جیسے ۔

(۱۶) حرفِ علت پر کسرہ کا واقع ہونا جیسے وِشَاحٌ۔ لہذا اس میں حرفِ علت کو ہمزہ سے بدل کر ثقل کو دور کیا جائے گا جیسے اِشَاحٌ۔

(۱۷) واؤ ماقبل مکسور ہونا جیسے اِوْتَصَلَ۔ لہذا اس میں واؤ کو تاء سے بدل کر ادغام کر کے ثقل کو دور کیا جائے گا جیسے اِتَّصَلَ۔

ان چیزوں کا بیان جن سے خفّت پیدا ہوتی ہے۔

(۱) کسی حرف کو حذف کر کے جیسے تَأَکُرِمُ سے تُکْرِمُ۔

(۲) حرفِ مکسور اور حرفِ مضموم کو مفتوح کرنا جیسے

(۳) حرفِ صحیح کو حرفِ علت سے بدلنا جیسے تَقَضُّضَ سے تَقَضِّی۔

(۴) دو ہم جنس حرف میں ادغام کرنا جیسے مَدَدَ سے مَدَّ۔

(۵) متقاربین میں سے ادنی کو اعلی سے بدل دینا اور پھر ادغام کرنا جیسے اِطْتَلَبَ سے اِطَّلَبَ۔

(۶) کثرتِ استعمال کی وجہ سے کلمہ میں ردّ و بدل کیا جاتا ہے جیسے